ریاض شاد

۱۳۱۹ھ

یعنی

دیوان بلبل رنگین نوا جناب مرزا علی رضا متخلص ضیا مرحوم عظیم آبادی

حسب فرمایش

جناب مرزا وزیر جان صاحب برادر اعظم حضرت مصنف دام لطفہ

باہتمام

جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب مالک مطبع احسن المطابع دام مجدہ

در مطبع احسن المطابع پٹنہ مطبوع شد

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ یہ گلدستہ اشعار با آب و تاب چمنستان زبان اردو کا جو موسوم باسم تاریخی

ریاض شاداب

۱۳۱۹ھ

معروف بہ

دیوان ضیا

از طبع بلبل رنگین نوائے گلشن سخن شیرین سخنور شاعر جناب مرزا علی صاحب متخلص بہ ضیا

در مطبع احسن المطابع واقع لکھنؤ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

نظر آیا جو کثرت مین بھی جلوہ اُسکی وحدت کا
مری آنکھون مین نقشا پھر گیا نیرنگ قدرت کا

نہ دعویٰ زہد و تقویٰ کا نہ غرّا مجکو طاعت کا
بھروسا ہی شفیع روز محشر کی شفاعت کا

لہو کیا گل کھلاتا ہی شہیدان محبت کا
زمین کوچہ قاتل ہی تختہ باغ جنت کا

جوانی آپکی تو ایک عالم ہی قیامت کا
مگر جو بن کوئی دیکھے ہماری شام فرقت کا

قیامت ہی نظر آنا کسیکی بھولی صورت کا
غضب ہے اپنے قابو سے نکل جانا طبیعت کا

وہ بولے مجسے روز حشر سُنکر حال فرقت کا
نکالا آپنے تو آج قصہ ایک مدت کا

ٹہلنے کو وہ آئین تو کسی دن اپنے کوچہ مین
پتا ہر نقش پا بتلائیگا عاشق کی تربت کا

اگر ہوتے ہین لیے سوا ہم تمہاری کیا خطا اِسمین
یہ سب ہین خوبیان اِسکی برا ہو اس طبیعت کا

ابھی ہم سے ملوگے تم وہان یا ساری دنیا سے
پتا سب کو بتا دیتے ہو شہیدان قیامت کا

نہین ہو تم اگر قاتل تو ہو جاؤ گے اِک دن
علاج آخر کروگے کیا مرے شوق شہادت کا

خدا کے سامنے بھی طنز سے یہ بول اُٹھے وہ
ملا ہو آج ہی تو آپ کو موقع شکایت کا

بہت تعریف کرتے ہیں اور واعظ سے پوچھو تو
کبھی منہ خواب میں دیکھا بھی ہے حوران جنت کا

ہوئی ہے جس طرح مجھسے یونہیں تجھ سے بھی ہو جائے
تو کیا کہتا ہے پھر اے بیوفا اس تجھ سی نفرت کا

جو پوچھیں بھی تو کیونکر دل کی میں کہوں لیتا
اگر پہلو نکل آیا کہیں ان کی شکایت کا

حسیں ہیں اور بھی دنیا میں سچ ہے آپکا کہنا
مگر میں کیا کروں آفت ہے آجانا طبیعت کا

ادھر کہتا ہے اپنا دل کسی صورت نباہینگے
ادھر دینے کو ہیں پیغام وہ ترک محبت کا

کبھی تو بھولے بھٹکے وہ چلے آئینگے مدفن پر
کبھی تو نام روشن ہوگا میری شمع تربت کا

مجھے تو چھوڑ دو اللہ والے رام ہو جاتے
اگر کچھ ڈھنگ آجاتا بتوں میں آدمیت کا

صفائی آسمان کے دل میں آسکتی نہیں ہرگز
کوئی سمجھا ہے کیا اسکو یہ تودہ ہے کدورت کا

کٹی جاتی ہے ساری عمر تو صحرا نوردی میں
الٰہی دن پھریگا کب ہماری شام غربت کا

اٹھا دو غیر کو محفل سے کیوں آکر وہ بیٹھا ہے
اشارہ ہے یہ مجھپر اسکی چشم بے مروت کا

ذرا دامن تو اپنا رکھ دو میری چشم گریاں پر
تماشا دیکھ لو اچھی طرح تم جوش رقت کا

کوئی اتنی تسلی دینے والا بھی نہیں ملتا
نہ گھبرا اے ضیا کٹ جائیگا دن مصیبت کا

جو سہے رنج تیری فرقت کا
قدرداں بس ہے وہ اذیت کا

شمع یا گل ہو یا حسیں کوئی
شیفتہ ہیں ان اچھی صورت کا

کہتی ہے تمکو بھی کریں بیچین
منہ تو دیکھو مری اذیت کا

روز اک تازہ فکر دیتا ہے
شکر ہے چرخ کی عنایت کا

وہ بھی نالوں پہ آج دیکھ لیا
نام سنتے تھے ہم قیامت کا

وہی انسان اہل دل بھی ہے
جو بھرے دم تری محبت کا

سخت جانی سے اپنے ہم چھوٹین / نام ہو آپ کی نزاکت کا
اپنا دکھلانا تھا انھین منظور / آج پردہ کھلا قیامت کا
خواب مین بھی کبھی نہ آیا وہ / ایسا پابند ہو نزاکت کا
شعر گوئی کو اور کیا کہیے / چلبلا پن ہے یہ طبیعت کا

اے ضیا ذکر غیر کیا چھیڑا
اُن کو موقع ملا شکایت کا

ایضاً [illegible]

رخصت ہوئے وہ گھر مرا سنسان ہو گیا / آنکھون مین خواب وصل کا سامان ہو گیا
بھولے تھے دو جہان ہم اپنے خیال مین / یہ خیریت ہوئی کہ ترا دھیان ہو گیا
یون ناز اُٹھائے مین نے شب وصل یار کے / صدقے کبھی ہوا کبھی قربان ہو گیا
کہنے لگے وہ ہم کو لٹا کر مزار مین / لو اب تمہارے چین کا سامان ہو گیا
نالان ہے کوئی اور کوئی داد خواہ ہے / کوچہ کسی کا حشر کا میدان ہو گیا
اپنی ادائین آئینہ مین آپ دیکھ کے / پھر پوچھئے گا کیون کوئی حیران ہو گیا
اُس بیوفا کی بزم مین پھر بیٹھنے لگے / پھر رنج و غم اُٹھانے کا ارمان ہو گیا
ناز ان بتون کے کرتے ہین دل کا ہمارے خون / خنجر کوئی ہوا کوئی پیکان ہو گیا
سمجھانے آیا جو کوئی سودائے زلف مین / وہ دیکھتے ہی ہم کو پریشان ہو گیا
کچھ روز اور بھی جو رہا درد دل یہین / پھر جان لو کہ یہ بھی اک ارمان ہو گیا

وہ دن خدا دکھائے کہ احباب یہ کہین
طیار اب ضیا کا بھی دیوان ہو گیا

تیرے دیوانون کا کچھ اور ہی سامان ہو گا / دیکھ لینا کہ نہ دامن نہ گریبان ہو گا

وصل کو پوچھتا ہون تمسے کہ ایجان ہو گا
سوچنا اس مین ہی کیا کہدو کہین ہان ہو گا

آج سب کچھ ہی مگر کل نہ یہ سامان ہو گا
باغ ہستی جو ہی اک خانہ ویران ہو گا

حسرت دید ہوئی وصل کا ارمان ہو گا
تجھسے کیا کیا نہ ابھی او دل نادان ہو گا

دل کے چھدنے مین ہی شک دیکھ نہ لے او قاتل
آپ ہی خون مین ڈوبا ہوا پیکان ہو گا

بیکسی میری بتادے گی تمھین قبر مری
کبھی آنا جو سوئے گور غریبان ہو گا

کیا بگڑتا ہی جو کر دیجیے اقرار وصال
ہاتھون بڑھ جائیگا دل آپکا احسان ہو گا

جلوہ رخ کہین دکھلا بھی دو پردہ کیا ہی
بس یہی نا کہ طلبگار دل و جان ہو گا

کچھ کہا جاتا نہین حال پریشانی دل
کہئے بیٹھینگے تو دل اور پریشان ہو گا

اسلئے آئے تھے ہم شب کو ترے کوچہ مین
کہ جگا دین گے جو سویا ہوا دربان ہو گا

زخم دل دیکھتے ہی پھیر لیا منہ اپنا
مجھکو امید تھی قاتل نمک افشان ہو گا

کون قیمت کا طلبگار ہی کیون روٹھے ہین
مفت لے لیجیے دل آپکا احسان ہو گا

مین وہ وحشی ہون کہ مرنے کے مرا مشت غبار
دور تک پھیلکے کوسون کا بیابان ہو گا

وہ نہ آئینگے شب ہجر تو موت آئیگی
ہو نہ ہو دو مین کسیکا غرض احسان ہو گا

نکتہ چینون کی خموشی یہی کہتی ہی ضیا
داد دیگا وہ تمہارا جو سخندان ہو گا

فرقت مین تڑپنا مرا کچھ کام نہ آیا
موت آئی مگر وصل کا پیغام نہ آیا

حالت مری کیا کیا ہوئی بیتابی دل سے
جھوٹون بھی کبھی پوچھنے آرام نہ آیا

محروم رکھا حسرت دیدار نے مجھکو
آیا بھی تو وہ شوخ لب بام نہ آیا

احسان وہ کیا جو نہ کیا غیر پہ احسان
الزام وہ کیا مجھپہ جو الزام نہ آیا

تربت میں سلا کر ہمیں کس طنز سے بولے
اب بھی یہی کہئے گا کہ آرام نہ آیا

کیا جانئے نالوں کی مرے کیا ہوئی تاثیر
دل تھامے ہوئے وہ جو لب بام نہ آیا

تربت میں ہمیں جب سے گئے ہیں یہ جو گزری
کہنے کو تھے سب ساتھ کوئی کام نہ آیا

حالت شب غم ایک تھی میری مرے دل کی
چین اسکو نہ آیا نہ مجھے آرام نہ آیا

وہ ذکر محبت پہ بہت غیر سے بگڑے
اچھی ہوئی یہ بات مرا نام نہ آیا

غیروں کے پڑھائے ہوئے فقرے ہی سنائے
مطلب پہ ہمارے بت خود کام نہ آیا

آہیں تو ہیں کیا چیز رہے ضبط سلامت
اف تک کا مرے لب پہ کبھی نام نہ آیا

قاصد کے گلے مل کے اب امید کو روؤں
جسکی مجھے حسرت تھی وہ پیغام نہ آیا

شکوہ ہو مقدر سے ضیا وقت پہ ہم کو
امید اسی سے تھی یہی کام نہ آیا

انھیں روز اک ستم ایجاد کرنا
ہمیں روز اک نئی فریاد کرنا

مری تربت ہو کوچے میں تمہارے
مری مٹی نہ تم برباد کرنا

دہانِ زخم دل سے لاکھ چاہا
نہ آیا شکوۂ جلاد کرنا

نکلنا دم کا رک رک کر شب غم
مرا رہ رہ کے تم کو یاد کرنا

وفا میری جو یاد آئے پس مرگ
مجھے تم فاتحہ سے یاد کرنا

قیامت ہے کسی کا روٹھ جانا
مگر منہ سے نہ کچھ ارشاد کرنا

ستم میں لطف پیدا ہو چلا ہے
نہ غفلت اور ستم ایجاد کرنا

ترے اک درد نے کیا کیا سکھایا
تڑپنا لوٹنا فریاد کرنا

ضیا خاموش و سنتے نہیں ہیں

عبث ہے شکوہ بیداد کرنا

دل کا آنا اُس پری وش پر داغ جگر مین پڑتا تھا
رفتہ رفتہ آتشِ اُلفت سینہ مین بھڑکی پھر کیا تھا
جب وہ پری تھا اُس سے مقابل سامنے مین بھی بیٹھا تھا
بگڑا بگڑا سا کچھ اُس دم آئینے کا نقشا تھا
درد کی شدت داغ جگر کا ہمنے کیا کیا باندھا تھا
کچھ بھی نہ سمجھا وہ بتِ نادان شعر کا پہلو اچھا تھا
یا دمژہ نے یہ خامی کی۔ دیکھا نہ بھالا دل مین آکر
چھیڑا بھی تو اُس کو چھیڑا۔ زخم جگر جو کچا تھا
اپنی حالت کہنے کا موقع۔ ہاتھ نہ آیا کیا کہئے
سب تو باتین کرتے تھے اُس سے۔ اور مین چپکا بیٹھا تھا
واقعی راتین ہجر صنم کی طول قیامت ہوتی ہین
آنکھوں سے بھی دیکھ لیا۔ وہ کانون سے جو سنتا تھا
جاتا تھا وہ بانکا ترچھا اُف رے اُسکی کج رفتاری
نکلے جو ہم اُس راہ سے بچکر۔ آج مقدر سیدھا تھا
خوب ہی نکلی صورتِ حسرت ایک خلش سی رہتی تھی
روح بدن مین اپنے کیا تھی گویا کوئی کانٹا تھا
قدر نہ کی کچھ اُسکے دم تک۔ یارون نے اُسکے شعرون کی
اب یہ ہر اک سے سنتے ہین اکثر خوب ضیا بھی کہتا تھا

موسیٰ پہ وہ عالم جو ہوا بیخبری کا
تھا شعبدہ ادنیٰ سا تری جلوہ گری کا

بلبل کو گلوں سے ہی گلہ بیخبری کا
ادنیٰ یہ شگوفہ ہی نسیم سحری کا

خواب آنکھوں نے دیکھا ہی عجب بیخبری کا
شاید کہ یہ مژدہ ہو تری جلوہ گری کا

نالے بھی گئے ایسے کہ پھر کر نہیں آئے
بس ہو گیا اب خاتمہ پیغامبری کا

آنکھوں میں سمائی ہی ادا دختر رز کی
دیوانہ نہیں دیکھوں جو انداز پری کا

کچھ نالہ بلبل سے بھی ہی درد ٹپکتا
کچھ رنگ اوڑا یا ہی مری نوحہ گری کا

مانیں گے نہ ہم یہ کہ وہ گل رات کو آیا
چلتا ہوا فقرہ ہی نسیم سحری کا

اللہ کی قدرت نہ کہیں کیا کہیں تم کو
حوروں کی سی سج دھج ہی تو مکھڑا ہی پری کا

تم یہ نہ سمجھنا کہ ہیں سب طالب دیدار
محشر میں تماشا ہی مری بیخبری کا

کہتے ہو شب غم کوئی مر جائیگا کیونکر
بجھنا نہیں دیکھا ہی چراغ سحری کا

بس اتنا کہ اُس کوچے سے ہوتی ہوئی آتی
تھک جاتا نہ کچھ پاؤں نسیم سحری کا

تکلیف بھی دی اسنے تو سو طرح کی تکلیف
تھوڑا نہیں احسان ہی دردِ جگری کا

دکھ درد تو کہنے کا بہانہ تھا سر بزم
دیکھا کئے انداز تری بیخبری کا

کہتے ہو کس انداز سے دل تیر ایسا ہی
احسان نہ مانوگے مری بیخبری کا

آہیں نہیں اچھی مرے نالے نہیں اچھے
دونوں کو برا ہی مرض بیخبری کا

ہم طالب دیدار ہیں پھر ہوش میں آکر
عالم وہی اچھا تھا جو تھا بیخبری کا

احباب کو کیونکر مرے مرنے کی خبر ہو
ای یار میں کشتہ ہوں تری بیخبری کا

اتنا بھی نہ پوچھا کبھی دیوانہ بنا کر
دیوانہ بنا پھرتا ہی کس رشک پری کا

کچھ حال کہو اپنا یہ کیوں کہتے ہو صبا
کمبخت برا ہو تری آہ سحری کا

ساقی نے جو شب کھینچ لیا ہاتھ سبو سے
عالم تھا یہان غش کے اُڑنے مین پری کا

تجھپر کوئی مرتا ہو تجھی کو نہ خبر ہو
کچھ بھی ہی ٹھکانا تری اس بیخبری کا

تم آہ جسے سمجھے وہ پردرد صدا تھی
ٹانکا کوئی ٹوٹا مرے زخم جگری کا

سو طرح کی بیچینیون مین پاتے ہین دل کو
کیا کیا ہی اثر اک تری جادو نظری کا

یہ حکم ہی اُن کا کہ مرے سامنے کوئی
حورون کا کرے ذکر نہ لے نام پری کا

سونا وہ شب وصل تم ایا ہی تجھکو
عالم وہ قیامت تھا تری بیخبری کا

محشر ہی پہ موقوف ہی کیا وعدے کا ایفا
کیا ایک ہی دن ہی تری جلوہ گری کا

کچھ کہتے نہین منہ سے کھلے پڑتے ہین غنچے
اچھا یہ شگوفہ ہی نسیم سحری کا

قسمت سے ضیا کام کوئی بن نہین آتا
ہاتھون کو ہمارے ہی گلہ بے ہنری کا

تصویر ہون مین غم کی کچھ سننا نہ کچھ کہنا
حیران ہوے اک جا در خاموش پڑے رہنا

اس رسم محبت مین کیا پڑتی ہی مجبوری
ان کو بھی ستم کرنا مجھکو بھی ستم سہنا

کب کہتے دلی حالت جب کہتے تو کہتے ہین
اسوقت نہین سنتے کہتا ہو تو پھر کہنا

آنکھون سے جو سرخ آنسو جاری ہین تو حیرت کیا
کچھ بات نئی دیکھی زخمون سے لہو بہنا

سمجھائے کوئی مجھکو سمجھون مین تو کیا سمجھون
سو باتون کا پہلو ہی اک آپکا چپ رہنا

بنتی نہ کبھی اُن سے جو یہ نہ سمجھتے ہم
ہوتا ہی یہ الفت مین جا اچھی ہی سہنا

قصہ تھا جو چھپانا وہ سنتے تو سنتے
افسوس ابھی کا ہی آیا نہ ہمین کہنا

[illegible] غم کب کوئی ٹھہرتا ہی
وہ دیکھ [illegible] کو بھی وہ جا گھر ہی رہنا

[illegible] یون بھی اگر کہئے [illegible]
ان سے [illegible] ہنس کر کہتے ہین کہ سچ کہنا

کچھ کھا کے ہین سو رہتا سنتا جو نہ یان سے
آسان ہے مر جانا مشکل ہے کڑی سہنا

کہتے ہو کہ پہلے ہی سمجھایا نہین دل کو
کمبخت سے پوچھو تو مانا بھی مرا کہنا

معشوق کا عاشق پر جو کچھ ہے ستم یہ ہے
دل مین تو جگہ کرنا پہلو سے جدا رہنا

جی بھی نہین گھبراتا او یار وفا دشمن
باز آ ابھی کہین۔ کبتک مشغولِ ستم رہنا

حورین بھی بہت اچھی پریان بھی بہت اچھی
انصاف یہ کہتا ہے اُس شوخ کا کیا کہنا

جس دن یہ ہوا روشن جاتے ہو کہین شب کو
اندھیر نہ کردون تو مجھکو نہ **ضیا** کہنا

کبھی جو چاہنے والا مری خوشی کا تھا
وہ دل تھا اور کسیکا کہ آپ ہی کا تھا

شبِ فراق تو تھی پھر مین یہ کہون کیونکر
کوئی شریک نہین میری بیکسی کا تھا

سُنا تا شعر مرے حسبِ حال کہکے انھین
یہ کام غیر جو کرتا تو میرے جی کا تھا

ہنسی نہ آئی کبھی تیرے غم نصیبون کو
جو لب پر آ بھی گیا نام وہ ہنسی کا تھا

مرا تمہارا نہین ذکر آج کی نہین بات
کسی زمانہ مین عاشق کوئی کسی کا تھا

بُرا نہین تھا کچھ ایسا مرا عدو مجھسے
جو حوصلہ تمہین دو دن کی دوستی کا تھا

ضیا سے چاہنے والے ہزار ہون لیکن
تمہارے ناز اُٹھانا یہ کام اُسی کا تھا

مرے ضبط نے تو چاہا کہ نہ ڈوبے نام میرا
مگر آنکھون سے یہ ٹپکا کہ ہے گریہ کام میرا

کہان نامہ بر کو بھیجون کوئی نالہ دل سے کھینچون
ترے کانون تک جو پہونچے ہے وہی پیام میرا

تجھے اپنا وعدہ ظالم کہین یاد آ بھی جائے
ارے ہو چلا ہے آخر کوئی دم مین کام میرا

یہ نصیب کی ہین باتین ہون جسکی بندگی مین
نہ وہ سر اُٹھا کے دیکھے نہ وہ لے سلام میرا

کوئی ہو جو کہنے والا تو کہے ہزار ڈھب سے
نہ کبھی سنتا ہو وہ ظالم تو سنے پیام میرا

بہت انقلاب دیکھے تری چشم فتنہ زا کے
مگر آجتک بن آیا نہ بگڑکے کام میرا

کبھی کو سنا نہ سنتا کبھی گالیاں نہ کھاتا
یہ اُسے بتادیا کیون کہ ضیا ہے نام میرا

دربان کی طرف ہے کیا اشارا
جائے گا کہان یہ غم کا مارا

ہر بات پر اُسکی کہہ چکا ہون
یہ بھی ہے ترے لئے گوارا

دکھ درد کا ہو برا الہی
قصہ نہ سنا گیا ہمارا

مرنے ہی دو زہر کھا کے مجھکو
ہو کاش تمہین یہی گوارا

اے ہجر کی شب خدا جو چاہے
گنتی مین نہ چھوٹے ایک تارا

کچھ بڑھگئی حد سے جب خموشی
گھبرا کے اجل کو مین پکارا

رونا ہے مرا کہ دل لگی ہے
پتھر ہے کوئی کہ دل تمہارا

ڈھونڈے سے نہ ملے گا مجھسا خادم
کچھ سوچ کے کیجئے کنارا

رہ رہ کے شب فراق اکثر
اپنے کو مین آپ ہی پکارا

قاصد کا نہ آنا یون سمجھئے
وہ بھی نہ رہا جو تھا سہارا

در سے نہ اُٹھاؤ تم ضیا کو
کمبخت پھرے گا مارا مارا

بہت پاک رہتا تھا دامن کسی کا
چلو مٹ گیا آج مدفن کسیکا

تمہین پچھلی راتون کی بھی کچھ خبر ہے
سنو ہائے اُس وقت شیون کسی کا

ہم ایسون کی یون بھی تسلی ہے ممکن
کوئی تم سا ہو جائے دشمن کسیکا

کیا فیصلہ خوب قسمت نے میری
نہ وہ دوست میرا نہ دشمن کسی کا

بُرا ہو اثر کا کہ سُنکر وہ بولے
خدا اب نہ سُنوائے شیون کسی کا

نہین ہوتی تاثیر دل پر کسی کے
اسی سے تو اچھا ہو شیون کسی کا

کسی کے تصور مین آنسو روان ہین
کہ آنکھون مین رہتا ہو دامن کسی کا

ہوئی خاک بیسارئ ضیا لکھنو کی
لٹا دیکھا سرسبز گلشن کسیکا

درد دل سے لاکھ مین تڑپا کیا
وہ بت ظالم مگر دیکھا کیا

مین جو بت بنکر اُنھین دیکھا کیا
اس خموشی نے بھی راز افشا کیا

شمع سان مجھکو رلا کر بزم مین
آپ نے غیرون کا دل ٹھنڈا کیا

واہ قسمت کل تو ٹالا آج پر
آج اُس نے وعدۂ فردا کیا

آگیا جب قصۂ حسن و جمال
مین تری تصویر کو دیکھا کیا

آپ سمجھینگے شکایت کیا کہون
درد دل سے رات بھر تڑپا کیا

پاس بیٹھے وہ مگر منھ پھیر کر
سامنے آئے مگر پردا کیا

اک تو دل دیکر اُٹھائین ذلتین
اُس پہ یہ الزام کیون ایسا کیا

صدقے مین اُس سادہ لوحی پر تری
میرے ہی منھ پر مرا شکوا کیا

رکھکے قاتل تیغ گردن پر مری
پہرون اپنے دل مین کچھ سوچا کیا

پاس اُٹھا تھا جب اُنکے پاس تھے
دور جب اُنسے ہوئے نالا کیا

تم نہ آئے تو نہ آیا دل کو چین
رات بھر مین کروٹین بدلا کیا

دیکھنے والون نے آنکھین پھیر لین
تیغ قاتل کو مین یون دیکھا کیا

وہ مرا نالہ وہ میری آہ سے ہے
جس نے اُن کے دل مین گھر اپنا کیا

اُس نے کی غفلت شعاری جسقدر
اور بھی مین خط پہ خط بھیجا کیا

وہ تو وہ اغیار بھی واقف ہوئے
کیسا نالون نے مجھے رسوا کیا

ڈھونڈھکر محشر مین خود مجھسے ملے
اپنا وعدہ آپ نے ایفا کیا

وصل جانان ہو کسی صورت نصیب
اس تمنا نے مجھے رسوا کیا

زہر کھاکر خود ضیا نے جان دی
سچ وہ کہتے ہین کسی نے کیا کیا

ہاتھون سے وہ تھامے ہین دل اپنا جگر اپنا
کس جا نہین نالون نے دکھایا اثر اپنا

سب کر کے تھکے ہم نہ ہوا وہ مگر اپنا
نیچا ہی رہا سامنے غیرون کے سر اپنا

یہ وقت غنیمت ہی کہ وہ پاس نہین ہین
کر لے دل نالان کو بھی درد جگر اپنا

کچھ بھی نہ لگی چوٹ کسی بت کے جگر پر
کیون مفت مری آہ نے کھویا اثر اپنا

یا ور جو نہین ہو تو رکھو سینہ پہ تم ہاتھ
کس طرح دکھائین اجی درد جگر اپنا

نالان رہے ہم ہجر مین نیند آئی نہ اُن کو
کیا کیا نہوا حال اُدھر اُنکا ادھر اپنا

برباد نہو جائے کہین دل مرا او جان
کیون غیر پہ چھوڑے ہوے بیٹھے ہو گھر اپنا

کس کام کی انسان کو آنکھین ہین الٰہی
جب کچھ بھی نہین سوجھتا عیب و ہنر اپنا

دیکھا ترے تیر نگہ نازنین قاتل
دل کو نہ دل اپنا نہ جگر کو جگر اپنا

ہر شخص اک امید پہ آیا ہی ترے پاس
ظاہر نہین کرتا کوئی مطلب مگر اپنا

اتنا مری جانب سے تو پوچھے کوئی اُس سے
کچھ وعدہ تجھے یاد ہوا او بیخبر اپنا

ہم دیکھتے ہین دام بلا ہین ترے گیسو
اے بت کہین پھنس جائے نہ مرغ نظر اپنا

سنتے تو ہین کوچہ ترا جنت سے نہین کم
جب جانے کہ ہو جاوے وہان تک گذر اپنا

دل میرا کہان اور کہان تو بت ظالم
کعبہ ہے خدا کا جسے سمجھا ہے گھر اپنا

ہم مر نہ گئے ہجر کی شب تو نہوا کچھ
سچ پوچھئے تو حال یہ ہے مختصر اپنا

معلوم ہوا کوچہ مین اُس گل کے گئی تھی
انداز یہ رہنے دے نسیم سحر اپنا

کعبہ اُدھر آباد اِدھر دیر ہے آباد
سنسان ہی رکھتا ہے وہ بت کوئی گھر اپنا

اک بال سر شیشۂ دل مین جو پڑا ہے
وہ دیکھین تو سمجھین اُسے تار نظر اپنا

حسرت ہو **ضیا** کس لئے کچھ داد سخن کی
کچھ کم نہین یہ نام ہوا جس قدر اپنا

کبھی نہین کوئی پرسان حال زار آیا
بہت جو یاد کیا تو خیال یار آیا

جو راہ پر بھی کبھی وہ ستم شعار آیا
تو کس کو وعدۂ فردا کا اعتبار آیا

پیام وصل سے کیا واسطا بھلا مجھے
عتاب نامہ مگر اُن کا لاکھ بار آیا

چراغ داغ جگر اور بھی بھڑک اُٹھے
جو کوئی شمع جلانے سر مزار آیا

ہنوز ہے دل بیتاب کی وہی حالت
جو آپ آئے ہین پہلو مین کچھ قرار آیا

ہماری آنکھون مین کانٹے کھٹکتے ہین تجھ بن
یہ کون لایا ہے کہئے کہان سے ہار آیا

ہم اور شکوۂ جور و جفا خدا کی شان
تمھین بھی غیر کی باتون پر اعتبار آیا

خدا نے حسن کو بھی کیسی بخشی ہے تاثیر
کہ ایک مٹی کی مورت پہ ہر کو پیار آیا

ہم اُن کے واسطے وہ غیر کے لئے بیچین
کسی کو بھی شب فرقت نہین قرار آیا

گیا تھا حسن کے بازار مین تماشے کو
مین اپنے ہاتھون سے دل اپنا آج ہار آیا

شراب پینا جسے ہو چلے **ضیا** کے ساتھ
ہرا بھرا ہے چمن موسم بہار آیا

تم یہ کیون کہتے ہو صاحب کہ ترا دل دیکھا — اپنے تیر نگہ ناز کا بسمل دیکھا
ہائے کس دل سے کہین کیا سر محفل دیکھا — ہمنے ہر ایک ادا کو تری قاتل دیکھا
نہ کبھی سوز جگر کی مرے حالت پوچھی — نہ کبھی تم نے مرا آبلۂ دل دیکھا
بزم مین بیٹھے تھے اغیار بھی ہم بھی لیکن — وہ ملے اُس سے جسے اپنا مقابل دیکھا
یاد کرکے مجھے دل مین رہا پہرون غمگین — اپنے کوچہ مین جب اُسنے کوئی سائل دیکھا
خواب مین سیر جنان کرتے تھے ہم یار کے ساتھ — حضرت شیخ کو بھی حور کے شامل دیکھا
ہم نے پوچھا ستم و ظلم ہین پر صاحب — ہنسکے فرمانے لگے ہم نے ترا دل دیکھا
قیس نے چشم تصور کی بدولت اکثر — تجھکو پردے ہی مین اے صاحب محمل دیکھا
حشر مین بھی نہ ملا او بت کافر ہم سے — دیکھا بس آج ترا وعدۂ باطل دیکھا
کہین وہ پردہ نشین بنکے رہا آنکھون مین — شمع کی طرح کہین رونق محفل دیکھا
میرا سو جانا بھی کچھ کم نہین مرجانے سے — آنکھین جب بند ہوئین کوچۂ قاتل دیکھا
تم نے اس دیدۂ گریان کی بدولت جیسا — قطرۂ اشک جو دیکھا تو مرا دل دیکھا
ہائے افسوس کہ وہ رشک قمر ساتھ نہین — بام پر کیا تجھے تنہا مہ کامل دیکھا
کیا عجب ہے کہ اب آنکھین بھی چرالو ہم سے — دل چراتے تمہین ہم نے سر محفل دیکھا
دیدۂ عاشق مشتاق کی پتلی سے تجھے — ہم نے اُس چاند سے ماتھے پہ جو اک تل دیکھا
جان پلٹ آئی سے لگے تار نظر کے ٹانکے — کہین قاتل نے جو مڑ کر سوئے بسمل دیکھا
کبھی ٹھنڈی نہ ہوئین آنکھین ہماری ای جان — جب تمہین دیکھا تو اغیار کے شامل دیکھا
جب کہا اُسنے تمنائے شہادت ہے کسے — نگہ شوق سے ہم نے سوئے قاتل دیکھا
منع کرتے تھے اسی دن کے لئے ہم تم کو — دل لگانے سے ضیا کیا ہوا حاصل دیکھا

ابھی جو آپ کو مجھ سے ملال تھا کیا تھا
حضور رکھئے تو کیسا خیال تھا کیا تھا

تمہارے ہونے کر کا خیال تھا کیا تھا
ہمارے شیشۂ دل میں جو بال تھا کیا تھا

تمہیں جو رنج تھا غم تھا ملال تھا کیا تھا
مرے رقیب کا کل غیر حال تھا کیا تھا

کلیم تم نے تو دیکھا ہے طور پر جلوہ
بتاؤ یار کا کیسا جمال تھا کیا تھا

جواب دیتے ہو کچھ اب نہ دل ہی لیتے ہو
ابھی جو مجھ سے تمہارا سوال تھا کیا تھا

زمانے سے نہیں جس کے ہو نامہ و پیغام
وہ آج میرا جو پرسان حال تھا کیا تھا

یہ مانا میں نے کسی کا نہیں تھا غم تم کو
جو زلف بکھری تھی رخ پر ملال تھا کیا تھا

مرے سلام پر اب سر اٹھا کے دیکھا ہو
یہ پھر دن آپ کو کسکا خیال تھا کیا تھا

بگڑ کے منہ جو بنایا جواب کے بدلے
بس ایک بوسہ کا تم سے سوال تھا کیا تھا

جو یاد غیر میں بھولے رہے مجھے برسوں
میں آپ کے لئے خواب خیال تھا کیا تھا

ابھی رقیب سے ملنا تمہیں مبارک ہو
بس اتنی بات کا اتنا ملال تھا کیا تھا

اسی میں یہ دل وحشی پھنسا رہا شب غم
خیال زلف تھا یا کوئی جال تھا کیا تھا

تھی بات کل ہی کی تم ایسا آج بھول گئے
کلیم طور پہ کسکا وہ حال تھا کیا تھا

حضور غیر کے وعدے کو کل ہی ٹال سکے
وہ کوئی ماہ تھا یا کوئی سال تھا کیا تھا

ضیا وہ غیر کی محفل میں کل رہے شب بھر
یہ صرف آپ کا وہم و خیال تھا کیا تھا

آئینے میں دیکھ کر بل ابروئے خمدار کا
وار کس پر کر رہے ہیں آپ یہ تلوار کا

ہاتھ کو میرے ہٹا کر ان کا کہنا وصل میں
بھول کیا سب تو تقاضا اب گلے کے ہار کا

آتش فرقت بھڑک اٹھی دل میں اس طرح
خوف ہے مجھکو نہ جل جائے کہیں گھر یار کا

رشتۂ الفت کو ٹوٹے ایک مدت ہو گئی
سلسلہ جاری ہے اب تک آنسوؤں کے تار کا

لاکھ پردے میں وہ بیٹھیں چھپکے آنکھوں سے مری
دیکھ لوں گا میں اگر ہے حوصلہ دیدار کا

اے نگاہ شوق تو بھی جا ذرا قاصد کے ساتھ
بھول جاوے وہ پتا شاید مکان یار کا

پھر دکھاویگا مجھکو ایک دن ایجان ضرور
یہ بگڑنا منہ بنانا روٹھنا ہر بار کا

دیکھکر آئینہ کو اسواسطے جلتا ہے دل
میں تو ترسوں یہ کرے نظارہ روے یار کا

گھر سے نکلوں گا میں اپنی جان پر جب کھیل کر
موت بتلادیگی رستہ چلکے کوچے یار کا

جو ستم سہتے ہیں غم کھاتے ہیں کھو بیٹھے ہیں دل
لطف پوچھے کوئی ان لوگوں سے ان اشعار کا

ساقی کوثر پلائیں اپنے ہاتھوں سے اگر
ایک ہی ساغر میں کیا ہو رنگ پھر میخوار کا

اپنے دل میں کچھ تو سوچو واہ کیا انصاف ہے
ہم تو تم پر جان دیں تم دم بھرو اغیار کا

اے ضیا تم مانگنے آئے تو ایسے وقت میں
بند دروازہ ہوا جب خانۂ خمار کا

وہ جو بیٹھے مرے پہلو میں تو کچھ دل ٹھہرا
جب جدا ہو گئے جینا مجھے مشکل ٹھہرا

اس پہ مرتا ہے جو ہے ظلم و ستم کا بانی
دشمن جان ہی کمبخت مرا دل ٹھہرا

دیکھتے ہی ہوا دل اس کا بھی پانی پانی
آئینہ کیا رخ روشن کے مقابل ٹھہرا

بام پر وہ جو سر شام سنور کر آئے
حسرت دید میں شب بھر مہ کامل ٹھہرا

مجھے غیروں میں کیا اس کی تڑپنے رسوا
ان کے جوڑے میں نہ مٹھی میں مرا دل ٹھہرا

امتحان لینے کا یہ بھی ہے طریقہ کوئی
رکھکے خنجر مری گردن پہ جو قاتل ٹھہرا

ان کی حسرت مرا دل دیکھکے یہ بول اٹھی
اک یہی گھر تو مرے رہنے کے قابل ٹھہرا

اور تڑپاتا ہے مجھکو یہ کسی کا کہنا
کوئی دیکھے تو ذرا جا کے وہ بسمل ٹھہرا

صبح ہوتے ہی گیا اُٹھکے مرے پہلو سے
دو گھڑی بھی نہ ضیا وہ مہ کامل ٹھہرا

جو کچھ پی لی تھی چھپکر تو نہ یون سرشار رہنا تھا — ذرا ہشیار اے واعظ دم گفتار رہنا تھا
رقیبون نے جگہ بیکار کی پہلو مین اُس گل کے — کھٹکنے کو مری آنکھون مین بشکل خار رہنا تھا
مصیبت ہی کی گننے کے لئے گھڑیان شب فرقت — مجھے اے چرخ بشکل دیدۂ بیدار رہنا تھا
دعائین دیتے آتے جاتے جتنے رند ہین واعظ — گلی مین آپ کی بھی خانۂ خمار رہنا تھا
نہ کیونکر صورت آئینہ ہوتا عاشقون کا دل — کہ اس کو ہر گھڑی ہر دم تو پیش یار رہنا تھا
عدم کے سب مسافر چل بسے ہم رہ گئے تنہا — کمر باندھے کفن سے ہم کو بھی طیار رہنا تھا
دلا بیدل ابرو اشک ناحق دشت وحشت مین — ہمین نالہ کنان اے دل پس دیوار رہنا تھا
کرون کچھ گردش افلاک کا شکوہ تو بیجا ہے — مقدر مین لکھا جب صورت پرکار رہنا تھا

ضیا اب لاکھ ڈھونڈھو وہ کہان ملتا ہے پہلو مین
تمہین دزد نگاہ یار سے ہشیار رہنا تھا

دل زلف کے پھندے سے چھڑایا نہین جاتا — دیوانہ کو ہشیار بنایا نہین جاتا
ہم تھک گئے اب اُنکو منایا نہین جاتا — حرف خط تقدیر مٹایا نہین جاتا
انصاف کرے یا نہ کرے داور محشر — ظالم انھین مجھسے تو بتایا نہین جاتا
مدت پہ جواب آج یہ قاصد کو ملا ہے — کمبخت سے کیا خود یہان آیا نہین جاتا
کہدیتا ہون مین کان مین سن لیجئے صاحب — راز دل بیتاب چھپایا نہین جاتا
قاتل ترے ہاتھون کی نزاکت کے مین صدقے — اوچھا سا بھی اک وار لگایا نہین جاتا
کب تیوریان عاشق پہ چڑھاتا نہین وہ شوخ — ہر بات پہ کب غصہ دکھایا نہین جاتا

منہ ڈھانپے ہوئے لاش پہ آئے ہیں حیا سے
اک قطرہ بھی آنسو کا گرایا نہیں جاتا

غش کھا کے گرے ہم تو خفا ہو کے وہ بولے
یہ ناز نیا ہم سے اٹھایا نہیں جاتا

اس درجہ نزاکت نے کیا ہے انہیں مجبور
بیٹھے ہیں مرا پھول اٹھایا نہیں جاتا

محروم ہی پھر جاؤں ترے در سے میں ساقی
اک جام بھی کیا تجھ سے پلایا نہیں جاتا

گردن وہ جھکائے ہوئے محشر میں کھڑے ہیں
سر پیش خدا آج اٹھایا نہیں جاتا

اک روز صبا عشق میں پہنچاؤ گے نام
یہ راز کسی طرح چھپایا نہیں جاتا

کیا پوچھتے ہو چھیڑ کے قصہ مرے دل کا
تم دیکھ تو لو پہلے تڑپنا مرے دل کا

رہنا ہو جو چھپ کر تو یہاں تم چلے آؤ
سو پردوں سے بہتر ہے یہ پردا مرے دل کا

رکھیے تو ہو تسکین کے لئے ہاتھ تم اپنا
ہو جائے کہیں درد دونا مرے دل کا

سو تیر مژہ کھائے مگر اف بھی نہیں کی
دیکھیں تو ذرا آپ کلیجا مرے دل کا

صد شکر کہ اب حسرت و ارمان کی بدولت
آباد ہوا جاتا ہے صحرا مرے دل کا

بے چین ابھی سے ہو فقط حال ہی سنکر
دیکھا ہے کہاں تم نے تڑپنا مرے دل کا

ابھرے ہوئے جوبن ہیں جوانی کے دن انکو
کچھ اور ہی ہوتا ہے تقاضا مرے دل کا

پھر وصل کا جھگڑا ہو نہ کچھ بوسے کی حجت
تم دل سے اگر مان لو کہنا مرے دل کا

باز آتے ہو کیوں ظلم و ستم کرنے سے اے جان
نقصان جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مرے دل کا

اقرار محبت پہ زبان ہار چکا ہوں
جی چاہے تو اب لے لو نوشتہ مرے دل کا

پڑتی ہے نظر جب کہ حسینان جہاں پر
کچھ اور ہی ہو جاتا ہے نقشہ مرے دل کا

کچھ کچھ ابھی باقی خلش تیر نظر ہے
ہوتا نہیں موقوف تڑپنا مرے دل کا

لو آج میں ڈھونڈھ آیا حسینان جہان میں — تم سا نہ ملا چاہنے والا مرے دل کا

اب یاد صنم اس میں رہا کرتی ہے یارب — بتخانہ ہوا جاتا ہے کعبا مرے دل کا

عادت ہے بگڑنے کی اسے ان سے زیادہ — وہ چھیڑ کے دیکھیں تو تماشا مرے دل کا

دل میرا کلیسا ہے میں اس بت کا ہوں بندہ — ناقوس کی آواز ہے نالا مرے دل کا

مدت سے ضیا کوچۂ جانان میں پڑا ہون
ارمان نہ اب تک کوئی نکلا مرے دل کا

قتل کرنے ہو اشارون میں تم ایجان کیسا — کام کر جاتی ہے جنبش مژگان کیسا

چبھ گیا قاتل بے رحم کا پیکان کیسا — خانۂ دل میں رہا آکے یہ مہمان کیسا

نہ تو گلشن کے ہوئے اور نہ صحرا کے ہوئے — تیری زلفون نے کیا ہم کو پریشان کیسا

دیکھکر داغ جگر وصل کی شب وہ بولے — آج روشن ہے چراغ شب ہجران کیسا

اُن سے پوچھے تو کوئی کس کی قضا آئی — خاک اوڑاتا ہے سر گور غریبان کیسا

سخت جانی مری وہ اور یہ دست نازک — کند ہوتا ہی گیا خنجر بُرّان کیسا

غیر کے نام کا خط بھیجکے بلوایا اُسے — دام میں آیا مرے وہ بت نادان کیسا

درد بھی ہو گیا بیچین مرے سینہ میں — آج پہلو میں تپان ہے دل سوزان کیسا

اچھی باتون میں بگڑتے ہو ضیا سے جیسا
تم نے انداز یہ سیکھا ہے مری جان کیسا

تم بات کر رہے تھے تیور میں دیکھتا تھا — کچھ اور بیٹھے ہوتے غیرون کا اس میں کیا تھا

نام وصال لیکر میں جی میں ڈر رہا تھا — بارے ہنسی میں ٹالا غصہ تو آگیا تھا

ہر یاد تم نکرتے مجھسے جو دل لیا تھا — اک چیز تھا وہ پھر بھی اچھا تھا یا برا تھا

کیا جانوں آئینہ بھی پہچانے یا نہیں اب — مدت ہوئی کہ اپنا میں صورت آشنا تھا
مطلب کی بات سمجھواتے ابھی کہاں تو — میرا خموش رہنا اظہار مدعا تھا
صورت تمہاری اچھی قسمت ہماری اچھی — آئی تھی جب طبیعت وہ وقت ہی اچھا تھا
ہیں اور عشق تیرا دل اور درد فرقت — سنتا جو تو تو یہ بھی سننے کا ماجرا تھا
کمبخت ناامیدی پہلا جل ہیں تھی — قاصد کے آتے آتے میں جان سے گیا تھا
شاید کبھی تھے ہم بھی مست مے جوانی — دل میں سرور سا تھا آنکھوں میں نشہ سا تھا
اتنی بھی بدگمانی اتنا بھی وہم باطل — کچھ کہتے کان میں ہم ہیں لیتے تم تو کیا تھا
جھیلی غضب مصیبت کڑیاں غضب اٹھائیں — محروم وصل رہنا تقدیر میں لکھا تھا
خاموش ہو رہے کیوں مجنوں کا ذکر سنکر — میری طرح اسے بھی کہدو کہ بے وفا تھا
رونے سے بھی گئے ہم اشکوں نے بھی کمی کی — وہ بھی نہیں رہا اب جو ایک مشغلا تھا
کہتے ہیں لوگ شاید فرقت کی شب اسی کو — مجھ سے جدا تھا بستر بستر سے میں جدا تھا

اک شخص مر گیا کل مجروح سنگ طفلاں
دیوانہ آپ کا تھا شاید وہی ضیا تھا

کس کام کا جو آہوں میں اپنی دھواں ہوا — پیدا اک اور دشمن جان آسماں ہوا
کیا جانے میری آنکھوں سے کیا کیا عیاں ہوا — کیا جانے مجھ پہ آپکا کیا کیا گماں ہوا
آمادہ میرے قتل پہ سارا جہاں ہوا — وہ مہرباں ہوا بھی تو یوں مہرباں ہوا
منظور جب کسی کا انہیں امتحاں ہوا — لاکھوں طرح کا غیر کے دل میں گماں ہوا
چشم رقیب ہی کا وہ کاجل بنا سہی — برباد تو نہ آہوں کا اپنی دھواں ہوا
اے دل جہاں میں اور نہ تجھ کو کوئی دل لگی — سوجھی یہ کیا کہ مائل حسن بتاں ہوا

مانا کہ قتل کرنے کو تم جھوٹ ہی اُٹھے
آخر کسی طرح تو مرا امتحان ہوا

کب دل میں جلتے دیکھا چراغ امید کو
کب میرے اجڑے گھر کا کوئی میہمان ہوا

کس طرح خاموشی کا تری میں جواب دوں
تو بے دہان ہوا تھا کہ میں بے زبان ہوا

ہم کیا بتائیں دیکھا کے کس نگاہ سے
جس دن کسی کے حال پہ وہ مہربان ہوا

آخر کو روتے روتے گئی جان ہجر میں
سیل فنا مرے لئے اشک رواں ہوا

کس طرح راز عشق چھپایا سے چھپ سکے
جو دل میں تھا وہ شکل سے میری عیان ہوا

مقتل میں بیکسی تو مری میرے ساتھ تھی
کیا غم ہو اسکے ساتھ جو سارا جہان ہوا

دل میں تو رحم آیا مگر کچھ نہ کہہ سکے
جب اُن کے سامنے مرا قصہ بیان ہوا

جب مٹ گئے تو زینت چشم بتان ہوئے
ہم خاک ہو گئے تو یہ نام و نشان ہوا

سچ ہی سمجھ کے وصل کی ہوگی خوشی مجھے
تم جھوٹ ہی یہ کہدو کہ منظور ہاں ہوا

زاہد کو اپنے زہد سے کیا کیا امید تھی
اتنا ہوا کہ داخل باغ جنان ہوا

کہنے لگا رقیب بھی اپنے کو جان نثار
قدرت خدا کی وہ بھی مرا ہمزبان ہوا

دل دیکے اور پھیر لیا اُن سے آپنے
افسوس اے ضیا نہ کوئی قدردان ہوا

گر چلو بھی ہدف تیر نظر کیا ہوگا
کام کیا آئیگا دل سے جگر کیا ہوگا

ضبط گریہ کی بھی تاکید خموشی کا بھی حکم
اب اگر خون ہوگا تو جگر کیا ہوگا

اے مری ہجر نصیبی تجھے اس شب کی قسم
کہدے ہوگی کہ نہیں ہوگی سحر کیا ہوگا

ہجر کی رات کی یہ کیا پھر بیماری ہے
کون جانے ابھی تا وقت سحر کیا ہوگا

کوچۂ عشق میں رکھتے کو رکھا پاؤں ضیا
مگر اس پیچ میں آوے پھر سر کیا ہوگا

رات اُس محفل مین جو بدنام تھا
یاس کا مارا وہ مین ناکام تھا

حسن جب تیرا پسندِ عام تھا
پارسا جو تھا خیال خام تھا

زہر کھا کر سو رہے فرقت کی شب
اپنی قسمت مین یونہین آرام تھا

کٹ گئی امید ہی امید مین
ہر پہر جس شب کا وقت شام تھا

دیکھنے والون نے دیکھے ہین وہ دن
جب مری آنکھین تھین اُنکا بام تھا

اب مٹاؤگے کسے وہ ہی تو تھے
ایک مین تھا ایک میرا نام تھا

تم نے دیکھا آکے اچھے حال مین
ورنہ کس کمبخت کو آرام تھا

شکوۂ بیداد کا سنئیے جواب
وہ کیا مین نے جو میرا کام تھا

اب کوئی پوچھے تو کہدون ہان کبھی
اُن سے ہم سے نامہ و پیغام تھا

حشر کو سمجھے تھے ہم اک بزم خاص
جا کے پھر آئے ہجوم عام تھا

شہر کیون چھوڑا ضیا نے کیا کہون
آپکے باعث بہت بدنام تھا

اب دردِ دل کہان ہے اسکا بھی تھا زمانا
اک داغ رہگیا ہے وہ بھی بہت پرانا

لب آشنائے شکوہ اب تک نہین ہوئی تھی
ظالم ستانا جب تک اچھی طرح ستانا

مجنون کی موت مجھکو اک داغ دیگئی ہے
سیکھا ہی چاہتا تھا کمبخت دل لگانا

اے عشق تیرے ہاتھون ہم خاک ہو چلے ہین
اب تو ہمارے بدلے جنگل مین خاک اڑانا

دیوانگی مین اکثر اک لطف دیگیا ہے
پھرون خموش رہکر زانو پہ سر جھکانا

دنیا کسی کو ہوگی بزم نشاط شاید
ہم ایسون کے لئے ہے مر رہنے کا ٹھکانا

باد خزان نے کیسا لوٹا ضیا چمن کو
بلبل رہی نہ باقی بلبل کا آشیانا

لب کھولنا بھی عشق میں دشوار ہو گیا
بولا جہاں کسی سے گنہگار ہو گیا

دل محو یاد گیسوئے خمدار ہو گیا
کمبخت کس بلا میں گرفتار ہو گیا

ہر طرح دل لگا کے میں ناچار ہو گیا
آسان بھی جو کام تھا دشوار ہو گیا

سنکر سوال وصل وہ بولے ترا نصیب
کچھ دیر پہلے غیر سے اقرار ہو گیا

رحم آئے کس کو کسکو کہیں صدمۂ فراق
تیرا خیال بھی تو دل آزار ہو گیا

آیا تھا ذکر حسن بگڑنے کی تھی نہ بات
میں نام جو لیکے گنہگار ہو گیا

اللہ رے میرے قتل پہ آمادگی تری
آیا جو بل بھووں پہ وہ تلوار ہو گیا

ہم کو سوال وصل کے پہلے یہ سوچ ہو
پھر کیا کرینگے اسکو جو انکار ہو گیا

دشمن کی بزم میں ہیں اگر وہ وہیں چلو
ضد سے جناب دل کی میں ناچار ہو گیا

معشوق آن ملے یہ عاشق ہو کوئی
انکار ہو گیا تو پھر انکار ہو گیا

دیکھوں تو اب رقیب اٹھاتی ہیں کس طرح
میں نقش پائے کوچۂ دلدار ہو گیا

قیمت ملیگی آئینہ دل کی حسب خواہ
کوئی حسینوں میں بھی خریدار ہو گیا

اس ہاتھ میں رہے گل کبھی اس ہاتھ میں کبھو
اللہ ایک پھول بڑا بار ہو گیا

شاید یہی ہو وصل کی ساعت وہ کہتے ہیں
کمبخت مر ہی جائے جو بیمار ہو گیا

پوچھینگے آئینہ سے تمہارے ہماری شکل
سمجھینگے اپنے دل میں کہ دیدار ہو گیا

دیوانہ ہیں کہ لوگوں کو لاتا ہوں اپنے پر
آیا جو میرے پاس وہ ہشیار ہو گیا

کیسا خدا کے سامنے جانا کہاں کی داد
جب حشر میں دو چار وہ دلدار ہو گیا

جتنے چاہا چارہ گری نے کہ نشتر لوں خبر
ہر زخم دل بگڑنے پہ طیار ہو گیا

ٹوٹا ہی چاہتا کسی کس کے ہاتھ سے
اب دل نہیں ہے کام کا بیکار ہو گیا

محشر میں بھی نہ بات کا موقع ملا مجھے
جس جا ہوئے وہ مجمع اغیار ہو گیا

آیا نہ راس دل کا لگانا کبھی مجھے
معشوق جو ہوا وہ ستمگار ہو گیا

کیا دل میں ولولے ہیں دھوکے میں آپ کے
ہر اک سے وصل کا میں طلبگار ہو گیا

اٹھنے دیا نہ کوچۂ جاناں سے ضعف نے
گر کر زمیں پہ سایۂ دیوار ہو گیا

تشبیہ دی گئی تو اکڑتا ہے باغ میں
شمشاد اس سے کیا قد دلدار ہو گیا

کیا جانیں کیا ضیا کو یہ سوجھی ہے یک بیک
اپنے پرائے لوگوں سے بیزار ہو گیا

ہائے کس رشک مسیحا کا وہ نظارا تھا
جس نے کچھ دیر کو بے موت مجھے مارا تھا

باغ میں ہر گل تر کیا ہی دکھاتا تھا بہار
نہ چھوا ہاتھ سے میرے لئے انگارا تھا

رات پر درد صدا کانوں میں آتی تھی
جیسے پہلو ہی میں اپنے کوئی بیچارا تھا

یوں گزاری ہے شب ہجر کہ تا وقت سحر
نیند کی جا میری آنکھوں میں اک تارا تھا

یہ بھی پوچھا نہ کسی نے کہ کہاں بیٹھے ہو
زخم والوں سے بہت دور میں بیچارا تھا

عشق میں خوب سنبھالا ہے تسلی نے تری
ورنہ اس دکھ نے تو بے طور مجھے مارا تھا

کسی عنوان سہی مٹی میں ملایا تو مجھے
یہ بھی کر لیتے نہ اگر آپ تو کیا چارا تھا

یوں نہیں آوارگی قیس پہ نفریں ناصح
تم کہاں پہنچے وہ کس دشت میں آوارا تھا

دیکھ لینی تھی ذرا آنکھ کی جھلک پھر تو ضیا
جان پیاری تھی ہمیں اور نہ دل پیارا تھا

گلوں کے پاس صبا جا کے دم اگر لینا
قفس نصیبوں کی بھی دل میں یاد کر لینا

تڑپ رہا ہے کوئی پہلو میں بے صدا ہو کے
تو ہم سے پاس ہماری ذرا خبر لینا

بڑے گناہ کی یہ بات ہی تو تھی یہاں — کسی غریب کے شیون پہ کان دھر لینا

تسلیٔ دل بیتاب کیجیے صبا — یہ بات اور ہے پردے میں بات کر لینا

شب وصال کی گھڑیاں یہی کہتی جاتی ہیں — مزے وصال کے تا صبا دم سحر لینا

اجل کا وقت بھی جاتا ہے انتظار میں اب — مرے مزار پر آ کر مری خبر لینا

بنی ہے جان پہ دل دے کے حسن والوں کو — مثل یہ سچ ہے کہ زر دینا درد سر لینا

جسے یہ عشق کی تعلیم ہو وہ خاک جیے — کہ سخت عیب ہے احسان چارہ گر لینا

سوائے عالم ہو اور کیا ہے دنیا میں — یہ کھول دیکھا ذرا آنکھ بند کر لینا

کبھی بھی گرم فغاں اب تو رہ گیا ہے یہ — کہ گاہ گاہ فقط سرد آہ بھر لینا

جواب دیدۂ تر نے بھی دے دیا آخر — محال ہے خبر سوزش جگر لینا

ضیا یہ بستی جسے لوگ کہتے ہیں دنیا
بہت خراب ہے ہرگز یہاں نہ گھر لینا

میں وہ شمع بزم جہاں میں ہوں کہ تمام عمر جلا کیا — مگر آج تک مرے جلنے پر نہ کسی نے دھیان ذرا کیا

ترے وحشیوں نے جنوں میں کبھی دل سے کچھ بھی نہ بات کی — جو خموش رہنے سے دم گھٹا تو زباں سے شکر خدا کیا

کوئی دن ہو یا کوئی رات ہو ہمیں آہ آہ سے کام ہے — کبھی کچھ جگر میں جلن رہی کبھی گھاؤ دل کا دکھا کیا

میں غریب پاؤں کہاں وہ دل کہ جسے کسی سے لگاؤ ہو — تری بزم والوں نے جو کہا اسے سر جھکا کے سنا کیا

مرے دوست اور رفیق کیا اب ادھر کی لوگ کچھ کہتے ہیں — اسے دل دیا یہ بھلا کیا مگر اپنے حق میں برا کیا

جو کہا کہ چشم کرم ہو اب تو گرے ہم اور نگاہ سے — کبھی پوچھ بیٹھے ستم کی حد تو ستم کچھ اور سوا کیا

ابھی بات پہنچی ہو کہ ضیا جیا ہو تو ڈوب مر
کبھی کھل نہ بیٹھنے کے جان پر تو کہو گے ہائے یہ کیا کیا

کہین چرچا ہوا میرا کہین چرچا نہوا
خاک رسوا ہوا وہ خوب جو رسوا نہوا

آسمان پھٹ نہ پڑا اور زمین شق نہوئی
ورنہ اک جان حزین پر مری کیا کیا نہوا

دل مین کچھ سوچ کے کہتے ہین ترے ہجر نصیب
ہائے حسرت ہی ہی یہ کبھی ایسا نہوا

ہم جو باز آئے محبت سے دغا باز ہوئے
پھر گیا قول سے جو اپنے وہ جھوٹا نہوا

کہتی ہے شام غریبی کہ وہ آرام کہان
وطن آوارہ ہوئے تم مگر اچھا نہوا

آنکھ والون نے نہ کس بھیس مین دیکھا مجھکو
کون سے رنگ مین ہکر مین تماشا نہوا

آدمی بزم جہان مین ہے بیگانہ روش
ہم ملے سب سے کوئی دوست ہمارا نہوا

یہ بھی اک آتش فرقت کے شرارے نکلے
آنسوؤن سے بھی کلیجا مرا ٹھنڈا نہوا

نام سنتے ہی کہا اس سے بچائے اللہ
مین کوئی روگ ہوا آپکا شیدا نہوا

یون تو جو چاہے کہو مگر انصاف ہے شرط
آپ بدنام ہوئے اور مین رسوا نہوا

نامرادی نے کہا نعش ضیا پر روکر
قدردان ہائے کوئی تیری وفا کا نہوا

حوصلہ انکو جفا کا نہ رہا
یعنی میرا وہ کلیجا نہ رہا

آدمی کب تھے مجھے سمجھا ناصح
سر مین جب عشق کا سودا نہ رہا

چوٹ کچوٹ کچھ ایسی کھائی
درد سہنے کا کلیجا نہ رہا

او ستمگر تری محفل آباد
میرا کیا ہے مین رہا یا نہ رہا

کچھ عجب روگ محبت کا ہے
مین کسی حال مین اچھا نہ رہا

یاس کے ہاتھون تمنا کیسی
دل مین ارمان تمنا نہ رہا

اے ضیا ترک محبت کرکے
میرے دل کو کوئی شکوا نہ رہا

رو رو کے کاٹنا وہ شب انتظار کا
رہنا تڑپ تڑپ کے دل بیقرار کا

بس مختصر یہ ہو کہ کسی طرح کٹ گئی
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

آنکھوں مین کاٹنا مجھے راتین فراق کی
اُسپر نہ ہونا پاس کسی غمگسار کا

اب تو یہ ہو کہ خون تمنا ہوا کرے
کیون کوئی ناز اٹھائے مرے انتظار کا

وعدہ کرو رقیب سے مجھسے یہ پوچھ لو
تمکو یقین ہو مرے قول و قرار کا

دکھلا رہا ہو خانہ خرابی کے طور اب
آجانا ہٹ پر اس دل بے اختیار کا

احسان آپکا کہ مجھی کو مٹا دیا
مین ہی تھا داغ اپنے دل داغدار کا

شاید قرار آئے تجھی سا جو ہو کوئی
تسکین دینے والا ترے بیقرار کا

انکو تو کیا کہون جو کڑھاتے ہین جی مرا
یارب برا ہو اس دل بے اختیار کا

سامان موت کر لون کہ مرنا ہو رات کو
یارب ابھی کٹہ نہ یہ دن انتظار کا

رو رو کے بیکسی نے کہا [illegible] لاش پر
کوئی نہین جہان مین تیرے سوگوار کا

مجھ نامراد کی تو کوئی آرزو نہین
اک یہ صلہ ہو وہ بھی ہے دیدار یار کا

شاید کسی کے کوچہ مین ہو یہ گمان ہے
کچھ کچھ پتہ چلا ہو ضیا کے مزار کا

دیوانہ بنانے کو مجھے لاکھ مین تاکا
احسان ہے اسکی نگہ ہوش ربا کا

آنکھون مین نہ کھب جائے وہ تو دل مین نہ سما جائے
کیا اس مین بگڑتا ہے تری طرز ادا کا

مجھپر نہ سہی کچھ مری حالت ہی پہ رحم آئے
ہان نام ڈبونا نہین منظور جفا کا

اللہ تری مشق تغافل کو بڑھائے
جس حال مین کٹتی ہے مری شکر خدا کا

بیمار محبت کو وہ کیون دمی نہین جاتی
سنتے ہین کہ ہے زہر بھی نام ایک دوا کا

محفل سے اُٹھاتی ہین عدو مجھکو اُٹھا دین
اُس دل مین جگہ پاے ذرا خوف خدا کا
بازار مین ہلچل ہو حسینون مین ہو ماتم
احباب کے کاندھون پہ جو تابوت ضیا کا

ردیف باء موحدہ

سب سے کہینگے ہو بُرا تیرا نصیب
تھا یہی قسمت مین لکھا یا نصیب
خار صحرا اور تلوے ہین مرے
آبلون کا بھی کہان پھوٹا نصیب
مین بُرا ایجان مری قسمت بُری
غیر اچھا اُسکا ہو اچھا نصیب
کوئی کیا جانے جو مجھپر آبنی
آپ اُدھر بگڑے اِدھر بگڑا نصیب
مال کھوٹا ہو کوئی لیتا نہین
بیچتے پھرتے ہین ہم اپنا نصیب
اُن کا زانو غیر کا سر دیکھئے
ایسون کو یارب دیا ایسا نصیب
خفتہ بختی اپنی کیا کہئے ضیا
سو یا کچھ ایسا نہ پھر جاگا نصیب

ردیف تاء فوقانی

پہلے تو وہ سنکے نام وصل گھبرا ئے بہت
اور جب سمجھے تو دل ہی دل مین شرما ئے بہت
وصل کی شب ناز معشوقانہ دکھلا ئے بہت
مین نے چھیڑا ابھی نہین اُسپر وہ شرما ئے بہت
یہ تو کہہ سکتے نہین کیا دل لگانے سے ہوا
ہان مگر اتنا کہینگے ہم کہ پچتا ئے بہت
چھوٹ جاتے ہو عذاب خون ناحق سے ابھی
اتنا کہدو قتل کرکے تجھکو پچتا ئے بہت
عمر بھر کھاتے رہے غم خون دل پیتے رہے
ہمنے تیرے عشق مین ظالم مزے پائے بہت
آسمان پہلے نہین تھا یا زمین پہلے نہ تھی
دوستی جب اُنسے کی دشمن نکل آئے بہت

داستانِ ہجر تو سننے کے قابل ہو مگر
تھوڑی سی بھی کوئی سن لے تو وہ گھبرائے بہت

منہ کی کھائیگی گلو نے بھی زبان کھولی اگر
بلبل شوریدہ سے کہدو نہ چلائے بہت

حسرتِ دل لیچلی ہے اور ہی کچھ کھکے آج
کوچہ جانان مین یون تو ہم گئے آئے بہت

عشق کا سودا ابھی سمجھانے سے جاتا ہے کہین
ہمدمو ناصح سے کہدو بس سر کھائے بہت

وہ شبِ تاریک وہ تربت کی تنہائی ضیا
خواب سے چونکے یکایک ہم تو گھبرائے بہت

وہ دلفریب خدا نے بتون کو دی صورت
کہ ہو نگاہ تو ہو دیکھنے ہی کی صورت

شبِ فراق اجل کو ذرا بلا نہ دیا
حیا جو ہو تو دکھائے نہ بیکسی صورت

مرا جنون ہے موسیٰ کا ہوش مین آنا
پھر ایک بار دکھادے وہ چاند سی صورت

اجل نے بھی ترے بیمار پر کیا افسوس
کہ اس جوان کی دو دن مین کیا ہوئی صورت

جو میرے حال پہ ہوتی نظر تو پھر کیا تھا
کبھی لباس وہ دکھائے کبھی صورت

رقیب اچھے ہین اور آپکی نظر اچھی
مجھے نہ دیکھئے جیسا مری بری صورت

ہجوم یاس مین یون آنسوؤن کو روکا تھا
امید تھی کہ بہلجائینگے کسی صورت

اک اور پردہ بھی چلمن پہ ڈالکر بیٹھو
بہت حسین ہو تم ہمنے دیکھ لی صورت

ہماری عمر بھی ہوتی شبِ فراق اگر
تو خیر جانتے کٹجائیگی کسی صورت

وہ سادہ وضع کسی کی وہ تا کمر زلفین
وہ رس بھری ہوئی آنکھین وہ سانولی صورت

ضیا وہی ہے جو در پر تمہارے آیا تھا
لباس گیروا پہنے فقیر کی صورت

ردیف ثاء مثلثہ

کھوتے ہو قدر عبث شانِ عبث
غیر پر مرتے ہو ایمان عبث

جھوٹ ہے یہ خبر مرگ عدو
ہے تری زلف پریشان عبث

ناامیدی یہی کہتی ہے مجھے
ہے کسی شوخ کا ارمان عبث

حالت دل سے خبر ہے تم کو
پھر بنے جاتے ہو انجان عبث

ضبط نالے جو کئے ہین دل مین
کھائے جاتے ہین مرے پیچان عبث

دے کے دل ایک بت کافر کو
ہائے کھو بیٹھے ہم ایمان عبث

بولے رو کر وہ مری میت پر
اے ضیا آپنے دی جان عبث

ردیف جیم

لاتی ہے کیا یہ نکہت گیسوے یار آج
کیون آرہی ہے باد صبا مشکبار آج

رندون کی ہو رہی ہے جو ہر سو پکار آج
کچھ اور ہی چمن مین ہے جوش بہار آج

صد شکر آئیگا جو مرے گھر مین یار آج
آنکھین ہوئی ہین فرش رہ انتظار آج

ٹلنے کا اُن کے در سے نہین خاکسار آج
صورت یہی ہے نکلے جو دل کا غبار آج

اسنے بھی دیکھ لی ہے جو رفتار یار آج
اتراتی آرہی ہے نسیم بہار آج

فرط گناہ سے ہون بہت شرمسار آج
یارب ترے کرم کا ہون امیدوار آج

آیا ہے سیر کرنے جو وہ گلعذار آج
عاشق کے داغ دل مین ہے کیسی بہار آج

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینے مین کبھی
لیتا نہین ہے درد بھی یکجا قرار آج

شاید مین یاد آیا اُنہین اے دل حزین
آتی ہین ہچکیان جو مجھے باربار آج

مٹی ہماری اور بھی برباد کیجئے
سرمہ بنیگا چشم سیہ مین غبار آج

لب پر مسی آنکھون مین سرمہ ہے سر مین تیل
کس کا ہے غم جو بیٹھے ہو تم سوگوار آج

داستان ہجر تو سننے کے قابل ہی مگر
تھوڑی سی بھی کوئی سن لے تو وہ گھبرائے بہت

منہ کی کھائیگی گلو گیر کبھی زبان کھولی اگر
بلبل شوریدہ سے کہدو نہ چلائے بہت

حسرت دل لیچلی ہی اور ہی کچھ کہکے آج
کوچہ جانان مین یون تو ہم گئے آئے بہت

عشق کا سودا ابھی سمجھانے سے جاتا ہی کہین
ہمدم و ناصح سے کہدو بس سر کھائے بہت

وہ شب تاریک وہ تربت کی تنہائی ضیا
خواب سے چونکے یکایک ہم تو گھبرائے بہت

وہ دلفریب خدا نے بتون کو دی صورت
کہ ہو نگاہ تو ہو دیکھنے ہی کی صورت

شب فراق اجل کو ذرا بلا نہ دیا
حیا جو ہو تو دکھائے نہ بیکسی صورت

مرا جنون ہی موسیٰ کا ہوش مین آنا
پھر ایک بار دکھادے وہ چاند سی صورت

اجل نے بھی ترے بیمار پر کیا افسوس
کہ اس جوان کی دو دن مین کیا ہوئی صورت

جو میرے حال پہ ہوتی نظر تو پھر کیا تھا
کبھی لباس وہ دیکھا کبھی صورت

رقیب اچھے ہین اور آپکی نظر اچھی
مجھے نہ دیکھئے جیسا مری بری صورت

ہجوم یاس مین یون آنسوؤن کو روکا تھا
امید تھی کہ بہلجائینگے کسی صورت

اک اور پردہ بھی چلمن پہ ڈالکر بیٹھو
بہت حسین ہو تم ہمنے دیکھ لی صورت

ہماری عمر بھی ہوتی شب فراق اگر
تو خیر جانتے کٹجائیگی کسی صورت

وہ سادہ وضع کسی کی وہ تا کمر زلفین
وہ رس بھری ہوئی آنکھین وہ سانولی صورت

ضیا وہی ہی جو در پر تمہارے آیا تھا
لباس گیروا پہنے فقیر کی صورت

ردیف ثاء مثلثہ

کھوتے ہو قدر عبث شان عبث
غیر پر مرتے ہو ایمان عبث

جھوٹ ہو یہ خبر مرگ عدو / ہو تری زلف پریشان عبث

ناامیدی یہی کہتی ہے مجھے / ہو کسی شوخ کا ارمان عبث

حالت دل سے خبر ہی تم کو / پھر بنے جاتے ہو انجان عبث

ضبط نالے جو کئے ہین دل مین / کھائے جاتے ہین پیچان عبث

دے کے دل ایک بت کافر کو / ہائے کھو بیٹھے ہم ایمان عبث

بولے رو کر وہ مری میت پر / اے ضیا آپنے دی جان عبث

ردیف جیم

لاتی ہو کیا یہ نکہت گیسوئے یار آج / کیون آرہی ہو باد صبا مشک بار آج

رندون کی ہو رہی ہی جو ہرسو پکار آج / کچھ اور ہی چمن مین ہی جوش بہار آج

صد شکر آئیگا جو مرے گھر مین یار آج / آنکھین ہوئین ہین فرش رہ انتظار آج

ٹلنے کا اُن کے در سے نہین خاکسار آج / صورت یہی ہی نکلے جو دل کا غبار آج

اسنے بھی دیکھ لی ہی جو رفتار یار آج / اترائی آرہی ہی نسیم بہار آج

فرط گناہ سے ہون بہت شرمسار آج / یارب ترے کرم کا ہون امیدوار آج

آیا ہی سیر کرنے جو وہ گلعذار آج / عاشق کے داغ دل مین ہی کیسی بہار آج

دل مین کبھی جگر مین کبھی سینے مین کبھی / لیتا نہین ہی درد بھی یکجا قرار آج

شاید مین یاد آیا اُنہین اے دل حزین / آتی ہین ہچکیان جو مجھے بار بار آج

مٹی ہماری اور بھی برباد کیجئے / سرمہ بنیگا چشم سیہ مین غبار آج

لب پر مسی نہ آنکھون مین سرمہ نہ سر مین تیل / کسکا ہی غم جو بیٹھے ہو تم سوگوار آج

ہر پھول میں مرا دلِ صد پارہ ہے بندھا
دیگا گلے میں اُن کے نیا لطف ہار آج

گل تک بہ رنگ روپ نہ رہنیکا اے پری
آئینہ خوب دیکھ لے تو بار بار آج

مجکو ملا کے خاک میں آیا نہ اُن کو چین
آئے ہیں اب مٹانے کو میرا مزار آج

جب اُنسے پوچھتا ہوں کہ آئینگے کب حضور
کہتے ہیں مسکرا کے یہی بار بار آج

بزمِ سخن میں جب سے مضمون کا ہے سرور
کیونکر عروسِ فکر نہو ہمکنار آج

اُس شمع رو کے عشق کی نیرنگیاں یہ ہیں
روشن ہوا اے ضیا جو چراغ مزار آج

ردیف حاء حطی

بھا گئی دل کو مرے اُس حور طلعت کیطرح
پر فضا جسکی گلی ہے باغ جنت کیطرح

دل ملا کر غیر سے انداز سیکھا یہ نیا
بگڑے بیٹھے ہیں وہ عاشق سے طبیعت کیطرح

رنگ و بو بھی ہے نزاکت بھی ہے سب کچھ ہے مگر
حسن لائے گل کہاں سے تیری صورت کیطرح

لاکھ تدبیریں بھی کیں ٹلتی نہیں فرقت کی شب
سر پہ اپنے یہ بلا آئی قیامت کیطرح

جب گئے ہم اِن حسینان جہاں کی بزم میں
بیٹھے دل کی طرح اُٹھے درد فرقت کیطرح

باتیں اچھی بھی جو کرتا ہوں تو ہوتے ہیں خفا
آدمی سے پیش آؤ آدمیت کیطرح

انقلاب ایسا تو ہو دنیا میں اے چرخ کہن
پھر سے برگشتہ وہ ہوں میری قسمت کیطرح

بس خیال اتنا ہی مجھکو ہے کہ دولت حسن کی
اِن حسینوں کو ملی مال غنیمت کیطرح

اِس بہانہ سے بھی آجائے کہیں میری قضا
گھول کر اب زہر پیتا ہوں شربت کیطرح

دیکھئے جوڑے میں رکھیگا حفاظت سے ضرور
آپکو دل دے رہا ہوں میں امانت کیطرح

نام کرنا چاہتا ہے عاشقوں میں کچھ اگر
کر مجنوں سیکھ جائے میری وحشت کیطرح

تمام حق جاری زبان پر دل مین محو رُون کا خیال
قیتخ نے اچھی نکالی ہی عبادت کی طرح

اے ضیا اُس حور وش کا سامنا جس دم ہوا
ہو گیا صاف آئینہ بھی نقش حیرت کی طرح

ردیف خاے معجمہ

تم نے اس کو بنا دیا گستاخ
غیر اتنا کبھی نہ تھا گستاخ

عرش اعظم کو بھی ہلاتا ہے
نالۂ دل بھی ہی بڑا گستاخ

آپ کی شوخیان جو حد سے بڑھین
دل بیتاب ہو گیا گستاخ

زاہدون پر بھی چوٹ چلتی ہی
ہی تری چشم فتنہ زا گستاخ

چومتا ہون مین آپ کی تصویر
مجھکو دیوانہ کہیے یا گستاخ

میرے دل کو دیا کسی نے خطاب
بے ادب شوخ بیحیا گستاخ

آرزو میری سُن کے وہ بولے
ہو گئے تم بہت ضیا گستاخ

ردیف دال مہملہ

شب غم بھی رہیگی عمر بھر یاد
کبھی نالے کبھی تھی لب پہ فریاد

وہان جا کر نہ مجھکو بھول جانا
رہے اتنا تجھے اے نامہ بر یاد

یہ الفت چار دن کی رنگ لائی
کہ رہتی ہی تری آٹھون پہر یاد

شب وصلت نے سب دل سے بھلایا
مگر آئیگا سب وقت سحر یاد

پریشانی دل کیا اُسکی کہیے
جسے آئے سفر مین اپنا گھر یاد

قیامت کا تو وعدہ کر رہے ہو
نہین تم کو رہا ایمان اگر یاد

ہجوم حشر نے کی کیا قیامت
نہین سنتا کسی کی کوئی فریاد

کبھی آئے نہ بھولے سے بھی دل مین
کبھی آیا نہ تم کو اپنا گھر یاد

ضیا کچھ ہو کوئی پھر خاک ہی ہے
حقیقت اپنی رکھے کچھ بشر یاد

ہم تو پچتائے عرض حال کے بعد
کچھ خیال آ گیا خیال کے بعد

کہہ رہا ہے رقیب کچھ اُن سے
کاش کہتا مرے سوال کے بعد

تم ذرا اپنے مرنے والون کو
دیکھنا میرے انتقال کے بعد

سنکے تیرا کلام کیا سنتے
دیکھتے کیا ترے جمال کے بعد

عرض مطلب کی بھی اجازت ہے
اسلیے چپ ہون عرض حال کے بعد

ابھی اُن مین تو کچھ لڑکپن ہے
دیکھنا اُن کو چند سال کے بعد

کسی معشوق کو ضیا چاہے
اور پھر تمسے خوش جمال کے بعد

ردیف ذال معجمہ

کیا چمکتا ہے تمھارا تعویذ
میری آنکھون کا ہے تارا تعویذ

جان و دل سے ہوئی تاری صدقے
رات تم نے جو اوتارا تعویذ

اپنے سینے سے لگا رکھا ہے
خط تمھارا ہے ہمارا تعویذ

نقش ہین دل مین دعائین لاکھون
کاش ہوتا یہ تمھارا تعویذ

اے ضیا داغ جگر سے پس مرگ
جل گیا قبر کا سارا تعویذ

ردیف راء مہملہ

رہتا ہے محوِ آئینہ اُسکا سنگار دیکھکر
چھائی ہے حیرت اُسکو بھی چہرۂ یار دیکھکر

سنبلِ تر نہ بل کی لے اپنے یہ پیچ ہنوز دی
وحشت ابھی ہو تجھکو بھی گیسوئے یار دیکھکر

آیا ہے سرو قد مرا آج ٹہلنے کے لئے
چلنا ذرا چمن مین تو بادِ بہار دیکھکر

وصل کی شب ہے میری جان گھونگھٹ اُٹھا دو تم ذرا
مین بھی تو شاد کام ہون رُخ کی بہار دیکھکر

آئے تو ہین چلے مگر مجکو خیال ہے یہی
رونے لگین نہ وہ کہین حالتِ زار دیکھکر

ساقیِ ماہوش اب آ چھائی ہے چرخ پر گھٹا
رندون کے دل نہال ہین ابرِ بہار دیکھکر

کہتا ہون تم سے شیخ جی مجھسے نہوگا یہ کبھی
باغِ جنان کو دیکھون مین کوچۂ یار دیکھکر

کیون نہو عندلیب کا زورون پر اب جنونِ عشق
دامنِ گل ہے چاک چاک جوشِ بہار دیکھکر

ہوش مین آیئے ضیا دھیان کدھر ہے آپکا
رحم کریگا کب وہ بت حالتِ زار دیکھکر

تمنے جو دیکھا وصل مین ایجان اِدھر اُدھر
شرما کے ٹل گئے مرے ارمان اِدھر اُدھر

رہتی ہین آنکھین یار کی ہر وقت سوئے دل
ہوتے کبھی نہین یہ نگہبان اِدھر اُدھر

ہے عیدِ وصل غیر کے گھر تو ہوا کرے
جاتی نہین مری شبِ ہجران اِدھر اُدھر

دیکھو زمین کی آنکھون کا تارا وہ ہوگئی
جھاڑی جو اُسنے ماتھے سے افشان اِدھر اُدھر

دیوار پر ہین اسلئے شاخین جھکی ہوئی
جانے نہ پائے بوئے گلستان اِدھر اُدھر

کیا دشمنون کا حال ہے فرمایئے تو کچھ
کیون ہو رہی ہے زلف پریشان اِدھر اُدھر

اے دِل تو ہے اِسکا نگہبان دیکھنا
گم ہو نہ جائے یار کا پیکان اِدھر اُدھر

شب بھر تمہاری یاد نے سونے نہین دیا — بدلا کیا ہین کروٹین ایجان ادھر ادھر

نکلی ہی جب سے کوچۂ گیسوئے یار سے — پھرتی ہی بوئے مشک پریشان ادھر ادھر

اسمین ہی نام آپ کا شہرت ہو آپکی — مین ڈھونڈھتا جو پھرتا ہون ایجان ادھر ادھر

بیٹھا ہوا ہے سامنے ہی بزم مین **ضیا**
تم دیکھتے ہو اُسکو ایجان ادھر ادھر

آفرین کہئے ستمگر کی ستمگاری پر — مر گئے آپ ہی ہم اپنی وفاداری پر

دل مجروح کے سب زخم ابھی کچّے تھے — یاد مژگان نے نہ آنے دیا طیاری پر

جلوۂ یار تصور مین بھی دیکھا نہ گیا — بیخودی ہنسنے کو آئی مری ہشیاری پر

اسمین یا آپ ہون یا حور جنان ہو حسیبا — ہم تو مرتے ہین نئی طرز ستمگاری پر

شب فرقت کہ شب وصل ہو سویا نہ کبھی — رشک ہی بخت عدو کو مری بیداری پر

اپنے ہی گھر کا سلامت کوئی تنکا نہ رہا — آئے جب نالۂ پر سوز شرر باری پر

جب یہ معلوم ہوا آپ سے دل ہم نے دیا — پہرون حیرت رہی اُس شوخ کی عیاری پر

اعتبار آچکا اغیار کی باتون کا اُسے — ہنس دیا جو مرے دعوائے وفاداری پر

اپنے دشمن کی بھی حالت نہین دیکھی جاتی — اُسنے باندھی ہی کمر جب سے دل آزاری پر

بخت کا کھیل **ضیا** دیکھو کہ قیمت نہ بٹی
جب وہ موجود ہوئے دل کی خریداری پر

نہ رہا جائے کسی سے مجھے سمجھائے بغیر — یہ کہان ہوتی ہین باتین کہین دل آئے بغیر

رہنا اس حال مین اچھا ہی کہ وہ جب دیکھے — اُس سے کچھ بن نہ پڑی مجھپہ ترس کھائے بغیر

گھاؤ پڑ جانا کلیجے مین یہی ہی ناسور — یہی اچھا نہین ہوتا ہی قضا آئے بغیر

اپنے آرام کا پہلو میں سمجھتا ہوں انہیں
چین آتا نہیں جنکو مجھے تڑپاتے بغیر

مرنے والوں پہ یہ تاکید کئے جاتے ہو
کہ اُٹھے لاش تمہاری نہ مرے آئے بغیر

اشک پینے میں جو لذت ہیں حاصل ہے ضیا
یہ مزہ پا نہیں سکتا کوئی غم کھائے بغیر

خون روتے ہی رہے صبح و مسا آٹھ پہر
دل میں کچھ گھاؤ سا ٹپکا ہی کیا آٹھ پہر

چار ہی دن میں محبت کا بڑھا روگ ایسا
کہ سرہانے دھری رہتی ہے دوا آٹھ پہر

اُن کے پاس آکے ذرا بیٹھ تو دو ایک گھڑی
جنکے باعث ہے تری مشق جفا آٹھ پہر

میری دانست مزاج اُنکا بہت اچھا ہے
آپ اپنے سے جو رہتا ہے خفا آٹھ پہر

اُسنے پوچھا کہ رہا کرتا ہے کبتک یہ درد
دلِ بیتاب نے مشکل سے کہا آٹھ پہر

جان لیتی ہے تری ایک نظر دم بھر میں
خون رلاتی ہے تری ایک ادا آٹھ پہر

تم کو ہے بیخبری ایک طرح کی ہر دم
رہتے ہو کون سے عالم میں ضیا آٹھ پہر

چتون بدل کے بھوین تان تان کر
کی بات بھی جو مجھسے تو کچھ دل میں ٹھان کر

اکثر گزر گئی ہے شب انتظار یوں
لپٹا لیا ہے پاس کو معشوق جان کر

اپنی نگہ کے تیروں سے پوچھو تو کیا ملا
سوراخ کر کے دل میں کلیجے کو چھان کر

اللہ دے زبان میں اثر تو یہ ہے دعا
مانے نہ وہ کسیکی مری بات مان کر

چھپتا نہیں ہے چاہنے والا ہزار میں
دل خود پکار اُٹھا کہ مرا امتحان کر

اب رہ گیا ہے یہ کہ خدا سے وہ خود کہے
کچھ اس غریب پر تو مجھے مہربان کر

ترک دوا کے بعد بھی جی مانتا نہیں
دم پر بنی ہوئی ہے تمہیں دل سے مان کر

یون شب کٹے کچھ اپنی کہانی سُنائین ہم
یہ بات یاد ہی کسی نازک مزاج کی

اے دل کچھ اپنی بیتی ہوئی تو بیان کر
بس کہہ دیا ضیا کہ نہ ہم سے زبان کر

ردیف زا معجمہ

نہ چھوڑو خانۂ دل میرا مہربان ہرگز
ملے گا اس سے نہ بڑھکر کوئی مکان ہرگز

جو دل لگا کے سُنو تم کہون فسانۂ دل
سُنی نہو گی کبھی ایسی داستان ہرگز

ہزار رنگ اوڑائے یہ بلبل نالان
کبھی ملیگی نہ اس سے مری فغان ہرگز

جبین رگڑ کے مٹا دینگے ہم خط تقدیر
نہ چھوڑینگے یہ ترا سنگ آستان ہرگز

ہزار لو لب تصویر یار کے بوسے
کبھی ہلا نہین سکتی ذرا زبان ہرگز

کہین جو نالۂ پر سوز دل سے کھینچون
رہے نہ نام کو باقی یہ آسمان ہرگز

کرینگے گوشۂ تربت کو اے ضیا روشن
نجائینگے یہ مرے داغ رائیگان ہرگز

ردیف سین مہملہ

ہجر کے باعث ہی میرا دل اُداس
شمع تو کیون ہی سر محفل اُداس

اُنکی الفت کی یہ ہین نیرنگیان
خشک لب چہرہ پریشان دل اُداس

قیس دشت نجد مین کیا مر گیا
آج کیون ہی صاحب محمل اُداس

دعوی خون کیا کرون آتی ہی شرم
ہی سر محشر بہت قاتل اُداس

کیا سبب اسکا ہی کچھ کھلتا نہین
آج کیون اتنا ہی میرا دل اُداس

مین نے باتین کین خیال یار سے
جب ہوا پہلو مین میرا دل اُداس

تھی ضیا کے دم سے ساری روشنی ہو گئی یارون کی اب محفل اداس

ردیف شین معجمہ

کبھی دل کی کبھی جگر کی تلاش ہے قیامت تری نظر کی تلاش

عرش پر میری آہ جا پہونچی لے گئی اسکو کیا اثر کی تلاش

خانۂ دل مین میرے آ بیٹھے تیرے پیکان کو ہے جو گھر کی تلاش

عمر بھر دل مرا رہا قاصد نہ ہوئی مجھکو نامہ بر کی تلاش

میری آنکھین جو پھرتی ہین دم نزع ہے کسی شوخ فتنہ گر کی تلاش

بڑھ گئی ہے جو حد سے زلف تری ہو نہو اس کو ہے کمر کی تلاش

نیاریون سے یہ ہو گیا روشن خاک چھنواتی ہے یہ زر کی تلاش

لے گئی سیکڑون کو سوے عدم یار کی بندش کمر کی تلاش

میری صورت سے ہے ضیا روشن ہے کسی غیرت قمر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دوستی کیسی کہان کا اخلاص ہے غرض ہم نے نہ دیکھا اخلاص

اسکا دعوی جو کرے جھوٹا ہے کسکو دنیا مین ہے سچا اخلاص

نام ہی نام سنا کرتے ہین سچ جو پوچھو تو ہے عنقا اخلاص

تمہین انصاف سے دل مین سمجھو غیر کو تم سے ہے کیسا اخلاص

میری تربت پہ اگر تم آنا سورۂ اخلاص کے پڑھنا اخلاص

امتحان پر جو وہ آمادہ ہوئے
کھل گیا غیر کا سارا اخلاص

صورت حال سے روشن ہے ضیا
کبھی غیروں سے نہوگا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

نہ جفا سے نہ کچھ وفا سے غرض
ہے مجھے اک تری ہی ادا سے غرض

کہہ رہی ہیں یہ شوخیاں اُن کی
ناز والوں کو کیا حیا سے غرض

ہم تو غیر اُن سے ربط رکھتے ہیں
پھر تمہیں میرے مدعا سے غرض

شہد میں خاک آ کہا دل ہے
جس کو ہو کوئی دلربا سے غرض

اس کو ہے آپ زندگی دوبھر
تیرے بیمار کو شفا سے غرض

حشر میں تم کہیں جو مل جاؤ
پھر شہیدوں کو خوں بہا سے غرض

جب رقیب سیاہ رُو سے ہو کام
تم کو اے ماہ پھر ضیا سے غرض

ردیف طاء مہملہ

آپ غیروں کو لکھے اکثر خط
نظر انداز ہو مرا ہر خط

ایک کا بھی نہ کچھ جواب آیا
لاکھ لکھا کسی کو خط پر خط

حال دل لکھتے میں جو رو دیا خوب
مٹ گئے حرف ہو گیا تر خط

اس میں لکھی ہیں راز کی باتیں
چاک کر دیجئے گا پڑھ کر خط

ہائے کہنا کسی کا وقت سفر
تم لکھا کیجیو برابر خط

اس سے آتی ہے اور ہی کچھ بو
آج آیا جو ہے معطر خط

ہے ضیا آپ کا غلام حضور / آپ کہئے تو لکھدوں میں سرِ خط

ردیف ظا معجمہ

خون دل پیکے ہے پیکان محظوظ / ہے بہت مجھسے یہ مہمان محظوظ

خانۂ دل میں جو وہ آئے ہیں / حسرتیں شاد ہیں ارمان محظوظ

ہو نہو کوئی شگوفہ پھولا / ہیں جو یون مرغ گلستان محظوظ

آپ کے وعدۂ فردا سے آج / ہے بہت یہ دلِ نادان محظوظ

اے ضیا سنکے تمہارے اشعار / ہو گئے آج سخندان محظوظ

ردیف عین مہملہ

دل میں لاکھوں ہیں تیر و پیکان جمع / ایک ہے گھر میں ہیں کتنے مہمان جمع

غم دنیا کبھی ہے دین کی فکر / خاک ہو خاطر پریشان جمع

نہ تو دلبر نہ دل ہے پہلو میں / آج ہیں میرے غم کے سامان جمع

کشمکش میں پڑا خیاں اُن کا / خانۂ دل میں ہیں جو ارمان جمع

حشر میں تم دکھاؤ گے جلوہ / ہونگے جب کافر و مسلمان جمع

کیا عجب ہے مری غزل چمکے / بزم میں ہیں بہت سخندان جمع

حضرت شوق کا ہے فیض ضیا / ہو گیا اب جو میرا دیوان جمع

ردیف غین معجمہ

عرش پر ہے آج غیرون کا دماغ — آپ ہی کے باعث نہین ملتا دماغ

تیری بک بک سے مرا سر پھر گیا — ناصح نادان نہ کھا میرا دماغ

بد دماغی غیر کی اچھی نہین — خاک مین مل جائیگا سارا دماغ

چار دن کی چاندنی مشہور ہے — حسن پر ہے آپ کو بیجا دماغ

بات تک کرتے نہین یہ بت کبھی — مورتین مٹی کی اور اتنا دماغ

اُسنے کھولی ہے جو زلفِ عنبرین — ہے معطر آجکل اپنا دماغ

میرے شعرون کی لطافت ای ضیا — غیر سمجھین یہ کہان اُن کا دماغ

ردیف فا

دیکھکر یار کے جوبن کی طرف — نہ کیا رُخ کبھی گلشن کی طرف

دیکھئے کیسی قیامت اُٹھے — شوخیان اُنکی ہین چتون کی طرف

دلِ صد چاک کو ہم روتے ہین — جب نظر پڑتی ہے چلمن کی طرف

روح خوش ہوگی جو تم آؤ گے — فاتحہ کو مرے مدفن کی طرف

دیکھئے دستِ جنون بڑھتا ہے — اب گریبان سے دامن کی طرف

میرے دل کا کوئی غمخوار نہین — اک جہان ہے بتِ پرفن کی طرف

دیکھئے حضرت موسیٰ دل ہین — کیون چلے وادیِ ایمن کی طرف

دردِ دل کی اُنہین ہو خاک خبر — کان رکھتے نہین شیون کی طرف

یار کی زلف پریشان ہوئی — جب نظر کی مری اُلجھن کی طرف

تیغ قاتل کا اشارہ ہے آج — کسی بیجرم کی گردن کی طرف

اے ضیا تمکو خبر بھی کچھ ہے
ہو گئے آج وہ دشمن کی طرف

ردیف قاف

ہم ہوئے زلف رسا کے عاشق
آپ سے آپ بلا کے عاشق

جوروں پر آنکھ نہ ڈالینگے کبھی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

تم سے اُمید وفا کسکو ہے
تم تو ہو جور و جفا کے عاشق

کب یہ حورانِ جنان پر مرتے
ہوتے زاہد جو خدا کے عاشق

کر دیا آپ نے دیوانہ ہمین
اپنی صورت کا بنا کے عاشق

سچ اگر پوچھتے ہو تم ہم سے
ہم تو ہین حسنِ وفا کے عاشق

شعر سُن سُن کے حسینان جہان
ہو گئے کتنے ضیا کے عاشق

ردیف کاف

ہے تمہارا ستم وہی اب تک
حرف شکوہ نہ لائے ہم لب تک

دل تڑپتا ہے اب نہ ٹھہریگا
ہاتھ اپنا نہ رکھو گے جیب تک

شمع آنسو بہا کے کہتی ہے
ہم ہین مہمان آخرِ شب تک

چھوڑ کر ہم کو آپ جاتے ہین
آئیگا حضور پھر کب تک

جسنے دل لے لیا وہ شوخ ہے کون
اس سے واقف نہین ہین ہم اب تک

بزم مین اُن کو تم بُلاتے ہو
بیٹھنے کا نہو جنھین ڈھب تک

روز شعر و سخن کے چرچے تھے
لکھنؤ مین ضیا رہے جب تک

ردیف لام

دیکھا نگاہ ناز سے اُسنے جو سوئے دل
پھر تو نہ دل رہا نہ رہی آرزوئے دل

دل کا تو نام تھا مگر اُن کی تلاش تھی
جب اُن کو پاگئے تو گئی جستجوئے دل

اے چشم تو نے رو کے بھی بیٹھی لگی خان
آخر ملا ہی خاک مین آج آبروئے دل

کیا کیا نہ باتین لوگ نے کین بزم یار مین
کہتے ہی کہتے رہ گئے ہم آرزوئے دل

دل کھو کے ہم نے کوچۂ الفت مین کیا کیا
کھوئی گئی اب جہان مین جستجوئے دل

بیٹھا ہو کوئی کان لگائے مین چپ ہون
کچھ ایسی ہی تھی ہجر کی شب گفتگوئے دل

کہتے ہو ہم سے تیر نکالا نہ جائیگا
اچھا تو ایک یہ بھی سہی آرزوئے دل

جب دیکھی بھولی شکل کوئی پیار آگیا
یہ کون جانتا تھا یہی کی خوئے دل

پرسش ہوئی جو حشر مین مجھ نامراد سے
کچھ بھی نہ کہ سکونگا بجز آرزوئے دل

پہلو کو چیر کر مرا دل بھی نکال لو
نکلے اگر نہ تمسے مری آرزوئے دل

نادم ہوئے وہ تمکو نہ شرم آئی کچھ ضیا
کیا مل گیا جو بزم مین کی جستجوئے دل

ردیف میم

کبتک کسیکو سمجھینگے سچ حسن ظن سے ہم
کل خود ہی جا ملینگے عہد شکن سے ہم

شب وصل کی ہوا ہی نصیب اور صبا بھین
جب خاک ہو گئے نکلے صحن چمن سے ہم

کہتے ہو تم کہ تجھکو ستائینگے حشر تک
اتنی حیات مانگ لین چرخ کہن سے ہم

یہ بات خواب کی ہے مگر جانیگا سچ
تھے شب کو لب بلب کسی غنچہ دہن کے ہم

جب اپنے دل کو پوچھا کہ آیا کہاں سے ہاتھ
بولے یہ پھول توڑ کے لائے چمن سے ہم

حاصل ہین انکسار ہین جب سر بلندیان
پھر دیکھے کیون رہین کبھی چرخ کہن سے ہم

اُٹھینگے صبح حشر اگر موت آگئی
سوتے ہین مُنہ لپیٹ کے اسلام کفن سے ہم

انصاف کی نظر سے جو دیکھا اُٹھا کے آنکھ
بولے ستم مین بڑھ گئے چرخ کہن سے ہم

فرقت کا حال جبکہ نہین قابل بیان
پھر اور کیا کہین بت وعدہ شکن سے ہم

یون تو لباس گل بھی ہے اچھا بُرا نہین
لیکن ملائینگے نہ ترے پیرہن سے ہم

دل سے نکلے آج یہ نالون کی دھوم ہے
کچھ ایسے ناتوان نہین چرخ کہن سے ہم

سب تو دکھائی دیتے ہین آنکھون مین شکل غیر
پھر عرض حال کیا کرین اہل وطن سے ہم

دیوانہ لوگ کہتے ہین تو کہنے دو ضیا
ہان لیکن عشق رکھتے ہین شعر و سخن سے ہم

ہوتا بھی ایسا ہی تھا اے مہ لقا جیسے ہو تم
خاک آنکھون مین ہماری کیا کہین کیسے ہو تم

ماہِ کامل کو بھی تم کو بھی غرور حسن ہے
کسکو ہم اچھا کہین جیسا ہے وہ ویسے ہو تم

ان بتانِ سنگدل کی کچھ خبر لیتے نہین
میرے نالو کچھ بتاؤ تو سہی کیسے ہو تم

سامنے اچھے سے ٹھہرا آئینہ مین اس گھڑی
وہ بھی ویسا ہی ہے یکتا حسن مین جیسے ہو تم

دل میرا جب تک دیا تھا کچھ نہین معلوم تھا
اب کھلا ظالم ستمگر بیوفا ایسے ہو تم

پوچھتے آکر اسے عیادت آدمی بیمار کی
اتنا بھی نکلا نہ مُنہ سے آپکے کیسے ہو تم

آپ تو کہتے ہو سب مُنہ دیکھی بات اے مہربان
یہ ہمارے دل سے پوچھا چاہئے جیسے ہو تم

سامنے آیا کرے کوئی نہ دو تسکین تک
ایسا پتھر رکھتے ہو دل آدمی کیسے ہو تم

غیر نے تعریف بھی ایسی جو کی مُنہ پر تو کیا
یہ تو ہم بھی جانتے ہین باوفا جیسے ہو تم

ردیف لام

دیکھا نگاہ ناز سے اُسنے جو سوئے دل
پھر تو نہ دل رہا نہ رہی آرزوئے دل

دل کا تو نام تھا مگر اُن کی تلاش تھی
جب اُن کو پا گئے تو گئی جستجوئے دل

اے چشم تونے روکے ہو پیش گلرخان
آخر ملا ہی خاک مین آج آبروئے دل

کیا کیا نہ باتین لوگون نے کہین بزم یار مین
کہتے ہی کہتے رہ گئے ہم آرزوئے دل

دل کھو کے ہم نے کوچۂ الفت مین کیا کیا
کھوئیگی اب جہان ہمین جستجوئے دل

بیٹھا ہو کوئی کان لگائے مین چپ ہون
کچھ ایسی ہی تھی ہجر کی شب گفتگوئے دل

کہتے ہو ہم سے تیر نکالا نہ جائے گا
اچھا تو ایک یہ بھی سہی آرزوئے دل

جب دیکھی بھولی شکل کوئی پیار آگیا
یہ کون جانتا تھا یہی ہوگی خوئے دل

پرسش ہوئی جو حشر مین مجھ نامراد سے
کچھ بھی نہ کہ سکونگا بجز آرزوئے دل

پہلو کو چیر کر مرا دل بھی نکال لو
نکلے اگر نہ تمسے مری آرزوئے دل

نادم ہوئے وہ تمکو نہ شرم آئی کچھ ضیا
کیا مل گیا جو بزم مین کی جستجوئے دل

ردیف میم

کبتک کسیکو سمجھینگے ہیچ حسن ظن سے ہم
کل خود ہی جا ملینگے عہد شکن سے ہم

تب وصل گل ہوا ہی نصیبا کو صبا ہمین
جب خاک ہوکے نکلے صحن چمن سے ہم

کہتے ہو تم کہ تجھکو ستائینگے حشر تک
اتنی حیات مانگ لین چرخ کہن سے ہم

یہ بات خواب کی ہے مگر جانے گا پیچ
سیکھے شب کو لب بلب کسی غنچہ دہن سے ہم

جب اپنے دل کو پوچھا کہ آیا کہاں ہے ہاتھ
بولے یہ پھول توڑ کے لائے چمن سے ہم

حاصل ہیں انکسار میں جب سر بلندیاں
پھر دبکے کیون رہین کبھی چرخ کہن سے ہم

اُٹھینگے صبح حشر اگر موت آگئی
سوتے ہین منہ لپیٹ کے اسلام کفن سے ہم

انصاف کی نظر سے جو دیکھا اُٹھا کے آنکھ
بولے ستم ہین بڑھ گئے چرخ کہن سے ہم

فرقت کا حال جبکہ نہین قابل بیان
پھر اور کیا کہین بت وعدہ شکن سے ہم

یون تو لباس گل بھی ہے اچھا مگر انہین
لیکن ملا ئینگے نہ ترے پیرہن سے ہم

دل سے نکلکے آج یہ نالون کی دھوم ہے
کچھ ایسے ناتوان نہین چرخ کہن سے ہم

سب آ کو دکھائی دیتے ہین آنکھون مین شکل غیر
پھر عرض حال کیا کرین اہل وطن سے ہم

دیوانہ لوگ کہتے ہین تو کہنے دو ضیا
ہان دل مین عشق رکھتے ہین شعر و سخن سے ہم

ہونا بھی ایسا ہی تھا ای مہ لقا جیسے ہو تم
خاک آنکھون مین ہماری کیا کہین کیسے ہو تم

ماہ کامل کو بھی تم کو بھی غرور حسن ہے
کسکو ہم اچھا کہین جیسا ہی وہ ویسے ہو تم

ان بتان سنگدل کی کچھ خبر لیتے نہین
میرے نالو کچھ بتاؤ تو سہی کیسے ہو تم

سامنے اچھے سے ٹھہرا آئینہ مین اس گھڑی
وہ بھی ویسا ہی ہے یکتا حسن مین جیسے ہو تم

دل نہین جب تک دیا تھا کچھ نہین معلوم تھا
اب کھلا ظالم ستمگر بیوفا ایسے ہو تم

یون نہین کرتا ہے عیادت آدمی بیمار کی
اتنا بھی نکلا نہ منہ سے آپکے کیسے ہو تم

آئینہ تو کرتا ہے منہ دیکھی بات اے مہربان
یہ ہمارے دل سے پوچھا چاہیے جیسے ہو تم

سامنے ٹھہرا کرے کوئی نہ دو تسکین تک
ایسا پتھر رکھتے ہو دل آدمی کیسے ہو تم

غیر نے تعریف بھی ایسی جو کی منہ پر تو کیا
یہ تو ہم بھی جانتے ہین باوفا جیسے ہو تم

مینے پوچھا ایک بوسہ کی اجازت ہے حضور
ہنسکے بولے پہلے دیکھین منہ ذرا کیسے ہو تم

وہ ہمارا گدگدانا چپکے چپکے وصل مین
وہ کسیکا کہنا آہستہ ضیا کیسے ہو تم

کیا آپکی خوشی ہے گزر جائین جی سے ہم
یہ بھی تو پوچھنے نہین پاتے کسی سے ہم

تنہائی فراق سے دل تھا بھرا ہوا
کیا کیا لپٹ کے روئے ہین شب بیکسی سے ہم

اپنے کئے کو روتے ہین اسکا علاج کیا
وہ بات ہی نہین ہے کہین جو کسی سے ہم

اے ناصح شفیق تری باتین سب بجا
گزرے ہوئے ہین عشق مین کچھ آپ ہی سے ہم

دل سے پسند کرتے ہین مرگ رقیب کو
اچھا سمجھ کے اپنی بری زندگی سے ہم

ہین اکطرف پڑے ہوئے رہنے بھی دو ہمین
جائین کہان نکل کے تمہاری گلی سے ہم

امید رکھ ہماری کہ اب ناامید کر
بیٹھے ہوئے ہین آس لگائے تجھی سے ہم

دو دن نہین ہوئے ہین محبت کے روگ کو
پہونچے ہوئے ہین گور کنارے ابھی سے ہم

خوار اسقدر ہوئے ہین کہ لیتا نہین سلام
پچھتائے ہاتھ اٹھا کے تری بندگی سے ہم

پہلے رلاؤ خوب ستاکے لیکے چٹکیان
پھر یہ کہو کہ چھیڑ رہے ہین ہنسی سے ہم

سنکر ضیا یہ مصرع مومن بھر آیا دل
منہ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

ردیف نون

بتان دہر بھی کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہین
کہ بتخانون مین بھی ناقوس تک فریاد کرتے ہین

اٹھانے کو جنازہ غیر سے ارشاد کرتے ہین
پس مردن وہ یون مٹی مری برباد کرتے ہین

کسیکے ظلم کا ہم پہ اثر کچھ بھی نہونے کا
ستم سہہ سہہ کے اپنے دل کو ہم فولاد کرتے ہین

مٹا کر میری تربت کو وہ خود کہتے ہین حسرت سے
کسی برباد کی مٹی کو یون برباد کرتے ہین

نگاہِ ناز کا گھائل قتیل تیغ ابرو ہون
ہین وہ کشتہ ہون اب تم مرا جلاد کرتے ہین

تمہین ایجان سمجھ لینا نہین کچھ دور مطلب کا
اشارون ہین بیان حال دل ناشاد کرتے ہین

جب انکی سرمگین آنکھون کا مین کچھ وصف لکھتا ہون
تو خوش ہو کر مرے شعرون پہ وہ دو دو صاد کرتے ہین

ہوی ہین آج خود منصف جزا پائینگے سب عاشق
ہمارے واسطے دیکھین وہ کیا ارشاد کرتے ہین

دل آزاری تری پہونچی ہی اس درجہ کو ای ظالم
کہ عاجز ہو کے تیرے ظلم سے فریاد کرتے ہین

بتون کی خامشی یہ کہہ رہی ہی ایک عالم سے
زبان گو بند ہی دل مین خدا کی یاد کرتے ہین

نہ گھبرا ای ضیا مشکل تری ہو جائیگی آسان
مصیبت والونکی مشکلکشا امداد کرتے ہین

دل کھو گیا تو دل کی ہمین جستجو نہین
یہ خیریت ہے غیر کے پہلو مین تو نہین

عاشق کی آرزو تو کوئی آرزو نہین
پھر کیا سنین وہ سننے کی یہ گفتگو نہین

سنتا یہ تھا کہ آج ہے مقتل مین امتحان
کاٹو تو اب عدو کے بدن مین لہو نہین

اللہ رے خیال کہ ہو جائیگا یہ شوخ
شکوہ مرا کیا تو ہے رو برو نہین

بس دور ہی سے دیکھے حسینونکا رنگ روپ
یہ گل وہ ہین کہ جنمین محبت کی بو نہین

ظالم نے عرض حال سنی ہے یہ پوچھکر
اسکے سوا تو اور کوئی آرزو نہین

شکوہ مرا وہ کرتے ہین مجھسے ہزار شکر
تعریف غیر کی نہین ذکر عدو نہین

سنبل کو تیرے زلف کے دھوکے مین سونگھکر
کیا پیچ و تاب کھاتے ہین وہ مشکبو نہین

دیتے ہین اپنے سر کی وہ قسمین رقیب کو
اسکا م کا بھی ہاے ہمارا لہو نہین

حور و پری کے ذکر پہ خاموش ہو رہے
مطلب یہ ہے کہ تجسا کوئی خوبرو نہین

کچھ بڑھ چلی ہے حد سے زیادہ جفاے یار
کہنا پڑا یہ مجھکو کہ رشک عدو نہین

وہ بات ہی جو آے ہین وہ ای شب فراق
یا مین مریض غم نہین یا آج تو نہین

محفل سے اپنی غیر کو ایجان نکالدو
کیا سوچتے ہو کچھ وہ مری آرزو نہین

رہجائے کھینچکے تیغ یوہین میان مین یکیا
اچھا ہمین سہی اگر ایجان عدو نہین

کمبخت دل کو آپکی صورت پسند ہی
اپنی نگاہ مین تو کوئی خوبرو نہین

کیا جانے کیا زبان سے نکلجائے اسلئے
کرتے خیال یار سے بھی گفتگو نہین

آنے کے وقت یار نے کچھ کہدیا ضرور
بدلا ہوا مزاج ہے قاصد وہ تو نہین

بدلا تو آج غیر سے لین بات بات کا
مجبور ہین اسی سے کہ اپنی خو نہین

تصویر یار کو بھی ہی اتنا بڑا غرور
جاؤ جو سامنے تو کبھی گفتگو نہین

قاتل کا ہاتھ سست تلوار اسکی کند
بات اصل یہ ہی کام کا اپنا گلو نہین

کیا جائین محفلون مین حسینون کی اب ضیا
وہ ہم نہین وہ دل نہین وہ آرزو نہین

نہ کاٹے کٹے تیری فرقت کے دن
مجھے گنتے گذرے قیامت کے دن

تمہاری جوانی تمہارا شباب
مجھے تو یہی دن ہین آفت کے دن

نہ پوچھو نہ پوچھو کہ کیا کیا ہوا
نہ ایسے کٹے ہین مصیبت کے دن

مزا تھا جو واعظ بھی پیش خدا
مرے ساتھ چلتا قیامت کے دن

ضیا تو نے کس عمر مین جان دی
ابھی تھے ترے عیش و عشرت کے دن

ہم مصیبت پر اپنی روتے ہین
خندہ زن اسپہ لوگ ہوتے ہین

مانع گریہ جب وہ ہوتے ہین
اور ہم پھوٹ پھوٹ روتے ہین

ہجر کی رات مین ذرا سوتا
ہائے کس طرح لوگ سوتے ہین

سرنگون بیٹھتا ہون بزم مین جب
مجھپہ کیا کیا اشارے ہوتے ہین

پردے پڑتے ہین درد عشق بڑھا
چپکے چپکے اسی سے روتے ہین

تیری محفل مین ہین جو میرے سوا
یہی فتنے فساد بوتے ہین

خفتہ بختی یہ میری جب مین گیا
آدمی نے کہا کہ سوتے ہین

چاہنے والے جب ہمین ٹھہرے
تو ستم بھی ہمین پہ ہوتے ہین

دل دیا تھا ہنسی ہنسی مین کبھی
اب تو اپنے کیے کو روتے ہین

ان کا کہنا شب وصال ٹھہر
نیند آتی ہے ہمکو سوتے ہین

شیخ حورون کو ترسے مجھکو تو
روز نظارے ایسے ہوتے ہین

پہلے جیتے تھے ان کو دیکھ کے ہم
اب تو جینے سے ہاتھ دھوتے ہین

دشمنون سے اشارے پلکون کے
کیون مرے حق مین کانٹے بوتے ہین

دل نہ کھویا تھا اس مصیبت سے
جس مصیبت سے جان کھوتے ہین

بس چھمیا چپ رہو بہت روتے
آپ اپنے کو کیون ڈبوتے ہین

دل عاشق مین جو آج اپنا گذر کرتے ہین
کیسا اجڑا ہوا آباد وہ گھر کرتے ہین

آنکھ اٹھا کر مری جانب جو نظر کرتے ہین
تیر مژگان سے وہ غربال جگر کرتے ہین

اب تو نالے مرے کچھ ان پہ اثر کرتے ہین
آہ دل تھام کے وہ شام و سحر کرتے ہین

انتظار آپ کا اے رشک قمر کرتے ہین
رات بھر جاگ کے عاشق جو سحر کرتے ہین

نہ رہین آنکھ مین دل ہی مین ہین پوشیدہ
مردم دیدہ سے پردہ وہ اگر کرتے ہین

وہ ہمین بھول بھی جائین تو شکایت کیا ہے
ہم تو یاد اُن کو یہان شام و سحر کرتے ہین

سینہ مین آگ لگی رہتی ہے دل جلتا ہے
ضبط ہم نالۂ پرسوز اگر کرتے ہین

دھوتے ہین دفتر عصیان کی سیاہی شکر
اتنا تو خوب مرے دیدۂ تر کرتے ہین

دیکھئے کیسی جزا ملتی ہے دونون کو وہان
صبر ہم کرتے ہین وہ ظلم اگر کرتے ہین

وِرد کرتے ہین کسی گل کا وظیفہ شاید
غل جو مرغان چمن وقت سحر کرتے ہین

آب شمشیر کی لذت نہین معلوم جنھین
چشمۂ خضر کی جانب وہ نظر کرتے ہین

دل سے کیونکر نہ انھین سمجھون مین اپنا قاصد
نالے جا جا کے انھین میری خبر کرتے ہین

بزم مین انکی ہین اغیار بھی ہم بھی موجود
دیکھئے چشم عنایت وہ کدھر کرتے ہین

دور بھی کیجئے اب شرم و حیا بندہ نواز
پاس آجائیے کیون مجھسے حذر کرتے ہین

بیطرح پڑتی ہین غیرون کی نگاہین اُن پر
میری جانب جو کبھی ترچھی نظر کرتے ہین

خوب پہچانتے ہین آپکے تیور صاحب
دل چرا انکی اشارون سے خبر کرتے ہین

توڑتے ہین جو یہ بت کعبۂ دل کو میرے
کیا خدا کا بھی نہین خوف و خطر کرتے ہین

شام تک آج پہونچ جائینگے ہم ملک عدم
روز کہکر یونہین سامان سفر کرتے ہین

کیون نہ مین خوش ہون کہ خالق نے دکھایا یہ دن
میرے مرنے کی انھین غیر خبر کرتے ہین

آرزو حسرت و ارمان و تمنا بنکر
دل عشاق مین اپنا وہ گذر کرتے ہین

رہتے ہین رخ کے تصور مین کبھی گیسو کے
ہم یہی کام ضیا شام و سحر کرتے ہین

جو بل ہے اُسے بت کافر ترے خمدار کاکل مین
نہ لہرا ایسی ہے ناگن مین پیچ ایسے ہین سنبل مین

نہ کچھ پھولا سماؤن عشق گر یہ رنگ دکھلائے
چڑھائے پھول تربت پر وہ گل گر مرے قل مین

کسیکا شانہ دل چاک کر بھی نہین چھوٹا
بلا کے پیچ ہین کاکل تری خمدار کا کل مین

گھٹا گھنگھور چھائی ہے چمن کی بھی ہوا بدلی
او بل پڑتا ہون اے ساقی شراب آج قل قل مین

شہید ناز کی تربت پہ اسکو کیا چڑھانا ہے
نظر آتا ہے اک تازہ سا گل منقار بلبل مین

شگوفے باغ عالم مین مجھے یہ ہاتھ آئے ہین
کہ پھل مین رنگ جسکا ہے شگفتگی ہے ہر گل مین

جو تھے مسند نشین پہلے وہ فرش خاک پر سوئے
ترقی ہو رہی ہے کیا زمانہ کے تنزل مین

الٰہی تیری ہی رحمت کا اب مجھکو بھروسا ہے
کٹی ہے عمر میری کیا کہون کیسے تغافل مین

گدائے کوچۂ جانان ہون جاؤن کیا کسی در پر
مزا شاہی کا حاصل ہے ضیا ایسے توکل مین

ربط کیسا یہ گل و خار مین ہم دیکھتے ہین
یار کو پہلوئے اغیار مین ہم دیکھتے ہین

کچھ نہ شرمائیے بازار مین ہم دیکھتے ہین
جائیے کوچۂ اغیار مین ہم دیکھتے ہین

زلف کے سایہ سے اب ٹھہری ہوئی جاتی ہے
یہ نزاکت کمر یار مین ہم دیکھتے ہین

یا تو دل پھیر دیجئے یا بوسۂ عارض دیجئے
بات بڑھ جائیگی تکرار مین ہم دیکھتے ہین

اپنی تو بیکسی کام نہین آتی ہے
بھیڑ جب خانۂ خمار مین ہم دیکھتے ہین

نامہ بر جاکے اسے جلد تو اتنا کہدے
کچھ نہین اب ترے بیمار مین ہم دیکھتے ہین

ایسے اب ہو گئے ہین محو جمال جانان
جلوہ اسکا در و دیوار مین ہم دیکھتے ہین

ہو نہو راہ مین قاصد نے الٹ پھیر کیا
اپنا مطلب خط اغیار مین ہم دیکھتے ہین

وہ اگر خود بھی بلائین تو نہین جائین اب
بات بنجاتی ہے انکار مین ہم دیکھتے ہین

کیسی تسکین غم یار دیا کرتا ہے
بیقراری جو دل زار مین ہم دیکھتے ہین

سرو شمشاد پہ کچھ اور ہی ہوتا ہے گمان
جب سے چلتے انھیں گلزار میں ہم دیکھتے ہیں

دمِ عیسیٰ میں بھی وہ بات نہیں حاصل ہے
معجزہ جو تری رفتار میں ہم دیکھتے ہیں

زندگی اور بھی ہو جاتی ہے دشوار اپنی
دل کو مضطر جو غمِ یار میں ہم دیکھتے ہیں

آج کیا تیغِ ستم کا کوئی کشتہ ہوگا
بل تری ابروئے خمدار میں ہم دیکھتے ہیں

اے ضیا سنکے غزل ہونگے وہ بیتاب ضرور
درد جیسا ترے اشعار میں ہم دیکھتے ہیں

ابھی ابھی تمھیں بیخود بنائے دیتے ہیں
ہم اپنا قصۂ دل اب سنائے دیتے ہیں

بہانا لاکھ کرو ہم سے چھپکے جانے کا
تمہارے نقشِ کفِ پا بتائے دیتے ہیں

درازیٔ شبِ فرقت وہ سنکے یوں بولے
ذرا سی بات کو اتنا بڑھائے دیتے ہیں

حیا کے ساتھ شبِ وصل بھی ہے یہ شوخی
ہر ایک بات پہ وہ مسکرائے دیتے ہیں

یقین ہو کہ نہو وہ نہیں بھی باز نہیں
ہم آج حالِ شبِ غم سنائے دیتے ہیں

جفا کے ساتھ ہوا انداز کچھ وفا کا بھی
تمھیں ستم کا قرینہ بتائے دیتے ہیں

وہ رکھ کے قبر میں لاشہ ہمارا یہ بولے
تمھیں ہم آج ٹھکانے لگائے دیتے ہیں

کہا جواب کے بدلے یہ آکے قاصد نے
وہ خط کو پھاڑ کے پرزے اڑائے دیتے ہیں

قسم خدا کی امیدِ وصال پر ایجان
یہ نقدِ دل تمھیں بے آزمائے دیتے ہیں

خدا کے سامنے اُن کی صفائی دیکھو تو
قصور خود ہی وہ اپنا بتائے دیتے ہیں

چلو تو کوچۂ جاناں میں آج اے واعظ
تمھیں بہشت کا رستہ بتائے دیتے ہیں

نہ پامال ہو بادِ صبا کی ٹھوکر سے
وہ اس لئے مری تربت مٹائے دیتے ہیں

سہیگا کون یہ نازک مزاجیاں اُن کی
کہ بات بات میں غصہ کھائے دیتے ہیں

ستم کو چھوڑ کے اہل وفا ہو صاحب / نہ آتی ہو جو وفا ہم بتائے دیتے ہین
اشارہ غیر نے کیا جانے کیا کیا اُن کو / وہ اپنی بزم سے مجھکو اُٹھائے دیتے ہین
ذلیل و خوار ہوئے عشق مین کچھ ایسے ہم / کہ روز گالیان اپنے پرائے دیتے ہین
بوقت قتل خدا جانے کیا کہا اوس نے / تمہارے دل کی لگی ہم بجھائے دیتے ہین
نقاب اوٹھنے جو آئے ہین آج کوٹھے پر / تو آفتاب کو ذرہ بنائے دیتے ہین
یہ شوخیان کہ بناوٹ سے رو کے محشر مین / خدا کے سامنے مجھکو ہنسائے دیتے ہین
اُٹھا کے آئینہ رکھو تو سامنے اپنے / تمہاری شکل ابھی ہم دکھائے دیتے ہین
جنھین ہو شوق شہادت تمہارے ہاتھون سے / وہ آگے تیغ کے گردن جھکائے دیتے ہین
دکھا کے حسن خداداد وقت آرایش / وہ آئینہ کو بھی حیران بنائے دیتے ہین

غم فراق مین روتے ہو کیون ضیا ہر دم
تمہارے یار کو تم سے ملائے دیتے ہین

جی مین آتا ہے فلک کا یار سے شکوا کرون / دل یہ پھر کہتا ہے مین کس کا گلا کس کا کرون
کشمکش مین جان اپنی پڑ گئی اب کیا کرون / جو کہے دل وہ کرون یا یار کا کہنا کرون
یار کو چشم تصور سے اگر دیکھا کرون / ہجر مین بھی وصل کے ہر دم مزے لوٹا کرون
[illegible] کیون چپ بنے سنکر سوال وصل تم / آج بھی ہے یہ ارادہ وعدہ فردا کرون
ٹھہر جاؤ دیکھ لو تم اضطراب دل مرا / پھر چلے جانا یہان لاکھ مین تڑپا کرون
رہ گیا میرا عرض کرنا یار سے حال خراب / مسکرا کر انکا کہنا ناز سے مین کیا کرون
قاصدا آنکھین فرش راہ انتظار اب ہو گئین / مین جواب خط کا کبتک راستہ دیکھا کرون
درد جب ہوتا ہے کم لیتے ہو دل مین چٹکیان / کیا تمہاری ہے یہی خواہش کہ مین تڑپا کرون

خانہ دل سے نکلکر ہے جو آزادی پسند — آہین کہتی ہین کہ سیرِ عالمِ بالا کرون
دل دیا تھا آپ کو مینے بڑی اُمید پر — وصل ہو غیرون کو مین دیدار کو ترسا کرون
پاس بیٹھے ہین تو خود بیتاب اُٹھ جائینگے وہ — حالِ دل حالِ جگر اظہار اُنسے کیا کرون
عرصۂ محشر مین اُسکا دھیان آتا ہے مجھے — پیشِ حق اس بت کا مین کیا آج کچھ شکوا کرون
اے فلک تو بھی سنبھل جا اُنسے بھی کہدے کوئی — جی مین آتا ہے کہ مین دل کھولکر نالا کرون
دیکے دل لاکھون گلے شکوے کیا کرتا ہون مین — عاشقی کا اُنکی پھر کس منھ سے مین دعوا کرون

سب نکلے ارمان اُسنے دل مین گھر کیا ہے اے ضیا
اُسکے دل مین آہ ہوکر مین گذر اپنا کرون

ہوا ہے اور بھی ہو جورِ آسمان برسون — کہ ہم کو صبر کا دینا ہے امتحان برسون
رہیگا دل جلون کی آہ کا دھوان برسون — زمین والے نہ دیکھینگے آسمان برسون
کسیکی پردہ دری کا خیال تھا جو مجھے — تو اپنی حسرتین دل مین ہین نہان برسون
چرایا دل بھی پھر اُسپر یہ اُلٹی بات سنو — نگاہِ یار رہی ہم سے بدگمان برسون
خیالِ یار کو دیتے نہ ہم جگہ دل مین — خبر کسے تھی رہیگا یہ میہمان برسون
نہ پایا کعبہ مین اُنکو نہ دیر مین ہم نے — بھٹکتے یونہین پھرے ہم کہان کہان برسون
تلاش کرتی رہی جو تری نگاہ بہت — تو دل بھی ڈھونڈھا کیا اپنا قدردان برسون
خدا کے گھر مین کوئی ایک دن نہین رہتا — ہماری دل مین رہی الفتِ بتان برسون
سمجھ مین آجتک آیا نہ اسکا کچھ مطلب — سنا کئے گل و بلبل کی داستان برسون
دیا جواب نقاہت مین ضبطِ دل نے جب — کلیجا تھام کے فرقت مین کی فغان برسون
جو تمنے وعدہ کیا تھا کہ آئینگے اک دن — تو انتظار کیا ہمنے مہربان برسون

گرا پڑا ابھی نہ اک پھول اب یہ پائیگی ۔ چمن مین خاک اوڑائے اگر خزان سون

ضیا ہے کوچہ دلدار کیا بہشت برین
بتاؤ تو سہی تم تو رہے وہان برسون

جکڑا ہوا اک حلقۂ زنجیر مین دیکھین ۔ ہم دل کو تری زلف گرہگیر مین دیکھین
سنتے ہین نظر آتی ہے اللہ کی قدرت ۔ چلکر کبھی کوے بت بے پیر مین دیکھین
مارا تو ہمین اس ترے ارمان نے قاتل ۔ کیسی ہو تڑپ کشتۂ شمشیر مین دیکھین
کیونکر نہو خواہش کہ رہین قید ہمیشہ ۔ حلقہ تری زلفون کا جو زنجیر مین دیکھین
دیدے ہمین اسباب کی بھی آج اجازت ۔ ہم جلوۂ حق آپکی تصویر مین دیکھین
ہو چارون طرف انکی نظر بزم مین ہر دم ۔ کس کس کا جگر چھیدین وہ اک تیر مین دیکھین
چاہین تو نقاہت مین بھی کچھ دور نہین ہے ۔ ہم چرخ کو اک نالۂ شبگیر مین دیکھین
ہم شوق شہادت مین جو سر اپنا جھکائین ۔ تیرا خم ابرو تری شمشیر مین دیکھین
بلوایا ہمین اور بھی اس بت نے یہ کہکر ۔ ہو طول کہانتک تری تقریر مین دیکھین
شوخی و شرارت جو ہے وہ پیش نظر ہے ۔ کیا اور نگاہ بت بے پیر مین دیکھین
ہے شوق جو دیدار کا آنکھون مین دم قتل ۔ منہ موت کا آئینۂ شمشیر مین دیکھین
کیون حرف شکایت کا ہو سلسلہ قائم ۔ ہم غیر کا نام آپکی تحریر مین دیکھین
آنکھین ہمین ایسی ہون نگاہین ہین ایسی ۔ اللہ کی قدرت تری تصویر مین دیکھین
اتنا تو اثر نالون مین ہو جائے الٰہی ۔ جو دل مین ہے بل عرش کی زنجیر مین دیکھین
سنکر گلۂ چرخ وہ کہتے ہین یہ ہمسے ۔ لکھا ہوا کیا ہے تری تقدیر مین دیکھین
کہدے کوئی ان سے کہ سنبھالے رہین دل کو ۔ کتنی ہے کشش آہ کی تاثیر مین دیکھین

کچھ منہ سے ابھی کہہ نہین سکتے ہین ضیا ہم
کیا ہوتا ہے عشقِ بتِ بے پیرہن دیکھین

سروِ قامت اسیکو کہتے ہین
ہم قیامت اسیکو کہتے ہین

ایک دل ہاتھ سے نکل جانا
لاکھ آفت اسیکو کہتے ہین

بیوفائی ہمین سے او صاحب
آدمیت اسیکو کہتے ہین

پُتلے مٹی کے اور حسن ایسا
اُس کی قدرت اسیکو کہتے ہین

حسرتِ وصل دل مین رہجانا
داغ الفت اسیکو کہتے ہین

ہم مرین تمپہ تم رقیبون پر
کیون محبت اسیکو کہتے ہین

دل لگانا بتون سے بے سمجھے
سچ ہے آفت اسیکو کہتے ہین

دیکھکر مجھکو غیر سے بولے
بے مروت اسیکو کہتے ہین

کھچکے پہلو سے دل نکل آئے
بھولی صورت اسیکو کہتے ہین

تیکھی باتون کو سُنکے پی جانا
ہم تو شربت اسیکو کہتے ہین

اے ضیا خوب آزما دیکھا
پھوٹی قسمت اسیکو کہتے ہین

تری محفل مین جتنے ادب بیپیر بیٹھے ہین
بہت آزردہ خاطر ہین بہت دلگیر بیٹھے ہین

رہائی قید زندان سے خدا جانے ملے کب تک
ابھی سے توڑکر ہم پاؤن کی زنجیر بیٹھے ہین

جنھین ہو سات پردہ غیر محرم کی نگاہون سے
ان آنکھون مین ہم اُنکی کھینچے تصویر بیٹھے ہین

زمینِ کوئے جانان کم نہین میدان محشر سے
جدھر دیکھو ہزارون عاشق دلگیر بیٹھے ہین

ذرا اکوچہ مین دیکھو اپنے دیوانونکی آرایش
کڑی ہاتھون مین پہنے پاؤنمین زنجیر بیٹھے ہین

پس مردن بھی غیرون سے جو سنوا تا ہے کچھ مجکو
تو اپنے سامنے رکھکر مری تصویر بیٹھے ہین

جگر کو سینہ کو دل کو ہمارے غور سے دیکھو
انھین کوشے نہین چھپ چھپکر تمھارے تیر بیٹھے ہین

جو ہوتا قتل کرنا تو ہزارون تھے سر محفل
فقط وہ نام کو کھینچے ہوئے شمشیر بیٹھے ہین

تڑپتا ہون تڑپنے دو ذرا اب دیکھو ادھر پھر کر
تمھاری اک نظر کے دلپہ لاکھون تیر بیٹھے ہین

رہی جاتی ہے حسرت گفتگو کی وصل کی شب بھی
مرے پہلو مین گویا بنکے وہ تصویر بیٹھے ہین

قضا آجاتے تو مر کر ترے کوچہ سے ہم اٹھین
اسی امید پر ہم اے بت بے پیر بیٹھے ہین

ہمارا غیر کا جھگڑا چکا دیتے نہین اٹھکر
دکھانیکو یونہین کھینچے ہوئے شمشیر بیٹھے ہین

ضیا پند و نصیحت ہر گھڑی ہر وقت سمجھانا
جناب شیخ جیسے بنکے میرے پیر بیٹھے ہین

جو ڈھونڈھے کوئی تو کہان وہ نہین
عیان ہر جگہ ہے نہان وہ نہین

کہان ملک ہستی سا ملک عدم
زمین وہ نہین آسمان وہ نہین

محبت تمھاری نباہینگے ہم
پھرے قول سے یہ زبان وہ نہین

لگا ہون ہین کیا چشم نرگس سمائے
وہ چتون نہین شوخیان وہ نہین

ہنسو گریۂ بلبل زار پر
سنو دل سے میری فغان وہ نہین

مٹین ایک ہم اور دشمن بچین
اجی کیا تہ آسمان وہ نہین

بیان کرتے بلبل سے کچھ حال دل
ہماری مگر ہم زبان وہ نہین

جنسے دل لگی تم ہو سمجھے ہوئے
سنو بھی مری داستان وہ نہین

تصور سے تیرے چھپا کیا رہا
مگر کچھ مرا رازدان وہ نہین

برا لاکھ کوئی کہے چرخ کو
تمھارا اسا مہربان وہ نہین

رہو چپ سم اغیار مین شوق سے ۔۔۔ مگر میرے دل سا مکان وہ نہین
جسے کچھ سمجھکر دیا نقد دل ۔۔۔ یہ قسمت مری قدر دان وہ نہین

ضیا ہم کہین گے غزل پر غزل
دہن مین رُکے یہ زبان وہ نہین

کہہ سکون مین دل کی وہ حالت نہین ۔۔۔ سن سکین وہ میری یہ قسمت نہین
سچ ہو آسان کچھ تری الفت نہین ۔۔۔ ہمنے جھیلی کون سی آفت نہین
شب کو تھا ملکِ عدم اپنا سفر ۔۔۔ دی خیال یار نے فرصت نہین
وصل جانان کی بندھی امید کیا ۔۔۔ میری قسمت غیر کی قسمت نہین
یاد بھی اب ہوگئی اُن کی خفا ۔۔۔ دل بہلنے کی کوئی صورت نہین
وہ جو آئے ہین تو دو ہی بات ہے ۔۔۔ ہم نہین یا اب شبِ فرقت نہین
لے تو جا شاید وہ پڑھ لین نامہ بر ۔۔۔ خط ہمارا کچھ خطِ قسمت نہین
کوئی حسرت ہو تو وہ پوری کرین ۔۔۔ میری حسرت تو کوئی حسرت نہین
حشر مین بھی وہ ملے تو یہ کہا ۔۔۔ تجھسے ملنے کی ابھی فرصت نہین
مرگئے ہم سنکے حورون کی صفت ۔۔۔ ہائے دنیا مین ہوئی جنت نہین
اس لئے ہم سے عدو اچھا ہوا ۔۔۔ یعنی اُسکو آپ کی الفت نہین
دور ہی سے دیکھکر وہ پھر گئے ۔۔۔ تھی کسی قابل مری تربت نہین
پوچھتے ہین اسلیئے رہ رہ کے وہ ۔۔۔ جس مین ہم کہدین کوئی حسرت نہین
قبر مین دشمن فرشتے ہوگئے ۔۔۔ غم کے مارون کو کہین راحت نہین

اپنا دل اپنی طبیعت سے ضیا

تم کو الفت ہے انھین الفت نہین

حالِ شبِ فراق کسیکو سنائے کون — ہے مختصر یہ بات غمِ دل بڑھائے کون
مجھ کشتۂ فراق کی مٹی خراب ہے — کہتی ہے بیکسی ترا لاشہ اُٹھائے کون
ظالم ستم شعار جفا کیش پُر دغا — کہدو تمھین کہ تمسے بھلا دل لگائے کون
ہم کو تو کوئے یار مین ہے لطف زندگی — حورون پہ جان دینے کو جنت مین جائے کون
کام آرہی ہے یادِ مژہ وقت بیکسی — یہ بھی نہو تو سینہ مین نشتر چبھائے کون
باز آئے ایسے جینے سے اوکتا گیا ہے دم — ہر روز دل پر ایک نیا داغ کھائے کون
مطلب تو یہ نہین کہ چرایا ہے تمنے دل — بیٹھا ہوا ہے بزم مین آنکھین چرائے کون
مجھکو کبھی یہ موت بھی آئی نہ پوچھنے — شب بھر کراہتا ہے کلیجا دبائے کون

دل تو یہ چاہتا ہے چلین انکے بزم مین
پھر سوچتے ہین جائے ضیا بے بلائے کون

جہان کمبخت دل سے ہوکے ہم ناچار جاتے ہین — خدا حافظ وہین ہنستے ہوئے اغیار جاتے ہین
نکالا اپنے کوچے سے جو اُسنے اف ری بیتابی — کہ دل تھامے ہوئے ہم دن مین سو سو بار جاتے ہین
نہ سننا تو قیامت تھا غضب ہے سُنکے یہ کہنا — ہمین افسوس ہے نالے ترے بیکار جاتے ہین
عیادت کو وہ کیا آئین تغافل جبکہ سکھلائے — تمھارا کیا ہے اپنی جان سے بیمار جاتے ہین
بُرا ہو بدگمانی کا کہ کیا کیا دل مین وہ سمجھے — فقط اتنا ہی پوچھا تھا کہان سرکار جاتے ہین
دلِ نادان کو نادانی نے کھویا کوئے الفت مین — جو عاقل ہین وہ اس سے بہت ہشیار جاتے ہین
نہ ساقی نے یہ بھید ابتک بتایا اپنی محفل کا — کہ وہ بیہوش کیون آتے ہین جو ہشیار جاتے ہین
بچایا نیمے جگر بچتا کہ دل بچتا بتا ظالم — تری قاتل اداؤن کے بھی خالی وار جاتے ہین

نیا کچھ رنگ دکھلایا ہی ابر نو بہاری نے — گھروں سے جھومتے میخانوں کو میخوار جاتے ہین
غرض کسکو تھی جاتا کون دیکھ جان محشر مین — لئے جاتی ہی ہمکو حسرتِ دیدار جاتے ہین
خموشی رہروِ ملک عدم کی صاف کہتی ہے — یہ جانیوالے دنیا سے بہت بیزار جاتے ہین
برہمن دیر کو جائے کہ جائے شیخ کعبے کو — غرض دونون تمھارے طالبِ دیدار جاتے ہین

حسینون مین ضیا اب جنس دل لیتا نہین کوئی
پریشان ہوکے پھر آتے ہین جب بازار جاتے ہین

تیر اپنا مرے سینہ سے جدا کرتے ہین — آپ کو ہوتی ہے تکلیف یہ کیا کرتے ہین
ہم جب اُنکی صفتِ ناز و ادا کرتے ہین — حضرت شیخ نماز اپنی قضا کرتے ہین
جب کہا اُن سے کہ دل تم پہ فدا کرتے ہین — ہنسکے بولے کہ یونہین لوگ کہا کرتے ہین
غیر کے حق مین دعائین ہین یہ کس دن بھی — دیکھئے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہین
آپ سنتے ہی نہین آپکا شکوہ کیا ہے — آپ سنئے بھی تو ہم اپنا گلا کرتے ہین
قتل عشاق تو آسان ہے یہ مشکل ہے — رحم آتا ہے اُنہین خوف خدا کرتے ہین
عرصۂ حشر مین ہم اور شکایت تیری — ایسی باتین بھی کہین اہل وفا کرتے ہین
شمع خاموش رہا کرتی ہی اُس محفل مین — ہم عدو سے تو عدو ہم سے جلا کرتے ہین
آہ کہتے ہین کسے ہوتے ہین نالے کیسے — غم کی تصویر ہین خاموش رہا کرتے ہین
مجھسے پوچھو تو ابھی کان مین کہدون جیسا — غیر سے تمسے اشارے جو ہوا کرتے ہین
مین نے پوچھا کہ ہی کیا شغل تو ہنسکر بولے — آجکل ہم ترے مرنے کی دعا کرتے ہین
کچھ تو اُن گیسوؤن مین دیکھ لیا ہی ناصح — کیا یونہین دل کو گرفتار بلا کرتے ہین
خانۂ دل مین تو کیا پاس بھی آتے وہ نہین — ہان کبھی دور سے ہم دیکھ لیا کرتے ہین

سچ وہ کہتے ہین کہ کس کا مین کہو درد سنون
روز دو چار یونہین آکے بکا کرتے ہین

مدتون خاک ضیا کوے بتان کی چھانی
ہو کے اب گوشہ نشین یاد خدا کرتے ہین

شب فرقت مین جو جینے کی دعا کرتے ہین
زہر دیدین مجھے احباب یہ کیا کرتے ہین

بات ہر شخص کی چپ بیٹھے سنا کرتے ہین
ہم جہان ہون تری محفل مین رہا کرتے ہین

اس سے شوخی تو کبھی اس سے حیا کرتے ہین
دیکھئے آپکے انداز یہ کیا کرتے ہین

کیا خبر کون ہے کس حال مین کیا کہتا ہے
آپ تو غیر کی باتون مین رہا کرتے ہین

خون ناحق مرا کچھ رنگ تو لائیگا ضرور
دیکھئے عذر وہ کیا پیش خدا کرتے ہین

کمسنی اور طلب دل کی انھین کون کہے
اپنے ضدی ہین کسیکا وہ کہا کرتے ہین

نہین ملتے ہون عدو کو تو پتا بتلادون
وہ مری بزم تصور مین رہا کرتے ہین

نہ بجھے خاک بجھائے سے کبھی دل کی لگی
ہم وہ ہین شمع کہ دن رات جلا کرتے ہین

کچھ نہ کچھ میری نگاہون نے سکھایا ان کو
کچھ سمجھ بوجھ کے وہ مجھسے حیا کرتے ہین

گالیان اچھی ہین معشوقون کی خاموشی سے
ہم تو دانستہ انھین چھیڑ دیا کرتے ہین

وعدۂ حشر کیا آپ نے یہ یاد رہے
دو ہی نالون مین تو ہم حشر بپا کرتے ہین

سوچ تو لیجئے صاحب کہ نبھے یا نہ نبھے
چار کے سامنے کیون عہد وفا کرتے ہین

دل و جان لینے کا دونون مین پڑا ہی جھگڑ
آپ کیا فیصلۂ ناز و ادا کرتے ہین

التجا وصل کی تمنے نہ خدا ہی نے سنی
موت ہی سن لے کہین اب یہ دعا کرتے ہین

اس دل درد رسیدہ کے سبب راتون کو
ہائے بیچین سے بیچین رہا کرتے ہین

ہین یہ کیونکر کہون کیا کام وہان غیرون کا
نہ سہی کچھ مرے شکوے تو کیا کرتے ہین

ان بھی سیکھے مرے یار ہین کسی سے کہدو
مجھ پہ مرتے ہین مگر ساتھ وفا کرتے ہین

خاک ہو کر بھی ترے کوچہ مین اپنا ہی یہ حال
نقشِ پا بنتے ہین ہم اور مٹا کرتے ہین

کہدو دل تھام لے وہ شوخ ستمگر اپنا
ضبط کی حد ہے ہم اب آہِ رسا کرتے ہین

ابکے برسات کہی جاتی ہے یونہین ساقی
تیرے محتاج ترے حق مین دعا کرتے ہین

ان حسینون کی نہ باتون مین کوئی آئے ضیا
جو انھین چاہے اسی سے یہ دغا کرتے ہین

دیکھنا کیسا کبھی آپنے پوچھا بھی نہین
مرنیوالون کو کچھ اس بات کا شکوا بھی نہین

کچھ بتو سنتے ہو کیا خلق خدا کہتی ہے
ظلم کرنا تمھین زیبا مگر اتنا بھی نہین

آپ چاہو گے کہ ہاتھ آئے کسی طرح یہ مال
کام کا دل ہی ہین تمھین دیتا بھی نہین

پوچھئے کیسی ہے صورت تو کہون لاثانی
اور سنئے کبھی اُس شوخ کو دیکھا بھی نہین

یہ بھی ارمان کہ اُس بت سے خدا ملوائے
پھر کسی بات کی بندے کو تمنا بھی نہین

شبِ تاریکِ فرقت سے مجھے معلوم ہوا
ساتھ دیتا ہی بُرے وقت مین سایا بھی نہین

درد کی دل سے شکایت تو سُنا کرتے تھے
دیکھتے ہین تو سلامت ہی کلیجا بھی نہین

آپ معشوق کسیکے نہین بنتے نہ سہی
اسلئے آپکا ہوگا کوئی شیدا بھی نہین

مین تمھین دیکھ رہا تھا کہ طبیعت آئی
عقل کیا کرتی تھی کمبخت نے روکا بھی نہین

کیجئے ایسے تغافل کا گلا کس منہ سے
اپنے دانست تو ظالم مجھے بھولا بھی نہین

دردِ کمبخت اب اُٹھا ہے کہان جانے کو
میرے دل کے تو سوا اور ٹھکانا بھی نہین

دم نکلتا ہے مرا اور وہ چپ بیٹھے ہین
ایسے موقع پہ تو کام آئے مسیحا بھی نہین

سامنے بیٹھے ہین وہ حشر ہے کیونکر جاؤن
کوئی چلمن بھی نہین ہے کوئی پردا بھی نہین

کچھ میں اس طرح گیا راتکو اُس محفل میں
روکنا کیسا کہ دربان نے ٹوکا بھی نہیں

گالیاں ٹوٹ کے دین تھے نے ضیا کو جب سے
آجتک پھر اُسے بازار مین دیکھا بھی نہیں

کیون چھیڑتی ہے ناحق او یاد تیر مژگان
دل مین بھرے ہوئے ہین اب زخم ہائے پنہان

یون عشق مین تو لاکھون دیکھے ہین ڈوب مرتے
مجھکو ڈبو رہی ہے میری ہی چشم گریان

وہ تیغ اُٹھا چکے تھے مین قتل ہو چکا تھا
کمبخت بیگناہی چلا اُٹھی کہ ہان ہان

کچھ دیر بھی نگذری کمبخت دل لگاتے
کیا جلد لائی قسمت بربادیون کے سامان

آنکھون سے گر گئے یہ دل سے اوتر گئی وہ
کیا میرے گرم آنسو کیا میری آہِ سوزان

چاک جگر کا پردہ دستِ جنون نے رکھا
ہر شخص پوچھتا ہے کیون چاک ہی گریبان

گھبرا کے بھی نہ مجھکو مرنے دیا شب غم
بھولون گا تا قیامت یہ بے بسی کا احسان

بچ بچ گیا ہون اکثر مر مر کے اُن کے ہاتھون
رہ رہ گئی ہے یونہین کھنچ کھنچ کے تیغ بران

کھو بیٹھے عاشقی مین یون ان بتون کے چلتے
رکھتے ہی تھے نہ جیسے ہم اپنا دین و ایمان

وہ کچھ نہین جو ہمنے سمجھایا اپنے دل کو
ناصح جتا رہا ہے ناحق بھی اپنا احسان

کس کام کا یہ ہونا دل خوش نہین کسی سے
کہنے ہی کی ہے حسرت کہنے نہ پائے ہین ارمان

بازار مین ضیا کو دیکھا تھا آج ہم نے
سر پٹکتے جا رہا تھا یا تھا حالِ پریشان

روشن ہے نام میرا یعنی ضیا مین ہی ہون
کہتے ہین سب مجھی کو دلریش سینہ بریان

چارہ سازِ زخمہائے دل کوئی ملتا نہین
ہو گئے ناسور بڑھکر تو پھر اچھا نہین

مجھپہ حیرت سی ہے قاتل کو ذرا پوچھے کوئی
مجھ مین تھا ہی کیا کہ زیرِ تیغ مین تڑپا نہین

آہِ سوزان کا اثر معلوم لیکن چرخ سے — یہ صدا آئی کہ تجھسا دل جلا دیکھا نہین
میرا شکوہ میرے منہ پر میرے آگے بیٹھکر — یون مخاطب مجھسے ہین جیسے مرا شکوہ نہین
دل ادھر آیا۔ گئے گذرے ادھر ہوش و خرد — تم کو چاہون یا نہ چاہون یہ بھی تو پوچھا نہین
بات ہی کیا ہے کہ لیتے ہو خموشی سے صلاح — بس جوابِ وصل کے دو لفظ ہین ہان یا نہین
نارسائی نے مری اکثر کہا ہے یار سے — سب تمہاری ہی تم مین ہین اک وہ بیچارا نہین
وہ نہ آتے ہون تو آتے ہی بنے اے نامہ بر — کوئی ایسا دم نہین پٹی نہین فقرا نہین
یہ تو آزارِ محبت نے بڑی تسکین دی — دم نکلنا شرط ہے بس پھر کوئی ایذا نہین
اب کے آئے حضرتِ ناصح تو کہدونگا یہ صاف — آپ کا عاشق نہین ہین آپکا شیدا نہین

مر گیا کل۔ عاشقون مین تھا ضیا جو ایک شخص
آپ نے اُس خانمان برباد کو دیکھا نہین

خیریت ہے کہ تم ہو پہلو مین — ورنہ دل اور میرے قابو مین
چٹکیان لے رہے ہو زانو مین — کیا نہ بیٹھون تمہارے پہلو مین
وصل کی شب ہو تم ہو پہلو مین — پھر بلا سے نہ دل ہو قابو مین
میری قسمت کا بل یہی تو ہے — پڑ گیا ہے جو تیرے ابرو مین
اے مرے دل کی خانہ ویرانی — مجھکو پہونچا دے عالمِ ہو مین
عشق مین کس کی روک تھام کرون — نہ طبیعت نہ دل ہے قابو مین
تم کو دیکھا مگر نہین دیکھا — اپنی محفل مین اپنے پہلو مین
دلِ دیوانہ کا ٹھکانا کیا — کاش رہ جائے اُنکے گیسو مین
دل پریشان ہے پیچ مین پڑ کر — پیچ وہ ہے جو تیرے گیسو مین

نہین معلوم دل پہ کیا گذری ٹکڑے آتے ہین سرخ آنسو مین

پُر اثر ہے ترا کلام ضیا
کہنے ہی کو اثر ہے جادو مین

بڑھتی چلی ہے جی کے الجھن دلکو سنبھالے جاتا ہون دیکھیے آگے عشق مین کیا ہو لوگ بہت سمجھاتے ہین
حسن کے چنچلے نور کی ٹکڑے دلمین سمائے جاتے ہین ہائے یہ بھولی صورت والے آنکھونکو کیسے بھاتے ہین
ہجر کی راتون کا سناٹا اور اداسی کا وہ عالم کاش انھون نے دیکھا ہوتا سنکر جو گھبراتے ہین
خاک کلیجا ٹھنڈا ہوگا خوب بہا رونے بھی نہین دیتے اور بھی آنسو پونچھکر وہ تو دل کی لگی بھڑکاتے ہین
پوچھ نہ ہمدم وجہ تاسف دل پہ چھری سی لگتی ہے کچھ تو ایسی چوٹ لگی ہے جسپر ہم پچھتاتے ہین
جاتی ہے کوئی دل کی الجھن روتے ہنسنے سے شب فرقت لوگ جتاتے غم مین کیونکر اپنا جی بہلاتے ہین

آپکا عاشق آپکا شیدا آپ پہ مرنیوالو ہین
ہے جو ضیا اک درد رسیدہ اسکو کیون تڑپاتے ہین

بیان درد پہ بولے مرے گمان مین نہین جگر مین ہوگا مگر آپ کے بیان مین نہین
مرا قیام کہین دورِ آسمان مین نہین جگہ ٹھہرنے کی ڈھونڈھو تو اس جہان مین نہین
یہ کہتے کہتے شب ہجر آگیا کچھ صبر وہ کیا کرین کہ اثر ہی مری فغان مین نہین
پکارتی ہے سرِ شام بے قراریِ دل چلوگے بزمِ حسینانِ خوش نشان مین نہین
وہ رشک سمجھے اسے کیا کہون نصیب کی بات کہین یہ ذکر عدو میری داستان مین نہین
ذلیل عشق تمہارا ہون بات اتنی ہے خدا گواہ کہ مجھسا کوئی جہان مین نہین
بغیر شمع اندھیرا سا ہے پڑا ۔ یعنی جو وہ نہین ہین تو رونق مرے مکان مین نہین
ادھر سے پردے ہی پردے مین سو طرح کے سوال کلام کرنیکی طاقت یہان زبان مین نہین

اجل بھی آئی ہی بالین پہ کب کہ کہتی ہے — تو نہین سی جہان ہی باقی کچھ اشتیاق نہین

ٹھہر ٹھہر کے تڑپنا یہ جی کی خواہش تھی — تڑپنے کا بھی سلیقہ دلِ تپان مین نہین

لگی ہو اپنی ہی اک مستقل مزاجی کی — وگرنہ کونسی شی ہی جو اس جہان مین نہین

غریب دل پہ عجب وقت ہی کہ کہتا ہی — انیس درد محبت کوئی جہان مین نہین

ضیا کہان مجھے پہونچا گئے مری احباب
کہ بیکسی کے سوا کوئی جس مکان مین نہین

ردیف واؤ

کسی کا نام جب ورد زبان ہو — خیال غیر پھر دل مین کہان ہو

کہون پھر اپنے جی کی بات کس سے — تمھین تو ایک دل کے رازدان ہو

کہین سوزِ جگر سے جل بجھے دل — کہ آہو نہین نہ ظاہر کچھ دھوان ہو

وہ سمجھانے سے پھر راضی ہوئے ہین — الٰہی اب نہ دشمن آسمان ہو

تمھارا نام سنتا ہون ہین لیکن — نہین معلوم کیسے ہو کہان ہو

مرے سینے مین یون ہی تیر قاتل — کہ جیسے زخم کے منھ مین زبان ہو

جو سونگھی زلف مشکین وہ یہ بولے — ذرا تم ہوش مین آؤ کہان ہو

اسی دل کو ملیگی لذت وصل — اٹھائی ہجر کی جو سختیان ہو

چلا جائیگا اس حیلے سے وہ بت — ابھی یارب مسجد مین اذان ہو

اگر پہونچی فلک تک آہ تو کیا — وہان بھی تو یہ پہونچے تم جہان ہو

مری آنکھین بھی دیکھین کچھ تماشا — ذرا اب غیر کا بھی امتحان ہو

رہے فکرِ کمر مین جو ہمیشہ — نہ کیون عنقا صفت وہ بی نشان ہو

جو عکسِ چہرۂ پُر نور پڑ جائے — دلِ آئینہ حیرت کا مکان ہو
دعا کے واسطے یارب دمِ قتل — مرا ہر موئے تن گویا زبان ہو
پسِ محمل میں یہ ہجاؤ نگاتھک کر — عنایت کی نظر ای ساربان ہو
نہ دیکھ اُسکی طرف ای چشمِ حسرت — کہیں ایسا نہو وہ بد گمان ہو
ہو مسکن ہمارا کوئے جانان — مبارک شیخ کو باغِ جنان ہو
خدا آباد رکھے تیری بھٹی — ادھر بھی اک نظر پیرِ مغان ہو

بہارِ گلشنِ شعر و سخن کے
ضیا تم عندلیبِ خوش بیان ہو

ابھی کچھ حالِ بیمارِ محبت دیکھتے جاؤ — کسیکی غم میں اب کیسی ہی صورت دیکھتے جاؤ
ادھر زلفیں بناتا ہو تمیں افشان چنتا جاتا ہوں — اودھر تم آئینے میں اپنی صورت دیکھتے جاؤ
تمھارا ہو گیا ہی جب گذر گورِ غریبان میں — ذرا حسرت بھری آنکھوں سے تربت دیکھتے جاؤ
سرِ شام آج بن ٹھن کر وہ بت آیا ہی کوٹھے پر — کہاں ہو عاشقو خالق کی قدرت دیکھتے جاؤ
نظر پھیر و نہ یوں تم اپنے بیمارِ محبت سے — اگر آنکھوں میں کچھ بھی ہی مروت دیکھتے جاؤ
رہا کرتی ہی اُلجھن سی خیالِ زلفِ جاناں میں — بڑھی جاتی ہی میرے دلکی وحشت دیکھتے جاؤ
نکل آئے ہو تم ای شیخ جی جب اُنکی کوچہ میں — تو آنکھوں سے بہارِ باغِ جنت دیکھتے جاؤ
سنا ہی میں نے لوگوں سے کہ تم رشکِ مسیحا ہو — ذرا آکر کسیکی غیر حالت دیکھتے جاؤ
شبِ تارِ لحد میں ہی غضب کی روشنی پھیلی — بنا ہی داغِ سوزان شمعِ تربت دیکھتے جاؤ
حیا کچھ کہکے سمجھا دے نگاہِ شوخِ جانان کو — اب اسکی بڑھتی جاتی ہی شرارت دیکھتے جاؤ
اُٹھے جس طرح تم تنہا تڑپتا چھوڑ کر مجھکو — یونہیں اُٹھتا ہی دل میں دردِ فرقت دیکھتے جاؤ

چلے ہو ساتھ غیرون کے جو تم عاشق کی تربت پر
ہوئی ہی ہر طرف برپا قیامت دیکھتے جاؤ

ضیا پڑھکر غزل بزم سخن مین یون پکارونگا
کہان ہو شاعرو میری طبیعت دیکھتے جاؤ

ضبط کر اتنا کہ اُف بھی دلِ ناشاد نہو
عشق صادق ہو تو نالہ نہو فریاد نہو

کہو نہین جسے وہ آپکی بیداد نہو
نہ سنین آپ جسے وہ مری فریاد نہو

صبر پھر مجھکو کسے دیکھکے آئے ای چرخ
اپنے پہلو مین اگر یہ دلِ ناشاد نہو

آسمان اور زمین دونون اُسی بت کے ہین
خاک میری جو خدا چاہے تو برباد نہو

گفتگو کرتی ہے اس طرح گلون سے بلبل
کان مین کہدے صبا باغ مین صیاد نہو

کوچہ یار سے پُر درد صدا آتی ہے
دیکھو نالان کہین میرا دلِ ناشاد نہو

خانہ چشم سے باہر پہ نکلنے کو ہین
آبرو اشکون کی میرے کہین برباد نہو

ہم تو اللہ سے ای بت یہ دعا کرتے ہین
تجھسا دنیا مین کوئی بانی بیداد نہو

کوئی شمشیر مجھے دے تو گلا خود کاٹون
خلق مین شہرہ بیرحمی جلاد نہو

دیکھو آئینہ دل میرا سنبھلکر اے جان
کہین اسمین بھی کوئی تما پریزاد نہو

مجھپہ تو روز نئی مشق جفا ہوتی ہے
چرخ کیواسطے کوئی ستم ایجاد نہو

نام اپنا جو کیا چاہتی ہے مقتل مین
اے قضا دیکھ ذرا شرکت جلاد نہو

ملنے آئے بھی اگر مجھسے تو رقیبون کے ساتھ
کسی صورت دلِ رنجور غرض شاد نہو

لامکان تک بھی جو دنیا سے چلا جاؤن مرکر آج
کیا مزا ہو جو وہان بھی پریزاد نہو

کھینچ تو لین کسی کی شکل تصویر تری
دل مین شرمندہ جو مانی نہو بہزاد نہو

بدگمانی سے مری پوچھلو بتلا دیگی
راستہ غیر کے گھر کا جو تمہین یاد نہو

کمسنی کا ہو برا ہائے مرا دل لیکر
بھول جاتے ہین وہ ایسا کہ کبھی یاد نہو

جس سے شاکی ہے ترا سارا زمانہ ای چرخ
ظلم ایسا تو مرے بعد اب کوئی ایجاد نہو

سنتے ہین اُس بت بیرحم کا دل ہے پتھر
کہین تاثیر مرے نالونکی برباد نہو

یاد آجاتی ہین رہ رہ کی تری جور و ستم
یہ فراموش ہین ظالم تو تری یاد نہو

لطف کیا ہمکا جو اغیار کرین قطع کلام
ای ضیا بات وہ ہی جسپہ کچھ ایراد نہو

جلاتی سبکا دل دیکھا ہمیشہ گلعذارون کو
دیا داغ جدائی بیوفاؤن نے ہزارون کو

نہ سمجھے کوئی تلوارون سے کم انکی اشارونکو
سپر بنکر ہمارے دل نے روکا آج وارون کو

تڑپتے رات کٹتی ہے اجی ہم دلفگارونکی
گھڑی بھر بھی نہین آرام ملتا بیقرارون کو

جو پھر فاتحہ آج آئے لیکے ساتھ یارونکو
بہت رو لیگے وہ دیکھکر اجڑی مزارون کو

چھپی ہے چاند ماتھے پر سے افشان کس قیامت کی
مسخر کر لیا ہے چشم بد دور آج تارون کو

جلا دینگے یہ اکدن دیکھ لینا دشمنونکا گھر
اجی سمجھا ہے کیا تم نے ان آہون کے شرارون کو

زمین کو چھ جانا ہی ہے بڑھکر تخت شاہی سے
فلک بیٹھا ہوا رہنے دے تو ہم خاکسارون کو

کیا اندھیر اک سرمہ لگا کر تم نے آنکھونمین
جدھر دیکھو گی ایجان مار ڈالو گی ہزارون کو

اجی تم آفتین ڈھاتی ہو گھر مین بیٹھے بیٹھے اب
ٹہلتے دیکھتے ہین ہم پس دیوار یارون کو

بہت سرو و صنوبر باغ مین ایجان اکڑتی ہین
دکھا دو اپنی سج دھج آج چلکر وضعدارون کو

کسیکا بھی دل و ایمان و دین چھوڑا نہ محفل مین
نگاہ نازنی اُس شوخ کے لوٹا ہزارون کو

کچھ ایسا کر دیا خوش انکو میخانہ مین بلوا کر
دعا دیتے چلے جاتے ہین واعظ بادہ خوارون کو

اجی کس کے گلے سے تم لپٹ کر سوئی تھے شب بھر
ذرا دیکھو تو کیسا کر دیا پھولون کے ہارون کو

کھٹکتے رہتے ہین اغیار ہر دم اپنی آنکھون مین
جگہ رہنے کی دی ہے آبلون مین ہم نے خارون کو

کرو گے حشر کے دن کونسی ایجان عیاری
ابھی تو ٹالتے ہو ایک وعدہ پر ہزارون کو

مین روتا ہون تو کیون انکی لب لعلین کو جنبش ہے
گنا کرتے ہین کیا بیٹھے ہوے اشکون کے تارون کو

اسے تیرے حوالے کرتے ہین اے چرخ گردان اب
ستاتا ہے غم جانان بہت ہم دلفگارون کو

خدا زندہ رکھے ان گلرخون کو روز آئینگے
ترسنے کیون لگی تربت مری پھولونکی ہارون کو

حسینان جہان بھلائین غیرون کو نہ کیون شامل
گلون نے اپنے پہلو مین جگہ دی جبکہ خارون کو

خدا کو دے رہے ہین امتحان صبر و تحمل کا
ستا لے جتنا جی چاہے فلک ہم خاکسارون کو

وبالِ جان کر کیواسطے ہو جائینگے صاحب
چھپاؤ تم نہ چوٹی مین اجی پھولونکی ہارون کو

قیامت تک نہین ملنے کی اب امید دنیا مین
خدا نے یون چھڑایا مجھسے میرے غمگسارون کو

مجھے آتا ہے رونا نام کس کس کا بتاؤن مین
فلک کے ہاتھ سے لٹتے ہوئے دیکھا ہزارون کو

انھین ہر رنگ سے دیکھا نہ کچھ بوئے وفا پائی
خدا نے حسن کیا جانے دیا کیون گلعذارون کو

خبر کچھ بھی نہ لی گورِ غریبان مین کبھی آکر
وہ ایسا بھول بیٹھے بعد مردن خاکسارونکو

لئے جاتی ہین ہاتھون ہاتھ میت باغ کی جانب
خوشی عاشق کو مرنیکی ہوئی ہے گلعذارون کو

سلا کر قبر مین ہم کو کچھ ایسے ہوگئے غافل
کہ بھولے سے نہ یاد آئے ضیا افسوس یارونکو

میرے دل کا دھوان نکلنے دو
اپنی محفل مین مجھکو جلنے دو

تیر مژگان کو اپنے تنے چلنے دو
کسی صورت تو دل بہلنے دو

درد دل کی کہون گا پھر حالت
ابھی پہلو مجھے بدلنے دو

راہ پر ہم ضرور لائینگے
چال چلتے ہین وہ تو چلنے دو

پھر اٹھانا نقاب چہرے سے ‏— ابھی ٹھہرو مجھے سنبھلنے دو
وصل کی شب بھی ہو چلی آخر ‏— کچھ تو ارمان دل نکلنے دو
دیکھیں کیونکر نہ ہو اثر تم پر ‏— آہ دل سے کوئی نکلنے دو
خود ہی کہدینگے جنتی پی ہوگی ‏— شیخ جی کو ذرا اور بہلنے دو

کہتی ہے گرمیِ کلام ضیا
جلنے والوں کو اور جلنے دو

پتھر ہے کسی شوخ کا دل ہو کہ جگر ہو ‏— ہم دیکھیں اے چرخ جو نالوں میں اثر ہو
دل میں ہو کبھی درد کبھی نور نظر ہو ‏— پھر بھی نہیں معلوم کہاں تم ہو کدھر ہو
بے پوچھے چلا آیا ہوں میں خلد میں یارب ‏— یہ بھی کسی پردہ نشیں کا کہیں گھر ہو
یہ رات تو کٹ جائے کسیطرح الٰہی ‏— پھر میں نہ کہونگا شب فرقت کی سحر ہو
رفتار کسیکی ہے تو نالے ہیں کسی کے ‏— مشکل میں قیامت ہے ادھر ہو کہ ادھر ہو
کچھ اور مزا آئے تڑپنے میں شب غم ‏— کچھ اور ترقی پر اگر دردِ جگر ہو
تم کوسنے مجھے اور میں دوں تمکو دعائیں ‏— افسوس نہ اسپر بھی محبت کا اثر ہو
آپس میں نہ کچھ تفرقہ ڈالے فلک پیر ‏— اچھا ہو جو محشر میں یہ بانیِ شر ہو
رندوں نے چھلکا ہی دیا واعظ کو یہ کہکر ‏— ذمہ ہے ہمارا جو کسیکو بھی خبر ہو
آنکھوں کو سمجھئے مری یا دل کو سمجھئے ‏— جس گھر میں نہیں آپ وہ ویران وہ گھر ہو
اغیار سے کچھ رشک نہ تم سے کوئی شکوہ ‏— اپنی ہے یہ قسمت نگہ لطف جدھر ہو
مرنا بہت اچھا ہے تڑپ کر شب فرقت ‏— شاید اسی صورت سے انہیں میری خبر ہو
اس ظلم و ستم پر تری اتنا ہے تحمل ‏— پھینکوں میں زبان کاٹ کے فریاد اگر ہو

فرقت کی مصیبت کوئی دل سے مرے پوچھے	دن رات تڑپتے ہی تڑپتے ہی بسر ہو
کچھ اور بھی بڑھ جائے مری اشک روانی	جب یار کا دامن ہو مرا دیدۂ تر ہو
ہے طول فقط دیکھنے ہی کو شب فرقت	[illegible] سو وقت سحر ہو
کہنا کسی ظالم کا یہ رہ رہ کے شب وصل	اللہ کرے آج بہت جلد سحر ہو
آئے ہو جو مقتل میں تو خالی نہ پھرو تم	اک ہاتھ میں ہو تیغ تو اک ہاتھ میں سر ہو

اس طرح کہو اُن سے ضیا رازِ دل اپنا
اس کان کی اُس کان کو مطلق نہ خبر ہو

فتنے نہین اُٹھین کہ قیامت بپا نہو	تم چاہو اپنی چال سے ایجاد تو کیا نہو
ہے تمکو ناگوار تو اے جان خفا نہو	سی دو لبون کو میرے کہ کوئی گلا نہو
کہتا ہے کون ہے یہ کہ مجھپر جفا نہو	مطلب یہ ہے کہ غیر پہ لطف و عطا نہو
نالہ نہو لبون پہ کہ آہ رسا نہو	جب ضبط حد سے گذرے تو بتلاؤ کیا نہو
جنت کی حورین تم سے ہون بڑھکر خدا کرے	یہ بانکپن یہ ناز یہ پیاری ادا نہو
دل ہی نہو تو اچھا ہے انسان کے لئے	دل ہو اگر تو دل مین کوئی حوصلا نہو
اس رشک سے تمہین کہو مرجاؤن یا نہین	وعدہ ہو مدعی سے مرا مدعا نہو
پچھتا رہا ہون کر کے مین دکھ درد کا بیان	اُس بیوفا کے آگے کہین یہ گلا نہو
دیتا ہے جان نام محبت پہ غیر بھی	تمکو یقین ہے کہین ایسا ہوا نہو
پردہ یونہین ہے طالب دیدار سے اگر	میدان حشر بھی کہین سونا پڑا نہو
رو کر کہا جو مین نے کہ اب مجھ مین دم نہین	اُس سنگدل کی سُنئے کہ سنکر کہا نہو
اس شکل سے وہ بیٹھے ہین آئینہ دیکھنے	آنکھین ہین چار سو کہ کوئی دیکھتا نہو

قاصد سے کہنے کو تو کہا اپنا حالِ دل
اب یہ پڑی کہ سُنکے کہین وہ خفا نہو

ہوتے ہین بدگمان وہ ہر بات پر مری
خاموش بیٹھنے کا بھی شاید گلا نہو

امیدوار رحم ہون کچھ رحم چاہیے
یہ کس طرح کہون ستم ناروا نہو

کرتے ہو بد دعا جو مجھے ہاتھ اُٹھا کے تم
یہ کوسنا کہین مرے حق مین دعا نہو

دیکھو کسیطرف وہ نظر آئےگا ضرور
کچھ بات ہے کہ بزم سخن مین ضیا نہو

غیر پر لطف ظلم ہمپر ہو
کچھ تو انصاف بندہ پرور ہو

لوگ کہتے ہین تم ستمگر ہو
مجھسے پوچھو تو میرے دلبر ہو

اپنا دُکھ درد کہکے دیکھ لیا
کیا پسیجے وہ دل جو پتھر ہو

اُسکا تدبیر سے بنے کیا کام
جسکا بگڑا ہوا مقدر ہو

ایک ہم ہین کہ ہین بُرے سب سے
ایک تم ہو کہ سب سے بہتر ہو

جب مین جانون کہ سوئے چین سے تم
شب غم نالہ میرے لب پر ہو

فیصلہ وصل و ہجر کا ٹھہرے
جس گھڑی ہم ہون تم ہو خنجر ہو

جان یون تو قضا بھی لیتی ہے
دل اُسے دون جو تمسا دلبر ہو

تیرا دیدار چاہتے ہین ہم
کون کہتا ہے یہ کہ محشر ہو

جان دیتے مگر نہ دل دیتے
کیا خبر تھی کہ تم ستمگر ہو

ہجر معشوق اور پھر جینا
اس سے مر جائین ہم تو بہتر ہو

ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہین آہین
سچ ہے کوئی نہ گھر سے بے گھر ہو

موت اُسوقت کی بہت اچھی
اُن کے زانو پہ جب ہمارا سر ہو

آدمی ہو اسی کے ہاتھوں تنگ
دل نہ پہلو مین ہو تو بہتر ہو

دوست دشمن کو جو نہ پہچانے
اُسکے دل مین کسیکا کیا گھر ہو

دل بیتاب آج یون ٹھہرا
جیسے ٹھنڈا کوئی تڑپ کر ہو

آسمان و زمین سے کیا مطلب
تیرے در پر ہمارا بستر ہو

غیر سے پھول کی ہے فرمایش
دل کے لینے کا ایسا تیور ہو

ان حسینون پہ جان دے وہ ضیا
زندگی اپنی جسکو دوبھر ہو

خدا کی ذات سے امید یہ نہ تھی مجھکو
کہ چین دیگا انہین اور بیکلی مجھکو

ملا تو کہیئے مجھسے کبھی کبھی صاحب
پھرا رہی ہے یہ حسرت گلی گلی مجھکو

سمجھ گئے ہین اگر مدعاے خاموشی
کچھ اور بھی وہ سنائین بُری بھلی مجھکو

کسیکو دے جو کوئی دل تو دیکھ بھالکے دے
ہزار حیف نہ سوجھی یہ پہلی ہی مجھکو

شب فراق پکارون کسے خدا کے سوا
کہ مارے ڈالتی ہے میری بیکلی مجھکو

مزا ہے جب کہ وہ جلوہ دکھا کے ہوش مین لائین
الٰہی پہلی ہی آجائے بیخودی مجھکو

نہ کرنا آہ کہین بزم مین جو بیٹھا ہے
اشارہ کرتی ہے یہ اُنکی نازکی مجھکو

خدا کیواسطے کھوتا ہے وقت کیون اے شیخ
تو اپنی راہ لے کرنے دے میکشی مجھکو

شب فراق بھی کہتی ہے موت آئے تجھے
دکھا رہی ہے یہ دن اُنکی عاشقی مجھکو

زمین کوچۂ جانان سے دل نہین ہٹتا
ملا رہی ہے یہ مٹی مین جیتے جی مجھکو

مین غیر ہی کی طرح اُنکی بزم مین جاتا
یونہین سہی وہ سمجھ لیتے غیر ہی مجھکو

شب فراق کی گھڑیان ہوئین قیامت کی
پہاڑ ہوگئی دو دن کی زندگی مجھکو

مین کہہ رہا ہون کہ دل پس گیا مرا کیونکر
دکھا رہے ہین وہ مہندی پسی ہوئی مجھکو

کہان کی حور کہان کا بہشت اے واعظ
دکھا رہی ہو عجب سیر میکشی مجھکو

نظر سے اپنی گراؤ نہ اشک کی صورت
بتو خدا نے بنایا ہے آدمی مجھکو

جو چاہتا ہون کہون کچھ۔ کہا نہین جاتا
بنائے دیتی ہو بت انکی خامشی مجھکو

ہنسی ہنسی مین تو مین اُنسے دل لگا بیٹھا
رُلا رہی ہو ضیا اب یہ دل لگی مجھکو

لطف جب ہو زخم دل انگور ہو
زخم ہو پھر زخم سے ناسور ہو

نزع مین ہون پھر بھی اتنی دور ہو
تم بھی کیا میری طرح مجبور ہو

ہمسے اُن سے یونہین ہی رسم و راہ
ہونے کو اب جس طرح مشہور ہو

تیرہ بختی اُسکی کیا کہئے جسے
روز روشن بھی شب دیجور ہو

مدعا وہ ہے جسے تم مان لو
بات وہ ہو جو تمہین منظور ہو

مرنا جینا عشق مین دونون محال
میرا دشمن بھی نہ یون مجبور ہو

قصد تو بتخانہ سے کعبہ کا ہے
آگے جو اللہ کو منظور ہو

جسکو چاہے کے خدا دنیا مین عیش
گھر تمہارا خلد ہے تم حور ہو

قدر کے قابل ہو اُسکا اشتیاق
جسکو ہر اک بام کوہ طور ہو

سامنا آئینہ سے ٹھہرا اگر
منہ پہ کہدیگا کہ تم مغرور ہو

وہ ہمین رنجیدہ خاطر ہین ضیا
جسکو دنیا دیکھکر رنجور ہو

اُس صنم مین جیسے ہم ہین غیر ونکا گذر کیون ہو
ظالم کو خیال اتنا [illegible]

جس رات نہ تو آئی مین جی سے گذر جاؤن
گھٹ گھٹ کے رہے دم کیون مر کے سحر کیون ہو

نالے ہون کہ آہین ہون تاثیر بھرے سب ہین
سیدھی ہو اگر قسمت اُلٹا ہی اثر کیون ہو

رونا بھی مرا رونا دامن بھی مرا دامن
سوکھے جو سو کھانے سے پھر اشکون سے تر کیون ہو

پی سامنے واعظ کے یہ سوچ لیا دل مین
اللہ کا ڈر ہوتے انسان کا ڈر کیون ہو

کیا شی ہے لڑکپن بھی۔ اسپر وہ بگڑ بیٹھے
کیون پیار سے یہ پوچھا تم رشک قمر کیون ہو

اتنا بھی نہین کوئی پوچھے جو ضیا ہم سے
کیا دل پہ گذرتی ہے تم خستہ جگر کیون ہو

کوچے سے نکلواتی ہو عبث ہم ایسے وطن آوارونکو
رہنے دو پڑے ہین ایکطرف کچھ دیتے ہو کیون بیچارونکو

چھپ جانا بھی کیا ہوتا ہے جس طرح کبھی دیکھا ہی نہین
یون آنکھین ترستی ہین اپنی اے یار تری نظارونکو

روگی جو تمہارے عشق کے ہین جیتے ہین تمہاری آس پہ وہ
دو چار دنون یہ خدا کیلئے دیکھا تو کرو بیمارونکو

ہمشکل کسی مژگان کے جو تھے تو دلمین ہمارے چبھنا تھا
افسوس کہ اے صحرا جنون چبھنا بھی نہ آیا خارونکو

ہر شہر مین ہے سناٹا سا ہر کوچے مین خاک اُڑتی ہے
جس دن سے ترے دیوانون نے آباد کیا کہسارونکو

کچھ اشک نہ تھے نا شمع کہین آنکھون سے بہانا بیٹھے ہوئے
ہو بزم طرب یا بزم عزا ہے ایک سی غم کے مارونکو

تھوڑی سی رہی ہے رات ضیا کچھ مانگ دعائین خالق سے
بہتر ہے اسی مین ہو جو سحر پھر شام سے گننا تارون کو

جب مین دل دے ہی چکا ہون دے رسوا مجھکو
تو سمجھ رکھتا ہے ناصح تو نہ سمجھا مجھکو

دل کا آجانا کہین راس نہ آیا مجھکو
جیتے جی رونے لگی میری تمنا مجھکو

کوئی پہلو مین یہ رہ رہ کے صدا دیتا ہے
نیمجان ہون بہت اے درد نہ تڑپا مجھکو

غور سے دیکھنا آفت ہے حسینون کی طرف
ہر ادا کہتی ہے کیون آپنے دیکھا مجھکو

چٹکیاں لے مرے دل میں کہ پہلو میں رہے
حسن والوں میں کوئی چاہیے ایسا مجھکو

انکو بیدرد جو کہتا ہوں تو فرماتے ہیں
دے دے اپنا کوئی دکھتا سا کلیجا مجھکو

تجھسا معشوق ہو۔ مجھسا ہمہ تن دل عاشق
تو نہیں۔ مان گئی تیری تمنا مجھکو

اک فقط درد جگر ہو تو کہا بھی جائے
روگ سو طرح کے سو طرح کی ایذا مجھکو

دیکھا جاتا نہیں اغیار کو آتے جاتے
دفن کردے کوئی اس کوچے میں جیتا مجھکو

آدمی ہجر میں گھبرا کے بھی مرجاتا ہے
بیکسی پر بھی ہوا موت کا دھوکا مجھکو

تم نے کاٹی ہو ضیا ہجر کی رات آنکھوں میں
اترا اترا سا نظر آتا ہے چہرا مجھکو

ہجوم غم میں ٹھکانے لگا دیا دل کو
جگر کی ہوک نے اٹھکر بٹھا دیا دل کو

کچھ آرزو تو نہ تھی درد عشق سہنے کی
یہ روگ ہائے مرے اللہ کیا دیا دل کو

عجب مزہ ہے مرے چپکے چپکے رونے میں
بھلا ہو اسکا کہ جسنے دکھا دیا دل کو

نہ دیکھا یہ کہ ہے تصویر بھی مری اس میں
کسی نے خاک میں لیکر ملا دیا دل کو

نصیب اپنا اور احسان دینے والے کا
ہزار دکھ نہیں اک حوصلا دیا دل کو

کہاں سے آئیں یہ بے تابیاں شب فرقت
ارے یہ کسنے تڑپنا سکھا دیا دل کو

ضیا نجھے کہیں اب بھی لگی محبت کی
ذراسی آگ نے بالکل جلا دیا دل کو

یہ جانتے کہ ہنسنے ہیں کسی سے رونے کو
تو دل سے پہلے ہی کہدیتے خون ٹپکنے کو

شب فراق ہے رہ رہ کی شور نالۂ دل
ترس گیا ہوں اجل پوری نیند سونیکو

وہ نامراد مُرا ہوں کہ کہ رہا ہے شباب
یہ عمر پائی تھی الفت میں جان کھونیکو

نہ کھٹکون چشمِ فلک مین نہ مین قبول کرے
مٹا تو ہون ترے کوچہ کی خاک ہونیکو

ہوا جو صدمہ بیچارگی سے دل پانی
رہا نہ وہ بھی کلیجے کا داغ دھونیکو

عجب نہین کہ شب ہجر جی بہلجائے
جگر ہو دکھنے کو دل بیقرار ہونیکو

گمان تھا کہ رہیگا تمہارے آنچل مین
نہ جانتے تھے کہ دل لے رہے ہو کھونیکو

کسی نے بزم مین اپنی جگہ نہ دی افسوس
جہان مین آہ ہم آئے تھے خوار ہونیکو

ضیا فلک نے تمہین شام سے نہ سونے دیا
سحر قریب ہے اب کیا چلے ہو سونے کو

ردیف ہائے ہوز

فلک ستا رہی ہوون کا نہ حال پوچھو کچھ
نہین بیان کی قابل گذرتی ہے جو کچھ

عدو کو غم مین رہو چپ یہ بات کونسی ہے
مرے ستانے کی ترکیب اور سوچو کچھ

تمہارے چاہنے والونکا زخم دل ہو نہین
جو کہ رہے ہو رقیبون سے اسکو چھیڑو کچھ

چلا ہے کوچۂ الفت مین ٹھوکرین کھانے
مرے عوض مرے دلکو تمہین سمجھا دو کچھ

یہ کیا کہ وصل کی شب خامشی مین کٹتی ہے
تم اپنی کہتے نہین تو ہمین سے پوچھو کچھ

مین دل سا مال تمہین اک ادا پہ دیتا ہون
اٹھا لو چپکے سے اچھا برا نہ دیکھو کچھ

بھلا ہوا یہ کہ تم دیکھنے نہین آئے
شب فراق کی بپتا بیان پوچھو کچھ

مین داد چاہتا ہون اور وہ یہ کہتے ہین
خدا کرے تری فریاد مین اثر ہو کچھ

تمہارے وصل کی امید پر جیین کب تک
خموشیون مین نہ ٹالو زبان سے کہدو کچھ

جگر جلاتی ہے کیا کیا لگی محبت کی
اسے تو یار ہمارے ہی دل سے پوچھو کچھ

مین کچھ نہین ہون تو کیا بندۂ خدا بھی نہین
جو تم اتنا تو سمجھو اگر نہ سمجھو کچھ

سوالِ وصل کیا ہی جو غیر نے تم سے — ابھی زبان نہ دو مجھسے پہلے سُنلو کچھ

ضیا اگر ہے تمھین شوخیِ کلام کی دھن
ابھی محاورے اہلِ زبان کے سیکھو کچھ

دل کو جو کچھ کہو بُرا ہے یہ — مین نہین تمکو چاہتا ہے یہ

زلف دکھلاتے ہین مجھے یعنی — اس سے ڈرئے بڑی بلا ہے یہ

مار ڈالا تری خموشی نے — کچھ تو کہہ کونسی ادا ہے یہ

قابل دید حسن اُس کا ہے — مین نے دیکھا نہین سُنا ہے یہ

کچھ نہ سمجھے مجھے مگر اتنا — کہ کوئی بندۂ خدا ہے یہ

دیکھین ہم پر ہے کیا گمان اُنکا — کوئی کہدے کہ بیوفا ہے یہ

کہہ رہی ہے یہ دل کی بیتابی — کہ مرا درد آشنا ہے یہ

دل جو لیتے ہو لو مگر حسن لو — پلّے درجے کا بے کہا ہے یہ

اپنا مطلب کہا نہین جاتا — تم سمجھ جاؤ مدعا ہے یہ

دل مین رہنے کو کہتے ہین کہئے — بات بیجا ہے یا بجا ہے یہ

پوچھ لو حال کچھ ضیا کا بھی
تم پہ سو جان سے فدا ہے یہ

ردیف یائے تحتانی

کوئی جاناں کی جو خاک ای حور عین آنکھو نمین ہے — مین سمجھتا ہون کہ جنت کی زمین آنکھون مین ہے

نور بنکر آجکل اک مہ جبین آنکھون مین ہے — اسلئے کوئی سماتا ہی نہین آنکھون مین ہے

ان حسینانِ جہاں پر کیا مین ڈالون گا نظر — اک زمانے سے کوئی پردہ نشین آنکھون مین ہے

جلوہ گر بھی ہو تو کیا مجھکو نظر آئے وہ ماہ
شکل پردہ دودِ آہِ آتشین آنکھون مین ہے

جسکو دیکھا مرغ بسمل اسکو دم بھر مین کیا
ہے نگہ انکی کہ تیر دل نشین آنکھون مین ہے

تیری غم مین روتی روتی آبلون سے کم نہین
شکل نشتر آج تار آستین آنکھون مین ہے

کس طرح ہو کی نگاہِ لطف عاشق پر کبھی
جب حجاب اتنا کسیکی شرمگین آنکھون مین ہے

اسقدر اس شوخ کا مجھکو تصور ہے مدام
دل مین رہتا ہے کبھی وہ مہ جبین آنکھون مین ہے

آنکھ اٹھا کر کیون نہین تم دیکھتے ہو صبح وصل
اسقدر شرم وحیا کیون شرمگین آنکھون مین ہے

اک اشارے مین کوئی بیجان کوئی بسمل ہوا
کیا اثر اے شوخ تیری سرمگین آنکھون مین ہے

قاف مین پریان تو حورین ہین بہشتو مین خجل
کس قیامت کی ادای نازنین آنکھون مین ہے

شوق ہے دلکو یہان مٹکے ہم ہوجائین خاک
گڑ گئی اب اسکی کوچے کی زمین آنکھون مین ہے

ڈھلگیا منکا ترے غم مین مریضِ عشق کا
دم لبون پر ہے نگاہِ واپسین آنکھون مین ہے

شوخی و ناز و ادا انداز سب موجود ہین
اک مروت ہی نہین ان سرمگین آنکھون مین ہے

کیون وہ نظرون مین سماتے ہین کیسی ہی ضیا
انکار رہنا جبکہ ممکن ہی نہین آنکھون مین ہے

اک لحظہ غم ہجر مین دل شاد نہین ہے
نالے نہین لب پر ہین کہ فریاد نہین ہے

کافر نہین وہ بت ہے کہ جلاد نہین ہے
بیرحم نہین یا ستم ایجاد نہین ہے

ہے کون وہ ویرانہ جو آباد نہین ہے
مجنون نہین صحرا مین کہ فرہاد نہین ہے

ظلم و ستم و جور و جفا وصل سے انکار
عاشق کیلئے کونسی بیداد نہین ہے

دھوکا تو نہین بلبل شیدا کو دیا ہے
کیا بات ہے گلشن مین جو صیاد نہین ہے

کیون طفلِ ستمگر ہی کو بدنام کرو ہو مین
کیا پیر فلک ظلم کی بنیاد نہین ہے

کیا چین ملے بلبل شیدا کو چمن مین
گلچین نہین موجود کہ صیاد نہین ہے

بل ابروؤن کے مجھکو دکھاتا ہی جو قاتل
کیا مجھپہ روان خنجر بیداد نہین ہے

کیون سرو جوانی پر اکڑتا ہے چمن مین
کیا اور کوئی غیرت شمشاد نہین ہے

تھا نام کو اُسکا بھی پتا اب نہین ملتا
پہلو مین تو وہ بھی دل ناشاد نہین ہے

کیا خوف ضیا ہو نہ مجھے کیون بزم سخن مین
ہر شعر پر استاد کا کیا صاد نہین ہی

اب تپش دل کی ہمارے اسقدر ہونے لگی
خود طبیعت یار کی مائل ادھر ہونے لگی

کچھ نہ مطلب اپنا بر آیا سحر ہونے لگی
پھر جدائی تجھسے اے رشک قمر ہونے لگی

دل بھی گھبرایا کسیکا چشم تر ہونے لگی
اب ہماری آہ بھی کیا پر اثر ہونے لگی

اور ہونا تھا زیادہ یار کے پیش نظر
کیون کمی اب تجھمین اے درد جگر ہونے لگی

ڈھونڈھنے لیلی کو مجنون دشت جب جانے لگا
آگے آگے اوسکی الفت راہبر ہونے لگی

چل نہین سکتے تھے خود رنگ حنا کے بار سے
سایۂ گیسو سے اب دوہری کمر ہونے لگی

کچھ نہ پوچھو میری حیرانی پریشانی کا حال
اب تو یاد زلف و رخ شام و سحر ہونے لگی

یہ دل پر داغ سینے مین ہوا جلکر کباب
ہجر مین جب شدت سوز جگر ہونے لگی

روزن دیوار سے وہ جھانک لیتے ہین ضیا
اب تو مجھپر بھی عنایت کی نظر ہونے لگی

بدست ترک یا تری چشم سیاہ ہے
دل چھد گیا غضب کی تری ترچھی نگاہ ہی

پہلی سی ہی نظر نہ وہ مجھپر نگاہ ہے
کہئے تو کس سے آپ سے اب رسم و راہ ہی

کچھ دین سے غرض ہی نہ دنیا کی چاہ ہے
اُسکا گدا ہون مین جو دو عالم کا شاہ ہی

آنکھیں لڑا کے آتے ہین اغیار سے حضور — فرمائیے یہ کس لئے نیچی نگاہ ہے

شام شب فراق ہی یا زلف پرشکن — کالی بلا ہی یا کوئی مار سیاہ ہے

کرتی ہی کام تیر کا دل کی مناؤ خیر — کہدیتے ہین تو کہ یہ عاشق کی آہ ہے

کیا پوچھتے ہو حال تجاہل سے بار بار — تم پر عیان ہی دل سے اگر دل کو راہ ہے

کچھ اور ہی ہین یار کے انداز آج کل — پہلا سا ارتباط نہ وہ رسم و راہ ہے

اللہ رے یہ جذبۂ تاثیر حسن و عشق — تھامے ہوے وہ دل ہین ابھی لب پہ آہ ہے

خون اسکا کیجئے کہ بلا مین پھنسائی — دل کے سوا نہ اور کسیکا گناہ ہے

نالے مرے ہین کوندرہی ہین جو بجلیان — دل کا دھوان ہی آج جو ابر سیاہ ہے

بے طرح بگڑے بیٹھے ہین وہ بزم غیر مین — تیوری بھی ہی چڑھی ہوئی ترچھی نگاہ ہے

شیخ آرزوے حور مین مرتا ہی رات دن — مین نے جو دل کسی سے لگایا گناہ ہے

شام شب فراق جو چھائی ہے تیرگی — ہی دود دل کسیکا کہ بخت سیاہ ہے

قاتل کی میرے حشر مین حالت نہ پوچھئے — جب دم ہوئی پکار کوئی دادخواہ ہے

پہلو مین آکے بیٹھے ہین نیت ہی اور کچھ — کیا جانے انکی اندنون کیسی نگاہ ہے

کیا ہی مزے کی تو نے غزل لکھی ہی ضیا
ہر ایک کی زبان پر اب واہ واہ ہے

مبارک سیر ہو رضوان تجھے گلزار جنت کی — مری آنکھوں مین پھرتی ہی گلی اک حور طلعت کی

اگر وہ شوخ فتنہ ہی تو چال اسکی ہی آفت کی — غضب انداز ہین اسکی ادائین ہین قیامت کی

کچھ ایسی شام ہوتی ہی مرے شدت درد فرقت کی — تڑپکر رات کٹتی ہی نہ پوچھو کس اذیت کی

جو مین نے راہ مین انسے نہ ملنے کی شکایت کی — تو بولے کیا کرون عادت نہین صاحب مروت کی

قصور ہمین ہے کیا دل کا خطا کیا ہے طبیعت کی
کسے الفت نہین ہوتی جہا نہین اچھی صورت کی

جو عکس چہرۂ تابان پڑا اُس ماہ پیکر کا
ہوا سکتے مین آئینہ بنا تصویر حیرت کی

کسیکی صورت نے کیا ہے نقش اے حضرت واعظ
نہین مٹ سکتی لوحِ دل سے یہ تحریر الفت کی

پسِ مردن بھی مثلِ ماہ داغِ دل سے ہے روشن
ضرورت ہے تیرے کشتون کو ہوئی کب شمع تربت کی

نہ ٹہلو اب خدا کیواسطے گورِ غریبان مین
اجی دو ہی قدم چلکر بپا تم نے قیامت کی

ہماری ہی طرف سے غیر کے گھر روز جاتے ہو
کشش اکدن دکھا دینگی تمھین ہم جذبِ الفت کی

پسِ مردن بھی مجھ بیکس سے ہے دل مین غبار انکو
کیا کرتی ہین اب برباد اوڑا کر خاک تربت کی

نہ دی ناز وادا نے انکو فرصت وصل کی شب بھی
کبھی بگڑی کبھی روٹھی کبھی بیکار حجت کی

اُٹھے پہلو سے وہ میرے تو اک فتنہ کیا برپا
یہ کیا معلوم تھا چلکر خبر لینگے قیامت کی

مین رو دیتا ہون دل بیتاب ہو جاتا ہے گلشن مین
حکایت جب مین سن لیتا ہون بلبل سے مصیبت کی

ضیا پوچھونگا محشر مین دکھا کر داغ دل اپنا
حرارت بجھ گئی کیون آج خورشید قیامت کی

دل سے دلکو جو نہین راہ محبت کیا ہے
یہی باتین ہین تو پھر وصل کی صورت کیا ہے

وہ کرین مجھپہ جفا اسکی شکایت کیا ہے
بیوفا جو ہین وہ کیا جانین محبت کیا ہے

ہمسری کرتا ہے اُس سے یہ قیامت کیا ہے
سرو کو قامتِ دلدار سے نسبت کیا ہے

آئینہ دیکھنا اب چھوڑ کے چپ بیٹھے ہین
ہے سکتہ پڑا انہین دیکھے حیرت کیا ہے

نام یون لوگون سے دنیا مین سنا کرتا ہون
دیکھون آنکھون سے تو معلوم ہو جنت کیا ہے

جو گذرتی ہے دلِ زار سے پوچھے کوئی
کیا کہون مین شبِ فرقت کی مصیبت کیا ہے

مجمع غیر مین رہتا ہے جو مین جاتا ہون
ہائے کمبخت یہ محرومیِ قسمت کیا ہے

نہین معلوم کہ ہی وصل کا یا ہجر کا دن
ابھی کیونکر مین کہون روز قیامت کیا ہی

اُسنے کس پاس سے یہ گور غریبان مین کہا
ہای کس نیند مین سوتی ہین یہ غفلت کیا ہی

سنتے ہین بولتے ہین ناز و ادا کرتی ہین
پُتلے مٹی کے تو ہین دیکھیے قدرت کیا ہی

دیکھے جسکو وہ ہے طالب نظارہ ضیا
ان بتونکی بھی خدادادیہ صورت کیا ہے

وہ بت خدا نہین ہی ہان قدرت خدا ہے
اسکے سوا جو سمجھے بندے کی یہ خطا ہے

تمسا جہان مین خوش رو کیا کوئی دوسرا ہے
لو دیکھو اپنی صورت موجود آئینا ہے

جلوہ عیان ہی لیکن آنکھون سے وہ چھپا ہی
کھلتا نہین ہی پردہ کیا جانئے بھید کیا ہے

دو ہی قدم چلے وہ اک تہلکہ مچا ہے
فتنہ کہین اُٹھا ہی محشر کہین بپا ہے

آنکھون مین اسکے رہیے یا دل مین آکے رہیے
وہ گھر بھی آپکا ہی یہ گھر بھی آپ کا ہے

پھر خط مجھے دکھانا پہلے بتا یہ قاصد
اُسنے لکھا ہی اسکو یا غیر نے لکھا ہے

افسوس اپنے ہاتھون دل اپنا کھو کے بیٹھے
سوچے نہ پیشتر ہم انجام عشق کیا ہے

کام آئی چشم باطن دیکھا عجب تماشا
جو بے نشان ہی بالکل وہ دل مین آچھپا ہے

بیزار ان علل ہین اب ایجان تو لئے تو
بڑھکر مری وفا ہی یا آپ کی جفا ہے

صدمے مصیبتون کے سہتا ہون مین جو یارب
کیا جانے اور کوئی کچھ تو ہی جانتا ہے

سنکر سوال بوسہ نجاتے ہین جو دربت
مجھکو بتائے کوئی اسکا جواب کیا ہے

ہوتے ہین ایسے عاشق نام اسکا ہی محبت
کہتے ہین باوفا ہم گو کوئی بیوفا ہے

انجان ہو کے مجھسے وہ آج پوچھتے ہین
تو مر رہا ہی کسپر دل کسپر آگیا ہے

کہتا ہی ابتو وہ بت کیون جائین ہم یہان سے
دل تو خدا کا گھر ہی اسمین کسیکا کیا ہے

مرٹنے کی خوشی تھی آخر کو مرمٹے ہم | برباد کر چلے وہ اب انکی جی مین کیا ہے
رو کر کسیکا کہنا مجھسے یہ نزع کیوقت | کردو معاف جیسا جو کچھ مری خطا ہے
رخ سے نقاب اُلٹکر کیا ہے جو کہ رہے ہین | آنکھون سے بھی وہ دیکھو کانون سے جو سنا ہے
احسان نامہ بر کا کیون لینگے اپنے سر پر | ظاہر مین ہم وہ دو ہین دیکھے تو دل ملا ہے

چلکر ضیا کے شامل دیکھو تو باغ مین تم
آج آسمان پہ چھائی کس رنگ کی گھٹا ہے

شب کو وہ آکے زلف معنبر سونگھا گئے | سوتے مین ایک خواب پریشان دکھا گئے
اک خامشی مین لاکھ بلا ٹالدین گے ہم | اچھی وہ دل مین ٹھان کے پیشِ خدا گئے
ساقی نہ ہمسے پوچھ حساب و کتاب کچھ | جتنی ہمارے سامنے آئی چڑھا گئے
آؤ ادھر نہ جاؤ رقیبون کی بات پر | نادان جانکر وہ تمہین کچھ سکھا گئے

مٹکر ہوئے جو خاک تو اتنا ہوا ضیا
بنکر غبار آنکھون مین اُنکی سما گئے

اسکا کیا ذکر ہے ایجان کہ محبت نرہے | بات عاشق سے کرو وہ کہ کدورت نرہے
غیر کا اور سہارا ہے ترے ہاتھ انصاف | اُس سے الفت نہ رہی ہم سے عداوت نرہے
نہین معلوم یہ کس بات پر آج اُسنے کہا | چار دن کی ہے عجب کیا جو محبت نرہے
وہ کوئی بات نہین وہ کوئی مضمون نہین | جسمین پہرون سے مرے اُس شوخ کی حجت نرہے
فیصلہ اُنکا مرا ہے جو خدا کو منظور | غیر کو کوئی سرِ میدانِ قیامت نرہے
کیون گرفتار محبت ہون کسیکے یارب | اُس سے بہتر ہے کہ یہ دل کی طبیعت نرہے
سوچتے کیا ہین مٹا ڈالئے تربت بھی آج | آپکے دل مین کسیطرح کدورت نرہے

لاکھ وہ حشر کے دن جلوہ دکھائین اپنا
یہ تو ممکن نہین پھر دید کی حسرت نہ رہے

راہ میدان قیامت کی ہو چلنا مشکل
حشر تک ساتھ جو میری مری وحشت نہ رہے

یہ حسین اپنی نظر سے جو گرادین اسکو
قابل دید پھر آئینہ کی صورت نہ رہے

وصل مین پاس بلاتی ہین تو آتے بھی نہین
اور پھر کہتے ہین باقی کوئی حسرت نہ رہے

غیر کو کہتے ہین دیکھ او ذرا کوچہ مین
آپکی ہے یہی خواہش مری تربت نہ رہے

آئے ہو تم تو یہ جھگڑا ابھی چکاتے جاؤ
آج یا ہم نہ رہین یا شب فرقت نہ رہے

ملتے ہین آپ تو صاف آئینہ سان ہم سے ملین
نام کیواسطے بھی دل مین کدورت نہ رہے

اک یہی بات شب وصل کی ہے یاد ضیا
لاکھ سمجھایا کئے وہ کسی صورت نہ رہے

ڈھونڈتے تمکو تو ہم دل ہی مین پایا کرتے
آنکھین ہو جاتین تو گھر بیٹھے نظارا کرتے

لاکھ وہ طالب دیدار سے پردا کرتے
دیکھنے والے کسی شکل سے دیکھا کرتے

کاش ہم وصل کی انکے نہ تمنا کرتے
عمر کیون ہوتی بسر ہجر مین نالا کرتے

جانتے ہم کہ وہ اس سے بھی خفا ہوتے ہین
سامنے انکے نہ کچھ چرخ کا شکوا کرتے

جب تڑپنے کا مزا تھا شب فرقت اے دل
اپنی آنکھون سے وہ بیٹھے ہوئے دیکھا کرتے

بدگمانی مری مجھسے شب وعدہ بولی
شرم آتی ہے انھین غیر سے حیلا کرتے

حشر کے دن بھی ملے تو یہ کہا پچتا کر
کاش ہم اور کسی روز کا وعدا کرتے

چوٹ کھا کر وہ چلے جائینگے اغیار کے گھر
یہ اگر جانتے ہم کس لئے نالا کرتے

ہر قدم پر ہوئی جاتی ہے قیامت پامال
آتے ہین حشر مین بھی حشر وہ برپا کرتے

آج اندھیر کرینگے وہ نکل کر شب کو
شام سے دیکھتے ہین آنکھون مین سرما کرتے

یون نہ بدنام کبھی عشق مین ہوتے ہرگز
ای ضیا آپ کسیکا بھی جو کہنا کرتے

یہ کون کہتا ہی سُننے کی اُنکو تاب نہ تھی
ہماری بات مگر قابلِ جواب نہ تھی

کسی کی آنکھ مین کچھ قدرِ آفتاب نہ تھی
حضور کے رخِ روشن پہ جب نقاب نہ تھی

وہ آنکھ اُٹھا کے شبِ وصل دیکھ لیتے مجھے
نگاہِ ناز مگر ایسی بے حجاب نہ تھی

مٹا جو بحرِ جہان سے مین ایک ہی پل مین
تو کیا تھی پھر مری ہستی اگر حباب نہ تھی

جب اُسکو پی چکے وعظ تو مجھسے کہتے ہین
وہ مے جو شیشہ مین کبھی بُری شراب نہ تھی

لگایا مین نے جو منہ کیا اُسیکا بدلا ہے
تمہاری پہلے تو ایسی زبان خراب نہ تھی

دیا جو غیر کو اُسنے حنائی ہاتھون سے
وہ خون عاشقِ بیکس کا تھا شراب نہ تھی

خجل کرائیگا پیری مین تو جوانون سے
امید تجھسے مجھے ایسی ای شباب نہ تھی

جو دل سے آ کے مری آہ رہگئی لب تک
تو بات اصل مین یہ ہی کہ کامیاب نہ تھی

یہ کون وصل مین کہتا ہی آج پینے کو
مجھے تو ہجر مین کل غیبتِ شراب نہ تھی

کسی سے مانگ کے پڑھ لیتے آپ اے واعظ
تمہارے پاس اگر عشق کی کتاب نہ تھی

عوض شراب کے پیتے تھے اشک محفل مین
جو دل جلے تھے اُنہین رغبتِ کباب نہ تھی

جو کوئی راہ مین ملتا ہی پوچھتا ہی ضیا
کبھی تو ایسی تری حالت خراب نہ تھی

مرگیا مین آپکے انکار سے
دم مین دم بھی تھا تو کچھ اقرار سے

پہلے سر کاٹو مرا تلوار سے
عید ملنے جاؤ پھر اغیار سے

زلف پھر سرکی ابھی رُخسار سے
آؤ پھر لیلون بلائین پیار سے

آرزوئین حسرتین کس کام کی
نا امیدی جب ہے وصلِ یار سے

ہو قفس سے جس طرح بلبل رہا
روح یون نکلیگی جسمِ زار سے

کون روزِ حشر تک بیٹھا رہے
باز آئے حسرتِ دیدار سے

غیر کی صورت نہ دکھلائے خدا
رہتا ہی آنکھون کو کھٹکا خار سے

کہدو منہ پھیرے ہے خورشید ادھر
زلف کچھ سرکی ہی روئے یار سے

یا مرے دل ہین ہو یا آنکھ ہین
دو ہی گھر خالی ہین کل اغیار سے

پھر کے دیکھون ایسا مین وحشی نہین
چاک دامن لاکھ الجھے خار سے

منہ سے نکلی بھی نہ تھی جبتک اپنی تھی
بات انکی ہو گئی اظہار سے

پہلے منہ بنوائے اپنا آئینہ
پھر مقابل ہو وہ روئے یار سے

آنکھ ابھی جھپکی ہی اہل قبر کی
کہدو تم پازیب کی جھنکار سے

کچھ تسلی یاس کچھ دلکو رہی
جھوٹے سچے آپکے اقرار سے

غیر کے گھر بھی کبھی جاتے نہین
اتنا پردہ طالبِ دیدار سے

قتل کر ڈالا ہمین دو بات مین
بڑھ کے ہوا انکی زبان تلوار سے

خواہ دنیا مین ہو یا محشر مین ہو
آنکھین روشن ہین تمہارے دیدار سے

کی وفا کے بعد یہ کیسی جفا
مجھسے مل کر تم ملے اغیار سے

زرد چہرہ ہو گیا ہی اے ضیا
کچھ نظر آتے ہو تم بیمار سے

تمہین اپنی خبر کچھ ہی جوانی جب سے آئی ہے
شراب بیخودی اسنے تمہین کیسی پلائی ہے

پریشان زلف کی صورت وہی شب چھائی ہے
شب ہجران صفِ ماتم سے کیسے اٹھائی ہے

نہیں کہتے ہو منہ سے دلمیں شوق خود نمائی ہے / اسی پردے سے تو ظاہر تمہاری پارسائی ہے
مصیبت ہجر کی وہ ناتوانی میں اُٹھائی ہے / کہ اُس گل کی نزاکت آفرین کہنے کو آئی ہے
جو کچھ شکوہ کروں کسکا تو اپنی ہی برائی ہے / بگڑ بیٹھے ہیں وہ مجھسے رقیبوں کی بن آئی ہے
وصال یار کی لذت شب فرقت بھی پائی ہے / تصور جب کیا تو کچھ نہیں اُنکی جدائی ہے
سیاہی زلف جانان سی کہاں سے اسمین آئی ہے / شب فرقت کی تاریکی سیہ خانے میں چھائی ہے
مرے حسرت زدہ دلکو تسلی کون دے آکر / خیال یار نے بھی پاؤں میں مہندی لگائی ہے
کسے کہتے ہیں کاجل اور سرمہ کیسا آنکھوں میں / حضور اہل بینش سب یہ طرز دلربائی ہے
رقیبوں سے ملو تم اور یہ ہو ساتھ عاشق کی / اجی تم سے کہیں اچھی تمہاری بیوفائی ہے
جو لکھا تھا وہ پیش آیا خطوں کا کب جواب آیا / ہزاروں بار میں نے اپنی قسمت آزمائی ہے
دکھانیکو مرا دل آئینہ رکھکر وہ کہتے ہیں / کہ دیکھو اس سے ہم سے مدتوں کی آشنائی ہے
نکالا اُسنے گھونگھٹ جب ہوا میں جالب تو سے / حیا کمبخت بھی آنکھوں میں کس موقع پر آئی ہے
خیال گیسوئے جانان کا مجھکو شیفتہ پاکر / شب فرقت کی تاریکی نیا کچھ رنگ لائی ہے
اگر اے واعظو تم آنکھ والے ہو حقیقت میں / بتوں کی شکل سے دیکھو عیاں شان خدائی ہے
وہی چھلبل ہے چھلبلی پری جھمیں جو پائے ہیں / وہی شوخی ہے شوخی جو تری آنکھوں میں چھائی ہے
خرام ناز سے تربت مٹاتے ہیں وہ عاشق کی / قیامت کیوں یہاں پر ٹھوکریں کھانیکو آئی ہے
تمہارے دام گیسو بھی اجی پھندے بلا کے ہیں / پھنسا جو طائر دل اُسکی پھر مشکل رہائی ہے
تمنائے وصال یار اب دل سے ذرا نکلے / بہت روز و نیم روز حشر کی صورت دکھائی ہے
کرے بیمار غم پرہیز کب تک آہ و نالہ سے / بہت گھبرا گیا ہے دم۔ لبوں پر جان آئی ہے
جلا کر خاک کر ڈالا ہمارے خانۂ دل کو / خیال دوست رنگین نے تو آگ ایسی لگائی ہے

شبِ فرقت کی پوچھے قدر کوئی میری آنکھوں سے
کہ عکسِ زلفِ جاناں انکی نظروں میں سمائی ہے

سوالِ وصل سنکر غیر سے شرمائے ہو کیوں
ہمیں چپکے سے کہدو جو تمہارے دلمیں آئی ہے

نکل جائینگے میدانِ قیامت سے بھی کچھ آگے
ترے دیوانۂ گیسو کے دل میں کچھ سمائی ہے

کڑی آنکھیں دکھانا اور پھر ایجان غیروں میں
بتاؤ تمہیں کہ میرے دل نے کیسی چوٹ کھائی ہے

تمہارے کہنے پہ سب کہتے ہیں باور ہو نہو صاحب
بہت غیروں نے جھوٹی سچی ہم سے بھی لگائی ہے

ضیا اب دل جلا جو ہی کسی خورشید طلعت کا
گھٹا یہ اسکے دودِ آہ کی گردوں پہ چھائی ہے

کہنے کو تو سب کہتے ہیں کیا تیری ادا ہے
کب جائے کہیں دلمیں تو پھر تیر قضا ہے

وہ لاکھ کریں ظلم و ستم مجھ پہ تو کیا ہے
ہر دم دلِ ناشاد کو امیدِ وفا ہے

دکھ درد مرا سنکے انہیں رحم کب آیا
چپکے سے یہ کہہ اٹھے ہاں سچ ہی بجا ہے

مانا مری فریاد و فغاں کچھ نہیں صاحب
پھر ظلم و ستم آپ کا بتلائیے کیا ہے

ہم سات سلام آج سے کرتے ہیں بتوں کو
ان کی یہ رکھائی ہے تو بندے کا خدا ہے

دردِ دلِ بیتاب کو پوچھو نہ مری جان
پہلو میں جو تم آئے ہو کچھ اور سوا ہے

اغیار کو چاہو ہمیں جھوٹوں بھی نہ پوچھو
کیا خوب یہی سچی محبت کا صلا ہے

رہنے کی خوشی کیا تجھے مٹجانیکا کیا غم
ہستی مری جب صورتِ نقشِ کفِ پا ہے

رونا تو اسیکا ہے کہ تم سن نہیں سکتے
وہ نالۂ دل کی مرے پُر درد صدا ہے

کرنا نہ کہیں خون تمنائے دل کا
پامال جو کرنا ہو یہی برگِ حنا ہے

کوئی نہیں ظلم و ستم و جور کے قابل
وہ کہتے ہیں لاکھوں میں اگر ہے تو ضیا ہے

قسمت کا بھی نہ اپنے کسی سے گلا کرے ‌ ‌ ‌ بے بس جو ہر طرح ہو بتاؤ وہ کیا کرے

آفت ہین پیچ اس قد و قامت پہ زلف کے ‌ ‌ ‌ کچھ اور اگر بڑھے تو قیامت بپا کرے

کس کو کہون کہ دیدے مجھے زہر ہجر مین ‌ ‌ ‌ اتنا اگر کرے تو وہی باوفا کرے

دنیا مین اُس سے بڑھ کے کوئی سنگدل نہین ‌ ‌ ‌ جو ہم سے غمزدون کی کہانی سُنا کرے

جنت سے حور آ نہین سکتی یہان کبھی ‌ ‌ ‌ تسبیح پر ہزار کوئی کچھ پڑھا کرے

سُنکر مرا سوال نہ کچھ بھی جواب دو ‌ ‌ ‌ تم حشر مین بھی یون نہین بنو بت خدا کرے

مجھکو تو ظلم سہنے کی اب دل مین ٹھن گئی ‌ ‌ ‌ اُسکو بھی ہے قسم جو تغافل روا کرے

لازم ہے آدمی کو سُنے آدمی کی بات ‌ ‌ ‌ کیا کہیے اُسکو جو نہ کسی کا کہا کرے

اتنا وہ بولے رحم جو کچھ مجھپر آگیا ‌ ‌ ‌ دشمن کا بھی کسی کے نہ یہ دن خدا کرے

دل مین تو سیکڑون ہین تمنائین حسرتین ‌ ‌ ‌ کس کس کی کوئی یار سے اب التجا کرے

اُنکو غرض نہین کہ ٹھہر جائین دو گھڑی ‌ ‌ ‌ بیتاب اسمین کوئی جو ہو تو ہوا کرے

سوز نہان جو کیجئے ظاہر تو کہتے ہین ‌ ‌ ‌ حاسد جو ہے کسی کا وہ دل مین جلا کرے

یون دوستی کا دم تو سبھی بھرتے ہین مگر ‌ ‌ ‌ انسان وہی جو حق محبت ادا کرے

جس بت کے عشق مین مری حالت تباہ ہے ‌ ‌ ‌ یون نہین سہی وہ کچھ مرے حق مین دعا کرے

محفل مین آپکا وہی پہلو نشین بھی ہو ‌ ‌ ‌ جو گالیان رقیب کی چپکا سُنا کرے

مین تو تڑپ تڑپ کے شب ہجر کاٹتا ‌ ‌ ‌ یہ حکم بھی اُنہین کا ہے تارے گنا کرے

شکوہ ہو اُن کے وصل کا بیکار اے ضیا
قسمت ہی مین نہین تو کوئی اسکو کیا کرے

خبردار اے دل کہان ہے کدھر ہے ‌ ‌ ‌ تری تاک مین کوئی دزد نظر ہے

کٹی وصل کی شب یہ وقت سحر ہے
کسیکا ہے دامن مری چشم تر ہے

اگر آہ و نالہ مین میرے اثر ہے
تو کیون اُن کا پتھر سا دل ہی جگر ہے

عجب حال شہر خموشان کا دیکھا
کسی کی کسیکو نہین کچھ خبر ہے

ہین محشر مین سب محو دید ایک بُت کے
کسی کو کسیکی نہین کچھ خبر ہے

رقیبون سے ملنا ملاقات رکھنا
یہی سب تو ایجان عداوت کا گھر ہے

یہ قاصد نے کہکر مجھے مار ڈالا
کہ جو حال ادھر ہی وہی حال ودھر ہے

چُرایا مرے دل کو دزد حنا نے
گواہ اسکی ایجان تمہاری نظر ہے

نہ حسرت رہی گی نہ ارمان رہے گا
رہو دل مین اگر تمہارا یہ گھر ہے

ضرور ایک دن قدر ہوگی ہماری
محبت تمہین بھی کسیکی اگر ہے

خدا جانے کیا حال ہوگا کسیکا
ہمین اپنی ہی جب نہین کچھ خبر ہے

نہین کچھ محبت مین شکوہ کسی سے
بلا سے وہ ظالم ہے بیدادگر ہے

خبر لیجئے دیکھئے مرکے صاحب
یہ زلف رسا اب وبالِ کمر ہے

شب ہجر مر مر کے مین نے بسر کی
تمہین بھی کچھ اسکی مری جان خبر ہے

جہان ختم ہو جائے منزل عدم کی
وہین اپنا مسکن وہین اپنا گھر ہے

ضیا ایسا بیٹھے ہو محفل مین چھپکر
کہ سب کہ رہے ہین کہان ہو کدھر ہے

نرگس چشم کا کسنے کہا بیمار مجھے
چھریان دکھلاتی ہے ہر دم نگہِ یار مجھے

دردِ فرقت کا ہوا مفت مین آزار مجھے
اچھے آئے تھے کہ تم کر چلے بیمار مجھے

وحشت دل کے پس مرگ کفن کے بدلے
دھجیان ہو کے ملا دامنِ کہسار مجھے

کیون خفا ہوتے ہو چومی جو تمہاری تصویر
صاف یہ کیون نہین کہتے کہ کرو پیار مجھے

فصل گل آئے کہین جوش جنون تازہ ہو
خار آنکھون مین ہو دامن کا ہر اک تار مجھے

دل تو بے دیکھے دیا جان بھی تجھے نہین دون
کیا کہیگی یہ کہو حسرت دیدار مجھے

اور سنئے کہ وہ کہتے ہین ابھی ظلم سہو
تمنے مشہور کیا ہے جو ستمگار مجھے

بدظنی دیکھئے اُنکی جو مین دیوانہ ہوا
اپنے مطلب کا سمجھنے لگے ہشیار مجھے

تیرے کوچہ کی زمین پاؤن کو زنجیر ہوئی
لے چلی وحشت دل جب سوئے کہسار مجھے

دل دیا تھا تو محبت نہ کسیکی دیتا
اُس پہ یارب دیئے تونے لب اظہار مجھے

اے ضیا عشق کا آزار ہوا پھر تم کو
ایک اچھے نظر آتے نہین آثار مجھے

کچھ ایسا عیان ہوتا ہو واعظ کی بیان سے
جیسے چلے آتے ہین ابھی باغ جنان سے

ساتھ آہ کی ہر دم یہ نکلتا ہو زبان سے
کمبخت نظر لڑ گئی کس آفت جان سے

کوچہ ترا بھولا نہ مری وہم و گمان سے
جو کوئی ملا پوچھا کہ آتے ہو کہان سے

وہ دیکھتے ہی مجھکو ہوئے آگ بگولا
نکلی تھی کوئی بات بھلا کو نہ زبان سے

فتنہ کہین اُٹھیگا قیامت کہین ہوگی
رفتار سے اُس شوخ کی اس دل کی فغان سے

دکھلایا ترے عشق نے ہستی بھی عدم بھی
ہم کو تو غرض تھی نہ یہان سے نہ وہان سے

بیتابی معشوق تو دیکھی نہین جاتی
باز آئے ہم ایسے اثر آہ و فغان سے

آنیکا سبب پوچھتے ہو بزم مین اپنی
یہ کیون نہین کہتے کہ چلے جاؤ یہان سے

قاصد یہ بتا دل تو کہین کھو نہین آیا
کچھ اور ٹپکتا ہو تری طرز بیان سے

تیوری ہے چڑھی چین بجبین بیٹھے ہو صاحب
جو دل مین ہے وہ کیون نہین کہتے ہو زبان سے

کیا جانے ضیا دل پہ مرے بن گئی کیا کیا
ابتک نہ مگر اُف بھی کبھی نکلی زبان سے

کچھ اور وہ جو ستم کے سوا نہین کرتے
تو ہم بھی اور کوئی حوصلا نہین کرتے

یونہین جو پینا تھا پاسان کرنا تھا
ہمین کو پیتے خونِ حنا نہین کرتے

جو کہنا ہو دل ناداں کو کہکے سمجھا دو
تمھارے وصل کا ہم حوصلا نہین کرتے

ہے سچ وہ حشر مین ان زاہدون سے اچھے تھے
خدا سے ہم جو بتون کا گلا نہین کرتے

بلا سے مر گئے ہم اسکی ہے خوشی ہم کو
وہ غیر کیلئے ایسی دعا نہین کرتے

بتون کا اور بتون کے ستم کا کیا کہنا
یہ لوگ وہ ہین کہ خوفِ خدا نہین کرتے

برائی ہے تو یہی ہو ضیا حسینون مین
کسیکے ساتھ کبھی یہ وفا نہین کرتے

فرقت مین اپنی جان پہ کیا کچھ گذر گئی
دل سے مگر نہ لذتِ دردِ جگر گئی

اُٹھ کر جو بزمِ غیر مین اپنی نظر گئی
مارے حیا کے حسرتِ دیدار مر گئی

مرنیکی بھی نہ میرے کسیکو خبر گئی
کمبخت میری آہ بھی کیا بے اثر گئی

اپنے گناہگار کی اللہ رے تلاش
کس کس طرف نہ حشر مین انکی نظر گئی

کیونکر ہو مجھکو وعدۂ فردا کا اعتبار
چتون تمھاری صاف ابھی سے مکر گئی

دنیا کے سب بکھیڑون سے فرصت ملی مجھے
واللہ آج موت بڑا کام کر گئی

اُٹھ اُٹھ کے فتنہ کہتا ہے رفتارِ یار کا
بتلاؤ حشر والو قیامت کدھر گئی

جب چاہو آکے دیکھ لو تربت مین بیقرار
مین مر گیا تو کیا شبِ فرقت بھی مر گئی

ہم روکتے تھے تجھکو تو کچھ جان بوجھکر
اے آہ کیا ملا جو ادھر سے ادھر گئی

یون زندگی کٹے گی کیسی فراق مین
سو بار میرے مرنیکی اُن کو خبر گئی

گو اُن کی آنکھین میری جانب ہین بزم مین
تیور بتا رہے ہین وہ پہلی نظر گئی

رہتا تڑپ تڑپ کے شبِ ہجر خوب تھا
آئی قضا تو سر پہ اک احسان دھر گئی

قصہ شبِ فراق کا جانے بھی دو ضیا
اب اُسکا ذکر کیا ہے جو پہلے گذر گئی

تیرے فراق مین ہم چھوٹی ہوئی ہین سب سے
کچھ ربط بھی جو ہو تو اک آہِ نیم شب سے

وقت انصیب کے گھر لاکھون مصیبتین ہین
آئی نہین قضا بھی شاید اسی سبب سے

کمبخت دلکو ناحق اک رشک ہو گیا ہے
آنکھون مین شکلِ مردم وہ آ بسے ہین جب سے

اتنی ہی خیر گذری اُنکو حجاب آیا
ملتین جو آنکھین مجھسے لڑتی نگاہ سب سے

بیٹھے رہے وہ جبتک پیشِ مریضِ ہجران
آئی اگر قضا بھی بولی نہ کچھ ادب سے

پینا تو کیسا مُنہ کا چھونیکی بھی قسم ہے
زاہد سے یہ تو پوچھو کتنے دنون کے کب سے

اک مین نے حالِ دل یون اظہار کیا کیا تھا
باتین اشارون مین اب کرنے لگے وہ سب سے

لینگے نہ نام الفت دینگے نہ جان تم پر
اتنا نہ بگڑو صاحب ایسا نہ ہوگا اب سے

چاہا جو مین نے تم کو یہ اپنی ہی خطا تھی
رسوا جو ہو رہا ہون یہ اپنی ہی سبب سے

فصلِ بہار ہو اب یا موسمِ خزان ہو
حسرت گئی چمن کی آئے قفس مین جب سے

گہ کروٹین بدلنا گہ چپکے چپکے رونا
اک بیکلی سی دلکو رہتی ہے آدھی شب سے

باتین تو انکی سننا سنکر خموش رہنا
ہمنے جو دل مین سوچا بہتر یہی ہے سب سے

اُسکی عنایتون کو پوچھو نہ کچھ ضیا تم
جو کچھ کہ جس نے مانگا پایا وہ اپنے رب سے

نظارا جلوۂ جانان کا ایدل چار سو کرلے
اگر آنکھون مین کچھ پیدا نگاہِ جستجو کرلے

شبِ غم ہم دل کسی صورت سے پوری آرزو کرلی
خیالِ یار آیا ہی اُسی سے گفتگو کرلے

مری عاشق مزاجی سے وہ آخر بدگمان ہوکر
یہی کہتے ہین شاید دوسرا معشوق تو کرلے

دلِ ناداں سے کہتی ہی وصالِ یار کی حسرت
ستم سہنے کی غم کھانیکی پہلے آرزو کرلے

یہ مانا جان دینا کچھ نہین تیری محبت مین
مگر ہم تو جبھی سمجھین کہ جب ایسا عدو کرلے

جو تارِ اشکِ چشمِ خونفشان دیکھا تو بول اُٹھے
اسی سے چاک دلمین کیون نہین کوئی رفو کرلے

لبِ تصویرِ جانان کا تبسم کہہ رہا ہے یہ
کسی غنچہ کا مُنہ کیا ہی جو ہم سے گفتگو کرلے

مقرر رنگ کچھ لائے مرا داغِ جگر اُسدم
جو میری طرح وہ گل بھی کسیکی آرزو کرلے

پڑی پاؤن مین جب زنجیرِ عشقِ گیسوئے جانان
کہا وحشت نے تو اک طوق بھی زیبِ گلو کرلے

حقیقت معرفت کی کیا کھلیگی اس عبادت سے
کہو زاہد سے پہلے بیعتِ سمتِ سبو کرلے

سُنا ہی طالبِ دیدار کا مجمع بہت ہوگا
عجب کیا حشر مین بھی کوئی حیلہ جو کرلے

کوئی حسرت نہ رہجائے عدو کی کہنے سُننے سے
جہانتک ہو سکے رسوا ہمین وہ کو بکو کرلے

نہ مرگِ ناگہانی دیگی فرصت ہجر مین اُسکے
ضیا ایسے مین یادِ حق جو کرنا ہو وہ تو کرلے

غیر کے سامنے بیٹھے وہ سنورتے کیلئے
خوب نکلا یہ بہانا مرے مرنے کے لئے

دو ہی باتون کیلئے حق نے زبان دی ہمکو
وعدہ کرنے کے لئے اور مکرنے کے لئے

دیکھنا چاہتے ہو حال پریشان جو مرا
اپنی زلفون سے ذرا کہدو بکھرنے کے لئے

دل مین ہے کوچۂ قاتل مین کرون عمر بسر
موت کہتی ہی یہان آئے ہو مرنے کے لئے

اک قیامت ہی تری چال سے اُٹھی تو کیا
کئی فتنے ابھی باقی ہین اُبھرنے کے لئے

چاہتا ہم کہنے کو پہلو مین بلاتے تھے تمھین | دل بیتاب ہے تم کہدو ٹھہرنے کے لئے
ایک تو وصل کا وعدہ ہی نہین کرتے وہ | اور وعدہ بھی کرینگے تو مکرنے کے لئے
ہم یہان مر بھی گئے آپ یہی کہتے رہے | کچھ دنون اور کہو اُسکو ٹھہرنے کے لئے

کمسنی بھی ہین تقاضا یہ کسیکا ہے ضیا
کوئی آئینہ ہمین لادے سنورنے کیلئے

کون سی بات نہین آپکی گفتار مین ہے | کون سی چال نہین شوخی رفتار مین ہے
شمع سا حال مرا فرقت دلدار مین ہے | مرنا گھل گھل کے مجھے عشق کے آزار مین ہے
جان تو کچھ بھی نہین اب ترے بیمار مین ہے | روح دم بھر کیلئے اور تنِ زار مین ہے
دیکھ لی آہ رسا ہم نے تری آج کشش | سُنتے ہین آج کوئی محفلِ اغیار مین ہے
آپ کہتے ہین کہ مرجائے جو ہم کو دیکھے | یہ بھی منظور ہمین حسرتِ دیدار مین ہے
دل کسے نذر کرون جان کرون کسپہ فدا | جو ادا ہے وہ نرالی نگہ یار مین ہے
آپکے پاس سے جائیگا کہان دل میرا | یا تو مٹھی مین ہے یا گیسوئے خمدار مین ہے
ہے مرض بھی مرے دلکو تو محبت کا مرض | مبتلا بھی ہے تو کمبخت کس آزار مین ہے
وہ نہ آئے نہ سہی حال تو میرا پوچھا | خیر اتنا تو اثر آہِ دلِ زار مین ہے
کھچ گیا دل مرے پہلو سے ہوئی کچھ نہ خبر | کس قیامت کی کشش حُسنِ رخِ یار مین ہے
دیکھتا ہون مین تمھین کو کہ پسینے مین ہو تر | تم تو کہتے تھے ترا فیصلہ انکار مین ہے
جان وہ غیر پہ دے مین بھی مرون گا اُسپر | مرے دل مین بھی وہی جو دلِ یار مین ہے
کوچہ عشق مین یکسان نظر آتے ہین سب | کچھ نہین فرق یہان کافر و دیندار مین ہے
میرا دل ہی نہ رہا جب مرے پہلو مین کبھی | اسکا کیا شکوہ جو وہ پہلوئے اغیار مین ہے

ترے ملنے سے زمانہ تجھے پہچان گیا
اک قیامت ہے جو شوخی تری رفتار مین ہے

مین نے مانا وہ کسی بات مین تجھسے نہین کم
دل مرے دل سا کہان پہلوے اغیار مین ہے

یاد گیسو مین جو رونیکو غلط سمجھے تم
آج الجھن سی مرے آنسوؤن کے تار مین ہے

دلِ دیوانہ کو زنجیر مین جکڑا آخر
بے طرح پیچ ترے گیسوے خمدار مین ہے

ترے کشتے کو میسر نہ کفن ہو نہ سہی
کیا یہ کم ہے کہ ترے سایۂ دیوار مین ہے

تو جہان ہوگا خریدار ترے نکلین گے
مول یوسف کا فقط مصر کے بازار مین ہے

سننے بیٹھے ہو تو بیچین نہو جاؤ کہین
نظم حالِ دلِ مضطر مرے اشعار مین ہے

قسمون سے یونہین شاید وہ نظر آجائین
ورنہ رکھا ہوا کیا روزنِ دیوار مین ہے

انتظار ان کا جو سونے نہین دیتا ہے ضیا
رات دن ایک سے دیدۂ بیدار مین ہے

غیر بیٹھا ہے جو پہلو مین تو بہتر بیٹھے
پھر یہ کہتا نہ کوئی میرے برابر بیٹھے

ہائے اس بت نے بھی سیکھی ہین اسی کی چالین
تھک کے یارب کہین یہ چرخِ ستمگر بیٹھے

آتشِ سوزِ جگر وہ ہے بجھائے نہ بجھے
لاکھ آنکھون سے بہا دین بھی سمندر بیٹھے

دل تو اس آئینہ پیکر کو دیا جلدی مین
متحیر ہین مگر اب کہ یہ کیا کر بیٹھے

مثلِ پیمانہ رہی بزمِ جہان مین گردش
کہین آرام سے اے چرخ نہ دم بھر بیٹھے

محفلِ غیر مین یہ حکم ہوا میرے لئے
کوئی کہدے اسے جا کر ابھی باہر بیٹھے

غیر اب رشک سے جلکر یہ ضیا کہتے ہین
آپ بھی یار کے پہلو کے برابر بیٹھے

مری بات پیشِ عدو ہو رہی ہے
ادھر سیر سے رد و بدل ہو رہی ہے

نہ رو محفلِ یار مین دیدۂ تر
کہ مٹی مری آبرو ہو رہی ہے

وہ پہناتے ہین طوق وحشت مین ہمکو
عجب چیز زیب گلو ہو رہی ہے

وفادار بھی ہم گنے جاتے ہین
شکایت بھی پیش عدو ہو رہی ہے

تماشا یہ دیکھو وہ آنکھون ہی مین ہین
پریشان نظر چار سو ہو رہی ہے

مرا نام آیا ہے بزم عدو مین
خدا جانے کیا گفتگو ہو رہی ہے

گئے مجھسے چھپکر عدو کے یہان تم
خبر مشتہر کو بکو ہو رہی ہے

ہمارے رقیبون کے کیسی لڑائی
ترے باعث اوجنگجو ہو رہی ہے

صبا لائی وہ نکہتِ زلفِ جانان
کہ شرمندہ پھولونکی بو ہو رہی ہے

مری اُنکی باتون کو کیا غیر سمجھین
اشارون مین کچھ گفتگو ہو رہی ہے

ضیا کا ہے رنگ سخن اور ہی کچھ
جہان سنئے یہ گفتگو ہو رہی ہے

کہا تھا شب کو میرے سامنے کیا ماہ کامل ہے
ہوا کیا صبح ہوتے ہی جو آئینہ مقابل ہے

پڑی ہے کشمکش مین جان میری سخت مشکل ہے
ادھر دردِ جگر ہے اور اُدھر بیتابیٔ دل ہے

جو چاہو تم کرو ایجان تمہارے ہاتھ جب دل ہے
وفا اُنکے بھی لایق ہے جفا اُنکی بھی قابل ہے

مری بیتابیون سے بھی کبھی بے صبریون سے بھی
زمانہ ہوگیا واقف مگر ابتک وہ غافل ہے

لپٹکر روتی رہتی ہے ہماری شمع تربت سے
بھلا ہو بیکسی کا آجتک یہ اپنے شامل ہے

کہان کے دلولے کیسی امنگین سب ہوے رخصت
نہ وہ عہدِ جوانی ہے نہ وہ ہم ہین نہ وہ دل ہے

مٹے خود سیکڑون کو مٹتے دیکھا داد اتنا دانی
یہ ہم ابتک نہ سمجھے کیا تری الفت کا حاصل ہے

ذرا اے نا امیدی دیکھکر اس مین قدم رکھنا
مرا ارمان بھرا دل ہے مرا حسرت بھرا دل ہے

وہ ہو جائین مخاطب مین کہون کچھ داستان غم کی
کوئی انسے کہے اتنا سنو سننے کے قابل ہے

نکالی ہے کہانکی بات کیسی جی رہین اے دو غلط
کچھ اسکا ذکر کر جسپر طبیعت میری مائل ہے

تمھین ہو آرزو دل کی تمھین ہو جان عاشق کی
تمھین پر جان جاتی ہے تمھین پر شیفتہ دل ہے

چلا آیا ہون دھوکے مین فرشتو چھوڑ دو مجھکو
ہجوم حشر کو سمجھا کہ یہ بھی اسکی محفل ہے

نگاہِ قہر بھی دیکھی نگاہِ لطف بھی دیکھی
تمھاری جو ادا ہے وہ ہمارے حق مین قاتل ہے

تسلی نے تمھاری اور بھی لین چٹکیان جبا
وگرنہ پہلے کب تھی جو اب بیتابی دل ہے

کسیکی جستجو نے تفرقہ ڈالا ہے کچھ ایسا
نہ اب مین دل کے شامل ہون نہ اب دل میرے شامل ہے

یہ چالین تجھے پامال کرکے آپ کہتے ہین
ہمین کیا تھی خبر حسرت بھرا تیرا ہی دل ہے

گلستانِ سخن مین اور بھی کچھ گل کھلاؤنگا
ضیا اس وقت مین خاموش ہو جاؤن یہ مشکل ہے

کہین عرش معلےٰ سے بھی رتبہ مین سوا دل ہے
خدا کا گھر یہ پہلے تھا مگر اب عشق منزل ہے

بہت عمدہ بہت اچھا بہت بہتر مرا دل ہے
برائی ہمین اتنی ہے کہ ظالم تجھپہ مائل ہے

سوالِ وصل سنکر وہ تو کچھ سوچا کئے پہرون
مری محرومی قسمت یہ بول اٹھی کہ مشکل ہے

کسی بت کے تصور مین عجب نقشہ ہوا اپنا
کہ باتون کا مزا ہمکو خموشی مین بھی حاصل ہے

ہنسا کرتے ہین ہمسے بیکسونکی آہ و زاری پر
حسینانِ جہان کا بھی معاذ اللہ کیا دل ہے

وہ پیشِ داورِ محشر مجھے ٹھہراتے ہین منصف
جو بولون تو بھی مشکل ہے نہ بولون تو بھی مشکل ہے

ہمارا جیچ اٹھنا ہجر کی شب کوئی کیا جانے
اسے ہشیار کرتے ہین جو دردِ دل سے غافل ہے

غرض کچھ آسمان سے ہے نہ مطلب عرش سے مجھکو
تمھین اتنا دکھا دونگا یہانتک نالۂ دل ہے

یہین دل مانگون تو پیش حق تو خاموشیان کیسی — نہین کچھہ تو یہی کہدو ترا دعوی یہ باطل ہے
فرشتو ہم بھی چلتے ہین مگر پہلے یہ بتلادو — صف محشر مین وہ تنہا ہی یا غیرون کے شامل ہے
عبث بیتاب یون کا اسکی شکوہ سب کرتے ہو — مجھے تم پھیر دو صاحب اگر دو بھر مرا دل ہے
خدا رکھے سلامت اپنی اس چشم تصور کو — کہ گھر بیٹھے ہمین دونون جہان کی سیر حاصل ہے
مجھے نیچی نگاہون سے نہ دیکھو تم سر محشر — ذرا کچھہ سوچ لو دل مین بھری اسوقت محفل ہے
کوئی مسلا ہوا غنچہ ہو یا ٹوٹا ہوا شیشہ — نکلی چیز جو دیکھی وہ یہ سمجھے مرا دل ہے

عدو نے مے تو دی لیکن سمجھکر تم ضیا پینا
جو اُتری حلق سے تو پھر یہی زہر ہلاہل ہے

تمہین دیکھو نگاہ غور سے کیا حالت دل ہے — تمہین انصاف سے کہدو ستم سہنے کے قابل ہے
مجھے ہے سخت جانی اور نازک دست قاتل ہے — خدا ہی آبرو رکھے بڑی اسوقت مشکل ہے
محبت نے اثر اپنا دکھاکر اک قیامت کی — نہ پردے مین وہان ہین تم نہ قابو مین یہان دل ہے
چلے جاتے ہو اُکر میرے لاشہ پر مین واقف ہون — جو آنکھین بند دیکھین تم نے سمجھے کہ غافل ہے
مجھے کیا دور ہے زندان مین سیر دشت کر لینا — تصور تو نہین وحشت مین پابند سلاسل ہے
وہ گھر آجاینگے سنکر ہمارا حال اے قاصد — مگر اتنا تو کہدینا کہ کچھہ بیتابی دل ہے
لگاکر ہاتھ اوچھا یہ تو کہنے کو ہوا تم کو — بڑا تو سخت جان ہے جو ابھی تک نیم بسمل ہے
مرے قاتل سے یون کہدو دل بیتاب کی حالت — ترے بسمل کے پہلو مین ترا اک اور بسمل ہے
بہت ممنون دل سے ہون مین اپنی قسمت بد کا — یہی اک وارہی غربت مین مجھہ بیکس کے شامل ہے
نہین معلوم کیا ہے جان دے دینا محبت مین — مین کہتا ہون کہ آسان ہے وہ کہتے ہین کہ مشکل ہے
دکھایا اپنا حسن و عشق نے کس کس جگہ جلوہ — کوئی گردون نشین لولی اسیر چاہ بابل ہے

پڑا ہون کشمکش مین بھیجکر اُن کی طرف قاصد | مرا جینا بھی دوبھر مرا مرنا بھی مشکل ہے

ضیا حاسد کی خاموشی نہ رتبہ کچھ گھٹائیگی
دلون مین قدر ہے اُسکی جو اپنے فن مین کامل ہے

جو کچھ خواہش وصل پائی گئی | غضب مجھپہ تیوری چڑھائی گئی
وہ صورت مری کیون بنائی گئی | جو مٹی مین آخر ملائی گئی
بتائی جو ہمنے عدو کے لئے | وہی بات ہم سے بنائی گئی
مٹا ڈالا آخر بتون نے مجھے | نہ تحریر قسمت مٹائی گئی
مرے سامنے اور تصویر غیر | مری شکل کس سے ملائی گئی
ہوئی بعد مرنے کے مٹی خراب | نہ اُنسے مری لاش اُٹھائی گئی
خدا جانے قسمت مین لکھا ہے کیا | مری بات مجھسے چھپائی گئی
بجز تیری حسرت کے دل مین کبھی | کوئی اور حسرت نہ پائی گئی
عدو ہی کو اچھا وہ سمجھا کئے | نہ قسمت کی اپنی برائی گئی
وہ کیون قصہ خوانون کو سچا کہین | مری داستان کب سُنائی گئی
تمنا تو ہے اُن کے دیدار کی | اگر تاب اے دل نہ لائی گئی
نہ میرے بنائے بنی بات کچھ | نہ تم سے تمھاری رکھائی گئی

ضیا رات مر مر کے زندہ ہوا
قضا سیکڑون بار آئی گئی

کیا ہوتا ہے یون لاکھ کرے غیر بھی نالے | پہلے وہ مری طرح کوئی چوٹ تو کھالے

انداز انوکھے ہین تو ہین ناز نرالے
وہ روٹھ کے کہتے ہین کوئی ہمکو منالے

کہتے تھے اثر کچھ نہ کرینگے ترے نالے
پھرتے ہو پریشان ہے کیون دلکو سنبھالے

تیرِ نگہ ناز ترا دل پہ جو کھالے
مرجائے مگر منہ سے نہ وہ نام قضا لے

خود پوچھتے ہین حشر مین تم کون ہو صاحب
خود کہتے ہین لو یہ ہین مرے چاہنے والے

ہون نقشِ کفِ پا کی طرح تیری گلی مین
اب بھی کہین دنیا ہے خدا مجھکو اٹھالے

دونون پہ ہنسا کرتی ہے محرومی قسمت
کس کام کی آہین مری کس کام کے نالے

دل دیکے تو نکو جو اٹھائی ہے مصیبت
ہم کچھ نہین کہتے ہین عوض اسکا خدا لے

دم آپ ہی گھبرا کے نکل جائیگا اکدن
احسان قضا کا شب غم میری بلا لے

کس وادی پرہول مین لائی تری وحشت
پڑتے ہین جہان پاے تصور مین بھی چھالے

دل دیکے حسینون کو عجب کلفت اٹھائی
دشوار ہوئی زیست پڑے جان کے لالے

لو حشر بھی برپا ہوا وہ بھی ہین پریشان
آئے تھے لبون پر ابھی دو چار ہی نالے

کیا جانے کیا کہدیا پردے سے کسی نے
دل اپنا سنبھالتا ہی نہین اپنے سنبھالے

پھر خیر ہو دامان و گریبان کی الٰہی
پھر دست جنون نے مرے کچھ پاؤن نکالے

روتی ہین لہو حال پہ میرے مری آنکھین
ہنستے ہین مجھے دیکھکے اب دیکھنے والے

ہو لاکھ اگر صبحِ قیامت تو نہ جاگین
جو لوگ شبِ ہجر کے ہین جاگنے والے

کہتے ہو کہ دیکھینگے تماشاے قیامت
کچھ دور نہین چاہین جو عشاق کے نالے

دیکھا نہین اپنی سی طبیعت کا کسیکو
کہنے کو تو لاکھون ہین ترے چاہنے والے

پہلے تو ہوئے طالبِ دل آپکے گیسو
اب دیکھیے کیا زہر اگلتے ہین یہ کالے

ہمراز اپکے داغ جو دیکھو تو یہ کہدو
جتنے ہین اسی رنگ کے ہین داغ مین لالے

کیون ہاتھ ملا کرتے ہو رہ رہ کے ضیا تم
بتلاؤ تو دل اپنا کیا کس کے حوالے

اثر جو آہون مین ہو ہماری تو پوچھیے تو اثر نہین ہے
خبر بھی مٹنے پہ کہتے ہین وہ نہین ہے تمہی کچھ خبر نہین ہے

کبھی یہ حالت ہے چشم تر کی کہ بند شام و سحر نہین ہے
کبھی یہ عالم ہے بیخودی کا کہ ہوش دو پہر نہین ہے

نہ سوز الفت ہے جو بھنا ہو جگر وہ کوئی جگر نہین ہے
نہ جس کا دل درد آشنا ہو بشر وہ کوئی بشر نہین ہے

قضا کا جب سامنا ہوا تو کسی طرح پھر مفر نہین ہے
جو مار ڈالے نہ عاشقونکو وہ تیری ترچھی نظر نہین ہے

اگر حقیقت مین پوچھیے تو وہ آپ اہل نظر نہین ہے
کہے جو معشوق نازنین کو دہن نہین ہے کمر نہین ہے

ہمارے ہی ہین ہمارے نالے ہمارا شیون ہمارے آنسو
ہر اک کو وہ دیکھ سنکے بولے یہ سب ہے لیکن اثر نہین ہے

ہوئی ہے برگشتہ قسمت ایسی پھرا ہے مجھسے زمانہ ایسا
کہ بھیجے کو مکان تک انکی نصیب اپنا نامہ بر نہین ہے

بتونکی ہٹ دھرمیان غضب ہین کہ لیکے دل پر کیا ہو قبضا
جو کعبہ مشہور ہے خدا کا تو کیا ہمارا یہ گھر نہین ہے

یہان ہے ہر دم غشی کا عالم وہان ہے ہر وقت عیش و عشرت
جو انکو میری خبر نہین ہے تو مجکو انکی خبر نہین ہے

رقیب کیا جانے درد فرقت اٹھا کیا ہجر کی مصیبت
یہ صاف کہتا ہون سنیے حضرت کہ مجھسا اسکا جگر نہین ہے

کہا جو غیرون نے سن لیا وہ ہمین کو جھوٹا بتا رہے ہو
کب اپنی آنکھون سے تمنے دیکھا کہ دامن اشکون سے تر نہین ہے

وہ مجھکو دیکھے مین اسکو دیکھون یہ حظ جو دونون ہین تو بہتر
لگا رہی ہین قاصد کی کہہ رہی ہین جو حال ادھر ہے ادھر نہین ہے

تمہاری الفت مین مر رہے ہین مگر یہ باور ہوگا تمکو
ہمارا مرنا ہو یون بھی اچھا تمہاری الفت اگر نہین ہے

کہانکی گلگشت کیسا گلشن سر دو ہفتہ کا دیکھنا کیا
یہ چاندنی خاک ہے بدتر اگر وہ رشک قمر نہین ہے

جدھر نظر کی اٹھا کے آنکھین کھڑے ہوئے لوگ ہنس رہے ہین
تمہاری محفل کا ہے تماشا ہماری یہ چشم تر نہین ہے

جلن کلیجے مین لمبین سوزش تڑپ رہے ہین مین دل کے داغ لاکھون
کس طرح کا ہے روگ مجھکو کچھ ایک دو پہر نہین ہے

خدا نے چاہا تو دیکھ لینا کہ جان دینگے ابھی ہزارون
تمہاری محفل سے سا بلا سے میرا گذر نہین ہے

ابھی وہ نٹھی ہیں سمجھتے ہیں کہ بھی جوڑ ہیں ڈھونڈتے ہیں
جو پوچھتے ہیں کہ دل ہے تو کہتے ہیں میرا نہیں ہے

ضیا حسینوں پہ مرتے ہو عبث جان گنواتے ہو
یہ ہاتھ آئینگے کب تمہارے سمجھ چکے ہیں کہ زر نہیں ہے

ہم کو تو مرنا ہے اکدن ہجر میں مر جائینگے
وہ ستم کیونکر کرینگے عمر بھر پچھتائینگے

ساتھ جب تو بھی نہو گی کس سے دل بہلائینگے
ہم اکیلے قبر میں اے بیکسی گھبرائینگے

کب ترس کھایا انہوں نے کب ترس وہ کھائینگے
مدتوں ترسا چکے ہیں مدتوں ترسائینگے

تیغ کے دم پر بنیگی ہم اگر مر جائینگے
آپ ہی وہ کوستے ہیں آپ ہی پچھتائینگے

دیکھتے ہی اسکی مژگان یہ خلش پیدا ہوئی
دلمیں کھب کھب کر یہی کانٹے مجھے تڑپائینگے

لب پہ حرف مدعا لانا قیامت ہو گیا
بول اٹھی انکی خاموشی ابھی ترسائینگے

روکنا اے ضبط ایسے بیوفا کو ہے عبث
جائینگے نالے تو کیا صورت یہ پھر دکھلائینگے

بزم سے اپنی اٹھاتے ہو تو جاتے ہیں مگر
پھر دل کمبخت لے آئیگا پھر ہم آئینگے

اپنی ہستی اک نئی صورت سے پھر مٹکر بنی
کیا خبر تھی خاک ہو کر نقش پا بنجائینگے

ہم تو یہ سمجھے ہوئے تھے ضبط میں کامل ہیں ہم
لو وہ کہتے ہیں کہ نالے تیرے لب پر آئینگے

ناصح مشفق کا آنا چال سے خالی نہیں
کچھ نہ کچھ اس بت کی جانب سے مجھے بہکائینگے

یہ بھی جاتی ہیں حسرت دیدار میں اشکوں کے ساتھ
رہ گئے ایسے دیدۂ مشتاق کیا کام آئینگے

ہر کسی کے سامنے اظہار غم اچھا نہیں
کیا کہیئے اے ضیا وہ جو کہین سن پائینگے

کٹتی ہے کیسی ہجر میں حال ہو کیا نہ پوچھئے
سنکے نہ رہ سکینگے آپ پھر خود نہ پوچھئے

ضبط کی ہے کچھ انتہا منہ کو کلیجہ آگیا
ان کے ستم نہ پوچھئے ان کی جفا نہ پوچھئے

شب کی وہ بیقراریاں تھیں وہ آہ وزاریاں
ہوتا ہے کیسا دردِ دل اسکا مزا نہ پوچھیے

ہم تو وفا شعار ہیں ملنے کو آئینگے ضرور
آپ کو اختیار ہے پوچھیے یا نہ پوچھیے

جان ہی لے لی اپنے مار ہی ڈالا آپ نے
دل میں چھپا ہے کس طرح تیرِ ادا نہ پوچھیے

میری وفا میں دیکھیے انکی جفا میں دیکھیے
یار سے مجھسے پیشتر قول تھا کیا نہ پوچھیے

سنتے ہی سنتے کیا ہوا ہچکیاں کیسی لگ گئیں
کہتا نہ تھا میں پیشتر حالِ ضیا نہ پوچھیے

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے پہلو میں یار کے
اک دن یہ ہو کہ جاتے ہیں در پر پکار کے

پوچھو نہ ولولے دلِ بے اختیار کے
لایا مجھے گلی میں تمہاری ابھار کے

کچھ خاک بھی جو اپنی تھی کوچہ میں یار کے
اٹھے وہ چڑھ گئی فلکِ بد شعار کے

ترچھی نظر سے تاک کے وہ سوئے مرغِ دل
کہتے ہیں یہ شکار ہے قابل شکار کے

بھولا نہیں ہوں آبلہ پائی میں دشت کی
احسان یاد ہیں خلشِ نوکِ خار کے

مرنے کے بعد ہی یہ مری خاک کا نشان
پھر آ یہ دیکھ لیجیے ہر سو گوار کے

کہتا ہے دل کہ کوچہ جاناں میں قبر ہو
ایسے کہاں نصیب ہیں مجھ خاکسار کے

کیا جانیں آپ تیرِ مژہ کی خلش ہے کیا
یہ دل سے پوچھیے کسی سینہ فگار کے

دیتے ہیں جان اسپہ جو عالم کی جان ہے
کرتے ہیں پیار اسکو جو قابل ہے پیار کے

میری بھی صبح و شام قیامت سے کم نہیں
وعدہ کی رات اور ہیں دن انتظار کے

جا کر جو پاس بیٹھے رہ یہ کہکر اٹھا دیا
کہتے ہیں اب نہ آ کہ دلِ بیقرار کے

تجھکو نہیں ہے آنکھ الفت نہیں سہی
انسان بن لیتا ہے کہنے سے چار کے

ترچھی نظر سے دیکھ لو قصہ تمام ہو
دل بھی جگر بھی دونوں ہیں بس ایک وار کے

یون اپنے منہ کی شبِ وعدہ جان لی
قصے ہین آ گئے وہ کبھی ہوشیار کے

یا تو رقیب ہی سے ملو یا ہمین سے اب
آپس مین جھگڑے خوب نہین بار بار کے

سوزِ نگاہ کام وہان اپنا کر گیا
تیور ہی دیکھتے رہے ہم چشمِ یار کے

امید آپ سے تو ہمیشہ رہی مگر
نکلے کبھی نہ حوصلے دلِ امیدوار کے

مرنے پہ بھی ہے سوزِ نہان جان کا عذاب
وہ رنج ہے کہ ڈھ گئے تختے مزار کے

اہلِ زمین سے دلمین کدورت ہوئی تو کیا
یہ ساتون آسمان ہین پتلے غبار کے

بڑھتے ہین لوگ نوح کے طوفان سے آجتک
دیکھے نہین ہین اشک کسی چشمِ زار کے

پھولا پھلا نہ گلشنِ دل اپنا اے **ضیا**
جھونکے ہزار چل گئے بادِ بہار کے

مزا دردِ محبت کا کوئی پوچھے مرے دل سے
گیا جب تو اُٹھا اک چوٹ کھا کر انکی محفل سے

مروت کی نہین امید جسکی آنکھ کے تل سے
نظر بھی لڑ گئی میری تو کس بیباک قاتل سے

پہونچ کچھ ہی گیا جان پر بیتابی دل سے
کہ دن گذرے ہین مر مر کر کٹی ہے رات مشکل سے

کبھی دن ایسا ہو جائیگا میرے جذبِ کامل سے
چلے آئینگے اُٹھکر آپ غیرون کی محفل سے

ہماری سخت جانی کوئی پوچھے تیغِ قاتل سے
کہ دن بھر مین کٹی ہے ایک رگ وہ بھی مشکل سے

قیامت ہو گئی برپا ہمارے نالۂ دل سے
مگر اُٹھا ہے یہ فتنہ کسی کافر کی محفل سے

نقاہت وہ کہ چلنا اک قدم بڑھکر ہے منزل سے
وہ اُٹھے بھی تو مشکل ہے جو بیٹھے بھی تو مشکل سے

عجب کیا ہے کہ پرسشِ خونِ ناحق کی ہو محشر مین
خموشی سیکھلے قاتل زبانِ زخمِ بسمل سے

مرے نالے بہت اچھے کہ سنکر خوش وہ ہوتے ہین
گلون کے کان پھوٹے باغ مین شورِ عنادل سے

غضب وہ سرمگین آنکھین قیامت لال وہ ڈورے
چھری سی چل گئی دلپر نظر ملتی ہی قاتل سے

ہماری نارسا قسمت کو قاصد کیا کرے ورنہ
پہونچنا اور پھر محروم رہنا اُنکی محفل سے

اگر تم شوخیوں سے اپنی باز آتے نہیں صاحب
تو ہم بھی ہیں بہت مجبور اپنے چلبلے دل سے

یہ کیونکر لوگ کہتے ہیں قیامت ایکدن ہوگی
قیامت روز ہوتی ہے تمہارے عہد باطل سے

ہمارے دیدۂ تر ابر دریا بار سے بڑھکر
ہماری آستین کچھ کم نہیں دامانِ ساحل سے

نہ ہو بیتاب سنکر نالۂ پُر درد راتوں کو
بدل لے اپنا دل کوئی مرے ٹوٹے ہوئے دل سے

کوئی دامن کسیکا تھام کر محشر میں پوچھیگا
تمہیں وہ یاد ہو منہ پھیر لینا اپنے بسمل سے

غضب کیا جذب دل کی قیس کو منظور ہی نہیں تھا
نہ نکلے لیلی محمل نشین بے پردہ محمل سے

غریق عشق کا بیڑا جو ہو تو پار کیونکر ہو
یہ دریا آپ ہی نا آشنا ہے اپنے ساحل سے

نہیں جاؤں تو شکوے ہیں اگر جاؤں تو کہتے ہیں
کوئی آیا ہے کیوں کیا کام مجھے میری محفل سے

نصیحت تیری اے ناصح فقط سننے کے مالک ہیں
مگر کچھ بس نہیں چلتا ہمارا حضرت دل سے

ستارے پھر گذرتی ہیں تمہیں اختر شماری میں
ضیا پھر دل لگا بیٹھا کسی زہرہ شمائل سے

کہا ظالم نے میرے نامہ بر سے
کہ کچھ روز دن ابھی وہ اور ترسے

یہ پوچھے تو کوئی اس بے خبر سے
کہ واقف بھی ہے نالوں کے اثر سے

جو گذرے بھولے بھٹکے وہ ادھر سے
مری تربت کو دیکھا کس نظر سے

نقاہت میری اس درجہ کو پہونچی
اُٹھا جاتا نہیں دردِ جگر سے

اٹھیں بے پردہ دیکھیں اہل محشر
یہ دیکھا جائیگا اپنی نظر سے

کچھ ایسا غیر نے فقرہ سنایا
کہ دے کر لے لیا خط نامہ بر سے

تمہارے پاس تو بیٹھا نہیں ہوں
اٹھاتے کیوں ہو مجھکو اپنے در سے

ہماری بدگمانی بھی تھی شامل | کہاں تم جا رہے تھے شب کو گھر سے

ہمین دیکھا کیے چھپکے وہ پہرون | نہین معلوم دیکھا کس نظر سے

پڑا ہے نام اس کمبخت دل کا | نہین ملتی کچھ اس بیداد گر سے

یہ کیا معلوم تھا الفت مین ان کی | چلے گی لاگ چرخِ کینہ ور سے

بھلا ہو غیر کا ای کوئے جانان | کہ رستہ تک چھٹا اپنا ادھر سے

خلش کیا ہوتی ہے تیر مژہ کی | اسے تو پوچھئے میرے جگر سے

اٹھائین ذلتین الفت مین اتنی | کہ ہم خود گر گئے اپنی نظر سے

ضیا بیکار کیا بیٹھے ہوئے ہو
لگا لو دل کسی رشکِ قمر سے

دل کبھی ملتے ہین چٹکی بھی لیجاتی ہے | پاس بٹھلا کے یہ راحت مجھے دیجاتی ہے

انکی فرقت بھی گوارا نہین کیجاتی ہے | اپنی حالت بھی نہین اُنسے کہی جاتی ہے

کشتۂ تیغ تغافل ہون اُٹھیگا لاشہ | ابھی ہاتھون مین تو ان مہندی ملی جاتی ہے

آپ ہی آپ چلے آتے ہین بل ابرو پر | بات تو ان ہی باتون مین تلوار کھچی جاتی ہے

صورتِ آئینہ ہون دیکھ رہا ہون چپکا | ہر ادا انکی ہر دل مین کھبی جاتی ہے

ہوگیا حشر کا بھی خاتمہ اس کوچے مین | آپکی نہین منہ یاد سنی جاتی ہے

کہکے یہ بزم مین غیرون کو جلایا کیا | کوئی ہو بات جو گالی مجھے دیجاتی ہے

مٹی جاتی ہے قیامت بھی قدِ موزون پر | خوش خرامی پہ نزاکت بھی پسی جاتی ہے

تیغ سو طرح سے اک ہو کی مذمت تو ہے | یہی کافی ہے کہ ہمسے نہین پیا جاتی ہے

یونہی جیتا ہون پر آپ جو رد کے شب غم | ایسے بیکس کی مصیبت بھی کہی جاتی ہے

بیوفا کون کہ وہ اور محبت کا نباہ | یہی کیا کم ہے کہ غیروں سے نبھی جاتی ہے
حسن والے ہوئے جلاد بگڑ جائیگا نہین | ہے جو مشہور یہ اک بات کہی جاتی ہے
آتشِ عشق نے آخر یہ اثر دکھلایا | ساتھ پروانوں کے اب شمع جلی جاتی ہے
خوفِ صیاد سے یہ رنگ ہوا گلشن کا | کہ صبا بھی چھپی آتی ہے چھپی جاتی ہے

کس گھڑی خواب جوانی سے مین چونکا ہون ضیا
دوپہر ہو چکی جب دھوپ ڈھلی جاتی ہے

نہ وصل یار سے تا حشر ہو گی یاس مجھے | کہ مرتے مرتے بھی کچھ کچھ رہی ہے آس مجھے
کسی نے دور بٹھایا کہ اپنے پاس مجھے | کسی کی بزم مین اتنا کہان ہے پاس مجھے
کٹے گی یا نہین فرقت کی شب خدا جانے | بڑی تو یہ ہے قیامت کہ ہے ہراس مجھے
دلوں مین ڈھونڈھ رہے ہین جگہ چھپنے کی | وہ کاش جان لین محشر مین ناشناس مجھے
گلی مین یار کی کھویا گیا ہون کچھ ایسا | کہ لاکھ ڈھونڈھیں نہ پائین مرے حواس مجھے
قریب مرگ خوشی سے مین ہو گیا اکثر | شبِ وصال کسی دن نہ آئی راس مجھے
لگا یاس ہی قاصد سے دل پہ چوٹ لگی | وہ آس ٹوٹ گئی تھی جو ایک آس مجھے
مین دور دور رقیبوں سے بہت رہا لیکن | بلا لیا صفِ محشر مین اپنے پاس مجھے
دکھا رہی ہے یہ نیرنگیان شبِ فرقت | امید بھی نظر آتی ہے شکل یاس مجھے
کسی کے عشق مین کیا ہو گا جان جائیگی | سمجھ لیا جو یہ دل مین تو کیا ہراس مجھے
تھکا ہوا ہون مگر ہین راستے کا بہت | نہ پوچھو کچھ ابھی آلین فدا حواس مجھے
کبھی تمہارا نہ شبِ وعدہ مین کبھی مردہ | کبھی امید مجھے تھی کبھی تھی یاس مجھے
کفن پہ اپنے نہ کیون ناز ہو لیس مردن | ہوا نصیب نہ تا عمر یہ لباس مجھے

اگر ہو مجھسا بلا نوش خود چھکے ساقی … مین چلتے چلتے کہون اور دو گلاس مجھے

ضیا کہو تو سہی رنگ کیا مزاج کا ہے
دکھائی دیتے ہو کچھ آج تم اداس مجھے

اتنی نگاہ مجھپہ بھی اے جان کبھی کبھی … کچھ سن لیا کرو غم پنہان کبھی کبھی
ہوتا ہون اسکے سامنے گریان کبھی کبھی … یونہین نکلتے ہین مرے ارمان کبھی کبھی
کچھ اور سلسلہ تو نہین اسکے عشق کا … سلجھاتا تھا مین گیسوی پیچان کبھی کبھی
ہر چند ضبط گریہ ہے لیکن مین کیا کرون … آنکھین اٹھا ہی دیتی ہین طوفان کبھی کبھی
غافل تو جیگا دیا ہے جو درد عشق … رہتے کا میرے حال کے پرسان کبھی کبھی
دیتے ہین کب جواب حسین میری بات کا … آئے جو دل مین ہوگئے خندان کبھی کبھی
مدت ہوئی کہ درد نہین دل کو پوچھتا … لیتا ہے چٹکیان ترا پیکان کبھی کبھی
بھولے ہوئے ہو غیر پہ یہ بات لکھ رکھو … مین یاد آہی جاؤنگا اے جان کبھی کبھی
اچھا خوشی تمھاری ہے غیر ہی کی بات … اچھا یونہین سہی مرے مہمان کبھی کبھی
تلوون مین اب بھی اٹھتی ہے کھجلی سی گاہ گاہ … آتے ہین یاد خار بیابان کبھی کبھی

جمتا نہ رنگ غیر کی باتون کا اسقدر
ہوتا وہان ضیا جو غزل خوان کبھی کبھی

خدا ہی یاد اب آتا ہے دل لگا کے مجھے … بڑا ثواب لیا آپ نے ستا کے مجھے
نہ حوصلے رہے اُس بت سے التجا کے مجھے … خموشیون نے حوالے کیا خدا کے مجھے
بتون کا بندہ بنا تھا کون یہ پوچھیگا … فرشتے لے نہ چلین سامنے خدا کے مجھے
نگاہ شوق سے مشتاق بنکے جب دیکھا … نرالے ڈھب نظر آئے تری ادا کے مجھے

وہ جب جوان بھی تھے دل مجھی کہتا تھا
کہ لاؤ پیچ مین بل گیسوئے دوتا کے مجھے

خدا کے سامنے جاتا نہ جانا ایک ہوا
گلے نہ یاد رہے کچھ تری جفا کے مجھے

یہ کون دیکھے جو رسوائیان اٹھاتا ہون
وہ آپ چپ رہے دیوانہ سا بنا کے مجھے

ازل سے لکھی تھی قسمت مین جو پریشانی
تو بھائے پیچ ترے گیسوئے دوتا کے مجھے

گلہ ہے راحت و آرام سے مصیبت مین
کسی نے جھوٹ بھی پوچھا کبھی نہ آ کے مجھے

نہ کہتا تھا کہ عدو ٹھہرینگے نہ مقتل مین
سلام کرنا پڑا اب تو سر جھکا کے مجھے

یہ دن شباب کے یہ ابتدائے عشق بتان
یہ راتین ہجر کی یہ صدمے انتہا کے مجھے

عدو سے باتین اشارون مین کین سر محفل
اُٹھائے فتنے غضب سامنے بٹھا کے مجھے

وہ سُنکے میری غزل غیر سے یہ کہنے لگے
پسند دل کے ہین اشعار سب ضیا کے مجھے

تم رہو ہم رہین زمانہ نہ رہے
دل مین کمبخت حوصلہ نہ رہے

دل کسی پر جو مبتلا نہ رہے
مرنے جینے کا کچھ مزا نہ رہے

مجھے ملنا تو یون بھی ممکن تھا
کچھ دنون غیر سے خفا نہ رہے

دل بھی جلنے جو آپ جاتے ہین
میرے پہلو مین دوسرا نہ رہے

سامنے اپنے چاہیے ساقی
جام خالی رہے بھرا نہ رہے

گھور کر آئینے کو کہتے ہین
یون ہمین کوئی دیکھتا نہ رہے

وہ چلا اُن کے پاس ایسا دل
جو کہین چین سے ذرا نہ رہے

بزم ساقی کا رنگ یہ دیکھا
ہوش اپنے وہان بجا نہ رہے

ہم کہے دیتے ہین کہ تا نک ہو
دوش پر گیسوئے دوتا نہ رہے

ٹھوکرین دیجیے یہ کیون کہتے ‏ — میرے در پر کوئی پڑا نہ رہے
ان نگاہون سے تیری او عیّار ‏ — پارسا بھی تو پارسا نہ رہے
رات کوئی کسی سے کہتا تھا ‏ — آج شوخی رہے حیا نہ رہے
غیر کے واسطے بھی او ظالم ‏ — کوئی حیلہ کوئی بہانہ رہے
رشک کہتا ہے روز محشر بھی ‏ — کوئی اُنکے مرے سوا نہ رہے
اسقدر تو ہو۔ دور ہے منزل ‏ — پاؤن مین ایک آبلا نہ رہے
اُن کو نفرت ہوئی تو ایسی ہوئی ‏ — سب رہین بزم مین ضیا نہ رہے

اب ضیا سے کہو چلے کعبہ
دہر مین بندۂ خدا نہ رہے

مارا ہے کسنے تیر نظر کچھ نہ پوچھئے ‏ — چھلنی کیا ہے کسنے جگر کچھ نہ پوچھئے
ہم سے ہمارے دل کی خبر کچھ نہ پوچھئے ‏ — کھو کر ہمین گیا ہے کدھر کچھ نہ پوچھئے
فرقت مین حالِ دردِ جگر کچھ نہ پوچھئے ‏ — کٹتی ہے جیسی شام و سحر کچھ نہ پوچھئے
دم لب پہ جان آنکھون مین دستِ اجل مین روح ‏ — کسوقت اُسنے لی ہے خبر کچھ نہ پوچھئے
کھائی ہے دل نے چوٹ کہان کیا بیان کرون ‏ — کس بت سے لڑگئی ہے نظر کچھ نہ پوچھئے
آرائشون کی سج بھی ہے وعدہ کی شب انہین ‏ — دم پر جو بن رہی ہے ادھر کچھ نہ پوچھئے
بے پردگی یار ہے وہ بات کیون کہون ‏ — کیسا دہان ہے کیسی کمر کچھ نہ پوچھئے
باتین جو مجھسے دل کی ہوئی ہین شب فراق ‏ — سب پوچھنے ہی کی ہین مگر کچھ نہ پوچھئے
بے رحمیان ہمارے دلِ مبتلا کے ساتھ ‏ — کیا کر رہی ہے ترچھی نظر کچھ نہ پوچھئے
چھانی ہے ہم نے خاک بہت کوچۂ عشق کی ‏ — کیا کیا ہین اسمین خوف و خطر کچھ نہ پوچھئے

نالے میں کر رہا ہون وہ قسمت پہ ہنستے ہین — وحشو کا جو دے رہا ہے اثر کچھ نہ پوچھئے
ہمدرد ہو گیا ہی جو قسمت سے ہجر مین — کیا دل سے کہہ رہا ہے جگر کچھ نہ پوچھئے

کس کے لئے ضیا نے لیا جوگ کیا کہون
آوارہ کیون ہے چھوڑ کے گھر کچھ نہ پوچھئے

آجانا کہین دل کا آفت سی یہ آفت ہے — پھر لوگون کا سمجھانا یہ اور قیامت ہے
کس طرح نبھے الفت اب اُنکی یہ حالت ہے — ہر بات پہ غصہ ہی ہر بات پہ حجت ہے
شام شبِ تنہائی مجمع یہ غنیمت ہے — مین ہون غمِ فرقت ہے دل ہے تری حسرت ہے
وعدہ تھا کہ شب کا دن طولِ قیامت ہے — کچھ اور گھٹا و تم یہ تو بڑی مدت ہے
تمنے بھی سنا ہوگا ارمان کا جو گھر دل تھا — اب حسرتِ مردہ کی ٹوٹی ہوئی تربت ہے
کو عیش ہو جلتے ہین دنیا کا ہمین یارب — ہے یاد نہ بہلے گی عاشق کی طبیعت ہے
معشوق بہت دیکھے بھایا نہ کوئی دلکو — جو کھب گئی آنکھون مین وہ ایک ہی صورت ہے
دل اور کلیجے کو پر داغ جو پاتے ہو — سوزِ غمِ پنہان کی ساری یہ شرارت ہے
جب ذکر وفا چھیڑا جھنجھلا کے وہ بول اُٹھا — کرتے ہو وہی باتین جس سے مجھے نفرت ہے
بیتابی عاشق کا پرسان ہی نہین کوئی — آرام کو غفلت ہے بھولی ہوئی راحت ہے
مجھسے تو مخاطب ہین آنکھین ہین مگر دل پر — مین خوب سمجھتا ہون جو آپکی نیت ہے
تھا غمِ فرقت بھی کچھ کام نہین آتا — کیا آبلہ دل کی پھوٹی ہوئی قسمت ہے
شرماؤ نہ دل لیکر مین آئینہ دیتا ہون — دیکھو تو کہین کچھ بھی آنکھون مین مروت ہے
کہنے کو تو کہتے ہو تم سن نہ سکو شاید — جو دل کی حکایت ہے پر درد حکایت ہے

افسوس ضیا تو نے اپنے کو مٹا ڈالا

لیکن نہ وہ ہاتھ آیا جسکی مجھے الفت ہے

دشمن کہ دوست کوئی ہو سبکی خدا سُنے
مین چاہتا ہون میری وہ بت التجا سُنے

کچھ ابتدائے عشق ہی سمجھا نہ نیک و بد
میری نہین کسیکی دل مبتلا سُنے

قاصد گیا بھی اور رسائی بھی ہوگئی
اُسکی خوشی اگر نہ مرا ماجرا سُنے

اچھا نہ سنئے حالِ شبِ غم نہین سہی
اکبار اور کہئے کہ میری بلا سُنے

نالے بھی ایسے ویسے تھے آہین بھی یہ نہین تھین
فریاد کی تو کہنے لگا وہ خدا سُنے

دل کو تڑپتے شمع کو جلتے کٹی ہے رات
قصہ ہمارے درد کا دردآشنا سُنے

یہ انتظام آجتک اُس بزم مین نہین
بیٹھے وہ میرے پاس مرا مدعا سُنے

لیلی ہی کچھ سمجھتی تھی مجنونکی بات چیت
کیا کہہ رہا ہے دل تری زلفِ دوتا سُنے

کہتے ہو دلکی چوری کوئی عیب ہی نہین
پہلو مین پھر بٹھالے اگر دوسرا سُنے

کس سے کہے کہ عشق نے لوٹا ہے کس طرح
بیکس غریب دلکی سُنے تو خدا سُنے

مین شکوہ ہائے غفلت بیجا کیا کرون
وہ کیون شکایتِ ستم ناروا سُنے

آجائیگی ہنسی کبھی ہو جائیگا سکوت
اُسکی زبان سے کوئی مرا ماجرا سُنے

اس سے خموشی دہن زخم دل بھلی
کیون چھیڑ کر کسی سے کوئی کوسنا سُنے

مشتاقِ جلوۂ رخِ جانان نہو کبھی
جسکو خدا نے کان دئے ہون صدا سُنے

باتین پتے کی خاک نہ سمجھیگا یون کبھی
عاشق کسیکا ہو کے کلامِ ضیا سُنے

حسین یون تو ہزارون ہین چاہنے کے لئے
مین ڈھونڈھتا ہون محبت نباہنے کیلئے

جگر کی پھانس نے ایسا گلا دبایا ہے
تڑپ رہا ہون شبِ غم کراہنے کیلئے

کسی کو وصل کیا ہو کسی کی الفت کا
کہ عمر خضر بھی کم ہے نباہنے کے لئے

وہ درد دل مین ہو جو سانس بھی نہ لینے دے
کلیجہ چاہئے شب بھر کراہنے کے لئے

یہ آرزو ہے کہ جنت مین بھی نصیبون سے
خدا کرے تمہین ملواؤ چاہنے کے لئے

بشکل مردہ ہون لیکن ہنوز جیتا ہون
فقط تمہاری محبت نباہنے کے لئے

بتاؤ گانٹھ گرہ مین بھی کچھ ہے یا یونہین
ضیا چلے ہو حسینون کو چاہنے کے لئے

ابھی ہے تیغ گران مجھسے ناتوان کیلئے
بڑے کلیجے سے آئے ہو امتحان کے لئے

پکارتی ہے سر شام دل کی ویرانی
چراغ دے کوئی اجڑے ہوئے مکان کیلئے

پناہ مانگئے اُس آہِ نیمکش سے حضور
جسے کہا کہ بُری ہے یہ آسمان کے لئے

جگر کی پھانس پسندِ رگِ گلو نہ ہوئی
تڑپ رہی ہے تمنے خنجرِ روان کے لئے

عدو کے غم مین ہے تر آنسوؤن سے وہ دامن
جو چاہئے تھا مری چشم خونفشان کیلئے

تماشا دیکھئے گھٹ گھٹ کے دم نکلنے کا
طلب کرون گا اجازت ابھی فغان کیلئے

نہ آنسوؤن مین اثر ہے نہ آہ مین تاثیر
نہ کچھ زمین کیلئے ہے نہ آسمان کے لئے

نگاہِ شوق کو آرائشون سے لطف ملا
تمہین خبر بھی ہے لٹتے کہان کہان کے لئے

شبِ فراق نے کھوئی بلا سے نیند مری
قرار ڈھونڈھ رہا ہون دلِ تپان کے لئے

جو آنکھین یار کی اٹھکر جھکین غضب ٹوٹا
قیامت آئی زمین پر آسمان کے لئے

جگر کے دل کے کلیجے کے چند ٹکڑے تھے
نصیب وہ بھی نہین اب غم نہان کیلئے

خدنگِ ناز سے بیچارہ دل ہے شرمندہ
غریب کیا کرے سامان میہمان کیلئے

خدا نے آپکو پتھر سا دل دیا صاحب
بس اور چاہئے کیا ہے امتحان کیلئے

حضور کچھ تو محبت کا حق ادا کر دیں
دعائے مرگ سہی اپنے نیم جان کے لئے

چلے تھے دو ہی قدم وہ زمین نے دی صدا
اٹھا رکھو کوئی فتنہ تو آسمان کے لئے

جو آگئی تو خطا کیا مری طبیعت کی
سزا نکالئے کچھ اپنے پاسبان کے لئے

زمانہ بھر کو تمہارے بانکپن نے خاک کیا
پکار اٹھا کہ مٹو ایسے نوجوان کے لئے

کہاں کہاں نہ مٹایا لکھا مقدر کا
جبین بنی تھی ترے سنگ آستان کیلئے

قرار بھی ہے سکون بھی ہے چین بھی ہے مگر
جو پوچھئے تو نہیں ہے دل تپان کیلئے

اٹھاؤ تیغ نزاکت اگر اجازت دے
عدو سے کیوں ہوئے ہو میرے امتحان کیلئے

بڑا تھا حوصلہ عہد شباب کا ہم کو
بہت خراب ہوئے ایک داستان کیلئے

کہیں گے چارہ گر کیا ایڑیاں رگڑ کے مرا
بری لکھی ہے قضا تیرے نیم جان کے لئے

غضب ہے یار کی محفل میں دل بھی ساتھ آیا
جگہ یہ خوب نہیں میرے رازدان کے لئے

تم ایسے نام بھی اچھا تمہاری یاد اچھی
مرے لئے مرے دل کے لئے زبان کیلئے

ہے وصل و ہجر کا جھگڑا ضیا محبت میں
بکھیڑے آپنے یہ اپنے سر کہاں کے لئے

کبھی دکھے ہوئے دل سے جو آہ کی ہوتی
پکار چار طرف سے پناہ کی ہوتی

گرا ہے آنکھ سے میری تو خاک میں شعلے
کسی پر اتنی کسی نے نگاہ کی ہوتی

وہ کہتے ہیں کہ محبت تمہیں نباہو گے
نباہتے جو یہ صورت نباہ کی ہوتی

اسی تڑپ کو شب وصل ڈھونڈتا ہے دل
وہی خلش ترے تیر نگاہ کی ہوتی

ہزار حیف کہ دیکھا گیا نہ ظالم سے
بڑی خوشی مرے حال تباہ کی ہوتی

نکالے جاتے مگر ساتھ آرزوؤں کے
دل عدو میں اگر ہم نے راہ کی ہوتی

شبِ فراق جو بنتی کسی کے کابل ہے
جگر تو آنکھوں میں اس روسیاہ کی ہوتی

بتاتا کون جو محفل میں ڈھونڈتے دل ہم
تلاش بھی ترے دزدیدہ نگاہ کی ہوتی

ستم کشانِ محبت میں تو گنے جاتے
یہ کیا کیا جو کیا ضبط آہ کی ہوتی

شبِ دوہفتہ کچھ ایسی بری نہیں کٹتی
جو اک شبیہ کسی رشکِ ماہ کی ہوتی

غزل سرا ہو ضیا اور تم خموش رہو
واہ نکلی تھی منہ سے تو آہ کی ہوتی

بیٹھنا بزم میں اس شوخ کی مشکل ہو جائے
درد بھی رہ کے جو پہلو میں کہیں دل ہو جائے

تا قیامت نہ پھرے جسکی طرف دل ہو جائے
وہ طبیعت نہیں ہر اک پہ جو مائل ہو جائے

اور بیتابیاں کیا کہیے شبِ فرقت کی
دیکھنے والا بھی دل تھام کے بسمل ہو جائے

قتل کرنیکی ادائیں بھی ہوا کرتی ہیں
آپکی طرح کوئی اور تو قاتل ہو جائے

یہ تو مانا کہ وہ انسان ہے کچھ حور نہیں
کیا کریں ہاتھ سے بے ہاتھ اگر دل ہو جائے

وصل کا نام سنا کرتے ہیں ہوتا بھی ہے
ہم تو جب جانیں کسی دن ہمیں حاصل ہو جائے

آدمی زلف کے پھندے سے بچالے دل کو
اس سے بہتر ہے کہ پابندِ سلاسل ہو جائے

یہ عجب لطف ہے جب دیکھئے پردے میں انہیں
پھر نیا شوق نئی آنکھ نیا دل ہو جائے

نام جائیگا جو لو ظلم سے وہ کہتے ہیں
کہیں ایسا نہ ہو سونی مری محفل ہو جائے

آدمی آدمی کے بس میں تو ہو جاتا ہے
میرے قابو میں تو کمبخت مرا دل ہو جائے

رنگ لائے جو کہیں جوشِ جنوں مقتل میں
طوقِ گردن کا مرے خنجرِ قاتل ہو جائے

دل چرا لینا پھر الزام یہ الٹا دھرنا
کیوں کہیں بیٹھے ایسا کوئی غافل ہو جائے

ہائے دیکھی نہیں جاتی ہے ضیا کی حالت

ہائے کمبخت کی آسان کہین مشکل ہو جائے

ہمارے درد کا پہلو یہی نکلتا ہے / کہ چٹکیون سے کلیجا کوئی مسلتا ہے

کہے ہو دھیان ہم ایسونکی ہنسنے رونے پر / جنون والون کا کچھ یون نہین جی بہلتا ہے

ہوا جو نزع مین دیدار بھی تو ہوش کہان / نکلتی ہے مری حسرت کہ دم نکلتا ہے

بہت سے دل ہین کہ جن کو سنبھال سکتے ہین / یہ دل وہ ہے کہ سنبھالے نہین سنبھلتا ہے

اٹھائے جاتے ہین تعظیم غیر کو سو بار / ہمارا بیٹھنا محفل مین انکو کھلتا ہے

چراغ تک نہین اس اجڑے خانۂ دل مین / وگرنہ شام کو گھر گھر چراغ جلتا ہے

رہین یہ آنکھین سلامت جگر کے گھاؤ کی خیر / کہ آنسوؤن کی جگہ اب لہو نکلتا ہے

مرا جو بس ہو تو آپ اپنی روک تھام کرون / مگر کچھ آئے ہو تو دل سے زور چلتا ہے

بڑا ستم تو ہے اس شخص کی پشیمانی / جو منہ سے کچھ نہین کہتا ہے ہاتھ ملتا ہے

پڑا جو داغ کلیجے مین وہ نہین مٹتا / چبھا جو دل مین وہ کانٹا نہین نکلتا ہے

جب اسکے کوچے مین دیکھا ضیا کو یون کہا
کلیجا ہاتھون سے تھامے ہوئے ٹہلتا ہے

ٹپکے جو چشم تر سے وہ کمبخت یاس ہے / نکلے جو آہ بنکے وہ دل کی بھڑاس ہے

دم پر وہ بن رہی ہے کہ جینے سے یاس ہے / مرتا ہون مین کہ پھر ترے ملنے کی آس ہے

اب دل کے حسرتون کے نکلنے کی یاس ہے / جو آس ہے وہ ٹوٹنے والی ہی آس ہے

جس بزم مین نہین تری محفل کا رنگ ڈھنگ / رونق وہان ہو لاکھ مگر پھر اداس ہے

تقدیر اپنی اپنی محبت کا کیا قصور / میرے لئے جو شخص ہزارون کو راس ہے

جا کر کسیکی بزم مین ہم ایسے لٹ گئے / کھونیکے واسطے بھی نہین اب جو پاس ہے

اک آہ سرد کھینچکے کہتا ہے کچھ نہ پوچھ
کسنے تباہ حال کیا کس کا نام لوں
جو نہیں سایہ اثر ہے کسیکی نگاہ کا
اٹھے ہے جہان پہ بیٹھگئے چار غم نصیب
یہ سوچکر رکھا ہے قدم کوئے عشق مین
اے انقلاب دہر وہ دن کیا ہوئے

جب دل کی پوچھتا ہون تو کیون اداس ہے
اک آشنائے ظلم و وفا ناشناس ہے
ہوش اپنے ہین بجا نہ ٹھکانے حواس ہے
پھر اُس جگہ کو دیکھئے کیسی اوداس ہے
مرنا ہی ایک دن ہے تو پھر کیا ہراس ہے
تھا جن دنون گھمنڈ کہ دل میرے پاس ہے

کیونکر کوئی حسین تمھین چاہے اے ضیا
کچھ ایسی شکل ہے نہ کچھ ایسا لباس ہے

جنون عشق کا باعث شباب ہوتا ہے
مزاج یار سے نیرنگیان فلک مین کہان
جو کٹتی ایک سی وقت کی شب تو پھر کیا تھا
امیدوار کو اپنے امید پر تو رکھو
ہزار حیف کہ مین اُسکا آئینہ نہ ہوا
سنبھالتا تو ہون دل کو بہت شب وعدہ

یہ دن مجھے یہ زمانا خراب ہوتا ہے
گھڑی گھڑی مین یہان انقلاب ہوتا ہے
کبھی غشی تو کبھی اضطراب ہوتا ہے
کچھ اُسپہ رحم کبھی جسپر عتاب ہوتا ہے
وہ شاید آئینہ سے بیحجاب ہوتا ہے
مگر کچھ آپ ہی آپ اضطراب ہوتا ہے

ضیا کو دیکھکے اللہ ہمکو یاد آیا
کوئی کسی کے لئے یون خراب ہوتا ہے

سوجھی کبھی جو ضیا کو تو اپنے مرنے ہی کی
کچھ خاک بھی ہے سر پہ کچھ پاؤن بھی ہین سیج
وہ غم نصیب ہین جو سولن پہ بھی کسی دن

ایسی تھی جان وہ بھرتا اُسے دوستی کی
اے کاش اُسکو ہوتی یہ شان عاشقی کی
آئی نہ کچھ لے کھلکے کوئی گھڑی خوشی کی

پیوند خاک کردو اکبار سی کو صاحب
مٹی مین کیون ملاؤ تم آرزو کسی کی

ترک وطن کی خواہش ہم سے یہ کہہ رہی ہے
تقدیر مین تمہاری ہو موت بیکسی کی

اک عشق مین بہت سے کچھ ہو سکا نہ اب تک
باز آگئے ہزارون لاکھون نے خودکشی کی

قاصد کا ہنسکے دینا ہم کو نہ راس آیا
برسون رُلانیوالی تحریر تھی کسی کی

مجھ سخت جان سے یہ بھی تنگ آکے کرتی ہین
گردن پہ چل رہی ہین چھریان بے بسی کی

کس رنگ نے ضیا یہ صورت تری بنائی
اے بندۂ خدا کچھ کہہ بھی تو اپنے جی کی

کچھ اپنی سدھ نہین پھرتے ہین ایک عالم ہے
غریب دل نہین معلوم کس خیال مین ہے

خوشی ہماری کبھی یار کی خوشی نہ ہوئی
ہمیشہ تو بھی گذرنا اسی ملال مین ہے

انھین تو رحم بھی آیا وہ پوچھتے بھی ہین
کبھی کو عذر مگر اپنے عرض حال مین ہے

کسی کی بزم مین بیٹھے تھے سر جھکائے ہم
کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کس خیال مین ہے

وہ غم نصیب ہون آئی ہنسی تو رونے لگا
مری خوشی کو بھی جب دیکھئے ملال مین ہے

شریک کون ہو تیرے غم جدائی کا
جو ایک دل وہ ترے حسرت وصال مین ہے

دکھا دی زلف بھی مٹھی بھی آس کیا ہوگا
کہین نہین تو مرا دل ترے خیال مین ہے

ضیا کو دیکھتے پہلے تو آپ رو دیتے
قلق ستایا ہوا اب تو اچھے حال مین ہے

کب ہوش و حواس ہین ٹھکانے
دل چھین لیا تری ادا نے

ہستی مین ملائی خاک میری
برباد بھی کی نہین صبا نے

آئندہ کی کچھ کبھی تو آخر
سنئے گا ہم ایسون کے فسانے

ناحق بھی کسیکا دل دُکھانا
کافر یہ کہا ہے کس خدا نے

آنا ہو تو کیون کہو عدو سے
آنیکے ہزار ہین بہانے

بھیجی ہوئی آئی تھی کسی کی
پوچھا نہ مزاج بھی قضا نے

رویا بھی تو اُس سے آگے رو دیا
یہ اور بُرا کیا ضیا نے

ہے ہچکیونکی ڈاک برابر لگی ہوئی
اب کیا بجھائیگی مژہ تر لگی ہوئی

سنوائیے ایخدا وہ کسی کی زبان سے
جو میرے جی سے ہے سر محشر لگی ہوئی

اُٹھ اُٹھکے درد کہتا ہے یہ ضبط آہ سے
سچ کہنا کیسی چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

ہم اسطرف رہین پس پردہ رہین حضور
دو چار ہو گی آنکھ مقرر لگی ہوئی

اے حسن والے یار اُٹھا بھی نقاب رُخ
پھرون بیٹھے ہے سر محشر لگی ہوئی

وعدہ وہ بھولتے ہین ابھی اٹھینگے جب جوان
مہندی رہیگی پاؤن مین اکثر لگی ہوئی

محشر پہ ٹھہرے فیصلہ کیون بات بات کا
رکھے اگر نہ اپنا مقدر لگی ہوئی

ہم دل جلونکی خاک جہان ہو گی اُس جگہ
کچھ آگ سی رہیگی برابر لگی ہوئی

کہنے کو بجھ گیا ہے دل اپنا مگر ضیا
کیا جانیے کہ جی سے کیونکر لگی ہوئی

آپکی بزم مین کس طرح یہ دھڑکا جائے
ہم تو آئے ہین طبیعت نہ کہین آجائے

حال اُس دل کا سنائیے کہ دیکھا جائے
نہ قرار آئے جسے اور نہ تڑپا جائے

مہربانی بھی کبھی پھر بھی یہ ستم ہے کہ ہمین
کچھ ہمیں سے تو باریہ مین جو پوچھا جائے

اب نہ سمجھائیے اے حضرت ناصح سمجھے
آپ دنیا مین رہین عشق کا سودا لائے

کس قیامت کا پیامی کو ملا ہے یہ جواب
جان کے اپنی وہ جاتا ہے تو اچھا جائے

جب تڑپنے کا مزہ ہو کہ تڑپنے والا
دیکھتا جائے ہمین اور تڑپتا جائے

فلکِ پیر نے کتنون ہی کا دیکھا ہے شباب
کوئی اتنا بھی جوانی پہ نہ اترا جائے

دل سے ہمراز کا بھی ساتھ نہ ہونا بہتر
جب کوئی جائے حسینون مین تو تنہا جائے

اسکی محفل سے اُٹھے دل سے یہ وعدہ لیکر
اضطراب آکے یہان پھر ہمین پہونچا جائے

کوئی چھپتا ہے چھپانے سے جوانی کا ابھار
آپ کیا کیجئے آنچل ہی جو سرکا جائے

حیف صد حیف کہ سب لوگ ہون سر آنکھون پر
اک صفیا ہی کی محفل مین نہ پوچھا جائے

دلِ صد چاک کو چٹکی سے کوئی مل ڈالے
سہکے زلفون مین کہین اور یہ بل ڈالے

بزمِ ساقی مین جو لب بند ہے میری طرح
تو لہو منہ سے مئے ناب کی بوتل ڈالے

عالمِ خواب کے سامان پہ عبث حیرت ہے
کہدو نرگس سے کہ آنکھین ذرا مل ڈالے

وہ سیہ مست ہون مر جاؤن تو رونے کے لئے
آکے مدفن پہ مرے چھاؤنی بادل ڈالے

دلِ زاہد بھی نگاہون پہ چڑھا ہے کہین
خاک آنکھون مین تری چشم مکحل ڈالے

طرزِ رفتار قیامت ہے خدا چاہے تو
جان مردون مین ترے پاؤن کی چھاگل ڈالے

کل تو دیکھا تھا صفیا کو کہ چلا جاتا تھا
کفنی پہنے ہوئے کاندھے پہ کمل ڈالے

تاب یہ اتنی کہان ہے کہ لبون پر جگر آئے
دل بیٹھ گیا نالے یہ لیکر خبر آئے

اچھا تو یہی ہے کہ اجل پیشتر آئے
کچھ دیر کے بعد آئے طبیعت اگر آئے

آنکھین تو ہوئین بند دمِ نزع کھلا یہ
وہ نیند غنیمت ہے جو وقت سحر آئے

ایسا ہون سیہ بخت اگر شمع جلاؤن
دن کو بھی مرے گھر مین اندھیر نظر آئے

محرومیِ تقدیر ہنسا کرتی ہے یعنی
تو مانگے دعا اور فغان مین اثر آئے

اٹھتا ہو جو اُس بزم سے اک آنت سی کھا کر
میرا سا کلیجا ہو تو جیتا وہ گھر آئے

آنا ہے قاصد کا مری پاس سے پوچھو
آنے کو ادھر سے تو کئی نامہ بر آئے

مشکل تو یہ ہو تھاہ نہین عشق کی ملتی
ڈوبا ہوا اس بحر کا شاید ابھر آئے

ہم نے تو تصور مین ضیا طور پہ دیکھا
بیہوش ہے کچھ حضرتِ موسیٰ نظر آئے

حالت جو اُسنے پوچھی دلِ غم شناس کی
آہون کے ساتھ کھنچ گئی تصویر یاس کی

وارفتگی نہ پوچھئے اُس شوخ کی جسے
رخصت بھی یاد آئی نہ ہوش و حواس کی

اٹھتا ہے غم نصیبون مین رونیکا کیا محل
اے شمع تو نے اور بھی محفل اداس کی

امید ہے بھی جو شبِ عدہ وہ منہ چھپائے
پیشِ نظر جو ہے بھی تو صورت ہے یاس کی

ناصح وہ بیحجاب بہت دیر تک رہا
ایسے مین کسکو ایسی پڑی تھی حواس کی

کچھ ایسی طول تو نہ شبِ ہجر تھی مگر
کمبخت کی ہر ایک گھڑی تھی ہراس کی

کمبخت دل کو ہی بھی تو الفت کا روگ ہے
الفت بھی کسکی تجسے وفا نا شناس کی

قاصد بغیرِ نامہ پڑا ہے لکھا ہوا
مٹی خراب ہوتی ہو مقتول یاس کی

آنکھون کو یون بھی ایک طرح کا سرور ہے
شیشے کو دیکھئے رنگت گلاس کی

اک بات پر ملا ہے یہ منہ پھیر کر جواب
کچھ خیر تو ہے کیجئے باتین حواس کی

امید آئی بھی تو نہ دل مین ٹھہر سکی
اللہ کیا ڈراونی منزل ہے یاس کی

مضمون زبان غیر سے جو ہو گیا ادا
چھوٹی ہوئی وہ شے تھی ہمارے گلاس کی

آخر ضیا گلون کی قبائین ہین چاک کیون
آئی پسند وضع کسی خوش لباس کی

تنہائی فرقت سے جان اب بہت اکتائی
دل ڈھونڈھتا ہے اپنا اک دوسری تنہائی

اول تو کلی دلکی کھلنے ہی نہین پائی
ایسا بھی ہوا اکثر کھلنا تھا کہ مرجھائی

ہم کو تو شب فرقت لینے کو اجل آئی
ہم کیسے تجھے چھوڑین ای عالم تنہائی

گو درد رسیدہ ہو دل پھر بھی بہت خوش ہی
سو چوٹین نہین کھائین اک چوٹ کری کھائی

کچھ منتظری اپنی پوچھے جو وہ اے قاصد
کہدینا کہ آنکھون سے رخصت ہوئی بینائی

دنیا سے جدا ہوگا دنیا مین مرا ماتم
پیٹے گی پس مردن مجھکو مری تنہائی

اک حسن پرستی مین سو طرح کی خوبی ہے
کیا جانئے کیون پہلے تھوڑی سی ہی رسوائی

سوچا جو مآل اپنا دنیا سے ہوئی نفرت
یعنی تری فرقت مین جینے کی قسم کھائی

آج اشک یہ کہتے ہین دل درد سے واقف ہے
دونون مین خدا جانے کب کی ہو شناسائی

جس سمت گزرتا ہون سب آڑیان آتی ہین
ہے داد طلب تجھسے ظالم مری رسوائی

ملنے جو دم آخر احسان کیا لیکن
محشر پہ اٹھا رکھئے اب اپنی مسیحائی

کہہ جائے ضیا جو کچھ کانون سے قطعا سنئے
کمبخت ہی سودائی اور آپ کا سودائی

تا نسیم شبی اُن کے جگہ تک پہونچے
یا الٰہی یہ دعا اپنی اثر تک پہونچے

رات بڑھتی گئی ہر روز یہان فرقت کی
رفتہ رفتہ وہان گیسو بھی کمر تک پہونچے

گھر سے گھر مین بھی جانا ہو تو پردہ معلوم
اپنے گھر سے جو چلے غیر کے گھر تک پہونچے

شب وعدہ بھی کٹی دل کو یہی سمجھاتے
کیا عجب ہو وہ دغاباز سحر تک پہونچے

ترچھی نظروں کے اشارے بھی غضب ڈھاتے ہیں
دل سے گذرے جو یہ پیکان تو جگر تک پہونچے

ان کو غصے میں کئی بار سنبھالا میں نے
بال کھل کھل کے کئی بار کمر تک پہونچے

سیکڑوں بار پلٹ آنا مناسب سمجھا
سیکڑوں بار ضیا یار کے در تک پہونچے

حد کا ناشنوا ملا ہے دل مجھے
یہ نہ رکھیگا کسی قابل مجھے

بیٹھنا جب چار لوگوں میں ہوا
آ گئی یاد آپ کی محفل مجھے

تم ہمارے خون ناحق کے گواہ
آنکھیں کہتی ہیں کہو قاتل مجھے

راستے کی ماندگی کا ہو بھلا
خوب نیند آئی سر منزل مجھے

ور دو تم سرمہ دنبالہ دار
اور یہ آنکھیں کریں بسمل مجھے

ایسی پرسش اور ایسی داد ہو
خود پکارے حشر میں قاتل مجھے

تم نے انداز اپنا کچھ سکھلا دیا
یہ جو تڑپاتا ہے درد دل مجھے

زندگی و موت ہو تو کچھ نہیں
عشق میں دونوں ہوئی مشکل مجھے

پھر دکھا دینا اسی انداز سے
وہ ادا جس نے کیا بسمل مجھے

چل ملا اس سے تو مجھ کو چھوڑ کر
اب نہیں کچھ اعتبار دل مجھے

عیش و آرام اپنا کھو یا لے ضیا
کچھ محبت میں ہوا حاصل مجھے

کچھ بھی تاثیر محبت میں اگر ہوتی ہے
کیوں نہیں یار کو پھر میری خبر ہوتی ہے

کبھی آتی تھی ہنسی [illegible] ہیں
رات اپنی بھی اسی طرح بسر ہوتی ہے

صورت حسرت دل اٹھ کے چھپاتے کوئی
نہیں جچتی جو محبت کی نظر ہوتی ہے

تم نے اتنا بھی تو پوچھا نہ کبھی مجھکو
حال کیا ہجر مین ہے کیسی بسر ہوتی ہے

کچھ پسند آگئی شاید انھین بیتابیِ دل
آج رہ رہ کے جو اس سمت نظر ہوتی ہے

ان کو غفلت ہی ہی نالۂ دل کچھ بھی نہین
مین نے مانا کہ فرشتون کو خبر ہوتی ہے

شب فرقت کی ہر اک پل ہے قیامت کی گھڑی
ورنہ ہونیکو تو باتون مین سحر ہوتی ہے

روکے رُکتی نہین کمبخت طبیعت اپنی
جس طرف ہوتی ہے بےخوف و خطر ہوتی ہے

نہ تو جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر ضیا
نہ تو موت آتی ہے مجھکو نہ سحر ہوتی ہے

ہائے بگڑی ہوئی تقدیر نہین بنتی ہے
نہین بنتی کسی تدبیر نہین بنتی ہے

اسکے دیوانون سے حداد بھی تنگ آئے ہین
کونسا دن ہے کہ زنجیر نہین بنتی ہے

دم اُلٹنے لگا اے ضبط خموشی کب تک
بے کئے نالۂ شبگیر نہین بنتی ہے

یون کسیکا تو کلیجا نہین چھلنی ہوتا
یون کسیکی تو نظر تیر نہین بنتی ہے

لکھنے بیٹھے انھین جب خط تو ہوا اک جھگڑا
دل سے ہمسے دم تحریر نہین بنتی ہے

مرنے والون سے شب غم کی مصیبت پوچھو
دم پر ایسی ہے کہ شمشیر نہین بنتی ہے

چپ جو بیٹھون تو وہ کہتے ہین رقیبون سے ضیا
دیکھو ایسی کہین تصویر نہین بنتی ہے

اک تو انکو باوفا سمجھے یہ نادانی ہوئی
دوسرے ارمان دل لیکر پشیمانی ہوئی

ہمنے ہر صورت سے دیکھا کھینچکر تصویر یار
جو کھنچی اس شیشۂ دل پہ وہ لاثانی ہوئی

ایسے آنکھون مین وہ دل سے سب ارمان چلے
خانہ آبادی کے شامل خانہ ویرانی ہوئی

دیکھ لینا شرط ہے آئینہ رویون کا جمال
جسنے دیکھا قابل دید اسکی حیرانی ہوئی

زلفیں الجھیں اس طرف اُنسے کہ شانہ سر چڑھے
مجھسے برہم اس طرف میری پریشانی ہوئی

شکوہ ہائے کاتب تقدیر سب سچ جاننے لگے
اسکے سنگ در پہ جسدن میری پیشانی ہوئی

آئینہ آگے دھرا رہتا ہے اب آٹھوں پہر
تو انہیں منظور آپ اپنی نگہبانی ہوئی

پہلے کیا جانے دیا تھا انکو دل کیا جانکر
اب تو اتنا جانتے ہیں ہم کہ نادانی ہوئی

سیکڑوں ارمان میرے آکے دل میں رہ گئے
گھر آسیکا ہو گیا یہ جسکی مہمانی ہوئی

غیر نام قتل سنکر کیا ہنسے کیا کھل پڑے
مرنے والوں کے لئے البتہ آسانی ہوئی

موسم گل میں تو اک تار گریباں تک نہیں
اور تھے وہ دن کہ جنمیں چاک دامانی ہوئی

جائے ایسا غم جہنم میں کہ جس سے غیر خوش
کیوں کسی کے گھر ہماری فاتحہ خوانی ہوئی

دل لگانا بھی ضیا کا اک تعجب کی ہے بات
ایسا عاقل اور اس سے ایسی نادانی ہوئی

شام شب فراق کیا دل ہی کو پیچ و تاب ہے
وہ بھی تو مضطرب سا ہے دل میں جو اضطراب ہے

چھپکے کیا ہو طور پر دونوں میں چھین لے ہیں خوب ہے
اک مرا اشتیاق ہے ایک ترا حجاب ہے

ہجر کی بات آئی کون سمجھے اشتہار یان
پہلوی چشم شیریں میں نیند بھی مست خواب ہے

جلوہ حسن دلفریب سمجھے پائے تا نہ غیر
پردہ ہماری آنکھ کا غنچہ تر نقاب ہے

رنگ زمانہ کی طرح لیتے ہی دل بدل گئے
آپکا کچھ گلہ نہیں شکوۂ انقلاب ہے

آیا کہیں قرار اگر ہجر کی رات ہے جو
ٹھہریگا کونسی جگہ دل میں تو اضطراب ہے

آئے ہو کسکے پاس تم بیٹھے ہوئے ہو دو گھڑی
میں تو نہیں خراب ہوں حال مرا خراب ہے

اور وہ پلک نکلتی میں دل ہی تھے رہ گئے ہے
دل جو نہو تو کچھ نہو جان کا یہ عذاب ہے

آکے دہان کسی نامہ بر سامنے چھپ کر [illegible]
کہنے کو کچھ نہیں کہا خط کا یہی جواب ہے

پیر مغان کی خیر ہو چاہئے ایک جام دو — شیخ نہ سمجھے پیئے پانی ہے یا شراب ہے

کچھ تو بیان کر ضیا چپ سی لگی ہوئی ہو کیون
کیسے غم فراق مین حال ترا خراب ہے

تڑپ میرے دل کی مری بیقراری — غرض کیا جو دیکھو بلا سے تمہاری
وہ بیکس ہون آپ اپنے کو کہتا ہون — کھو اب بہت کر چکے آہ و زاری
اٹھا درد فرقت بھی پہلو سے دل سے — کر دیکھی نہ جائیگی یہ بیقراری
مین ہون شمع محفل مرے دل سے پوچھو — مرا سوز پنہان مری اشکباری
رہا انتظار عدو اُن کو جس شب — یہان مین نے آنکھون مین وہ شب گذاری
زمین پر بھی بیٹھو تو کہتے ہین اٹھو — چلو ہٹنے دو اپنی یہ خاکساری
تغافل کہان کا تصور مین اُن کے — ہمین کچھ نہین تو خبر کیا ہماری
سر طور موسیٰ کا بیہوش ہونا — سمجھتے تو یہ تھی بڑی ہوشیاری
مجھے دوست احباب سمجھا بجھا کر — کہو تم بھی کچھ سنلون شاید تمہاری
برے حال سے جسکو کہتے ہین مرنا — حقیقت مین وہ زندگی ہے ہماری

ضیا تیرے لاشے پہ کرتی ہے ماتم
تری جامہ زیبی تری وضعداری

متفرقات

بعد مرون ہائے کس کس نے کیا ہے غم مرا — یاس روتی ہو تو حسرت کرتی ہو ماتم مرا

سنتے ہین شب بھر رہی محفل مین شمع اشکبار
ملگیا اسکو کہان سے دیدۂ پرنم مرا

آہ کر دیکھی نالہ کر دیکھا
ہمنے دونون کو بے اثر دیکھا

مر گیا جب کوئی تو آپ آئے
جیتے جی ہمنے حضور کیا کہنا

سختی ہجر تھین کہدو اُٹھائین کبتک
دل ہے پہلو مین ہمارے کوئی پتھر تو نہین

چین آئیگا نہ کشتۂ حسرت کو حشر تک
جاتا ہون قبر مین دل بسمل لئے ہوئے

ہاتھ خالی جاکے بیٹھے تھے کسی کی بزم مین
لیکن اُٹھے تو اُٹھے درد جگر لیتے ہوئے

چھا گئی اودی گھٹا چرخ پہ بادل آئے
مئے انگور کی ساقی کوئی بوتل آئے

کٹین جگر مین اُٹھتی ہے اک درد سا دل مین ہوتا ہے
ہم راتون کو رویا کرتے ہین جب سارا عالم سوتا ہے

رباعیات

بیشک ہون برا غیر سے اچھا اچھا
بیٹھون گا کبھی آکے ذرا اب پہلو مین
وہ ہنستے ہو کیون بات مین سمجھا سمجھا
مین صورت دل آج جو بیٹھا بیٹھا

دیگر

الفت کے جتانے کا یہ انجام ہوا
بتلا تو سہی بات جو اپنی کھوئی
مین پیش عدو قابل دشنام ہوا
حاصل ہے تجھے کیا اے دل ناکام ہوا

دیگر

یہ دن تو دشمن کو بھی دکھلائے خدا
خاموش اپنے کو آپ پاتا ہون ضیا
افسوس مرا عشق مین کیا حال ہوا
اُس بت نے بنا رکھا ہے اک بت گویا

دیگر

پہلا ہی کوئی اُسنے ستم کا چھوڑا
خاموش ہی رہنے دے نہ چھیڑ اے ہمدم
کہہ کہکے کڑی باتیں غرض دل توڑا
صدموں سے جگر اپنا ہے پکا پھوڑا

دیگر

پہلو میں رقیبوں کو بٹھانا کیسا
دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے اپنی
غیروں کے لئے پان لگانا کیسا
آنکھوں پہ دیوار اوٹھانا کیسا

دیگر

یاروں سے ہیں سرگرم ملاقات رہا
لیکن نہوا فکر سخن سے غافل
احباب کا ممنون عنایات رہا
سودائے رخ و زلف میں دن رات رہا

دیگر

اک درد اٹھا کرتا ہے دل میں اکثر
دیکھا نہیں جاتا ہے تو کہتے ہیں طبیب
تڑپاتا ہے گھڑیوں وہ مجھے بستر پر
اس جینے سے کمبخت کا مرنا بہتر

دیگر

ناحق بھی ملاتے ہو عدو کی تصویر
سو بات کی اک بات کہے دیتا ہوں
اچھا ہے وہ خود اور ہے اچھی تصویر
جیسا میں سیہ بخت ہوں ویسی تصویر

دیگر

ہوں رند بلانوش مگر ہوں بے زر
ساقی ترے صدقے میں غنیمت جانوں
بوتل ہے کوئی پاس نہ کوئی ساغر
ملجائے کسی طرح اگر چلو بھر

دیگر

چمکے گا اگر کبھی مرے دل کا داغ
بجھ جائیگی شمع لاکھ کرتی ہے دماغ

غیر آگے مرے فروغ کیا پائے ضیا
سورج کے سامنے کہاں نور چراغ

دیگر

کچھ میں ہی سمجھتا ہوں تمہاری باتیں
دھوکا یہ غضب کی ہیں پیاری باتیں
آئی ہوئی رکھی نہیں کیونکر کہوں
دل لینے کی پہچان ہیں ساری باتیں

دیگر

کیا کیا نہیں غیروں کے ستم سہتے ہیں
بے ظرف ہمارا ہے کہ چپ رہتے ہیں
کھلواؤ نہ منہ بزم میں بیکار ضیا
تحقیر انہیں کی ہے جو کچھ کہتے ہیں

دیگر

اللہ بچائے وہ ستمگر تم ہو
انسان کی صورت میں ہو پتھر تم ہو
ایمان سے کہتا ہوں تو جلد تیغ
بگڑو گے تو کیا ہے مقدر تم ہو

دیگر

لاتے نہ فرشتے سر محشر مجھکو
مقصود تھا دیدار پیمبر مجھکو
دوڑا ہوا آیا ہوں بہت پیاسا ہوں
اک جام دو یا ساقی کوثر مجھکو

دیگر

غیروں سے تمہارا ربط عدو کی ہوئی چاہ
طوطے کی طرح پھر گئی دونوں میں نگاہ
اتنا تو تمہیں یاد دلاؤں گا ضرور
کیا قول کے تم سچے ہو ماشاء اللہ

دیگر

ہنستے ہو تیغوں سے رلاؤ گے مجھے
کیا خاک ابھی ہاتھ ہلاؤ گے مجھے
اس فکر میں ہو بزم سے اٹھ جا ضیا
پچھتاؤ گے اک روز مناؤ گے مجھے

دیگر

پوچھو نہ یہ تم عشق مین کیسا ہوتا ہے — سب جانتے ہین حال برا ہوتا ہے
چپ چاپ ہی رہنا بہت اچھا ہے ضیا — کچھ اور جو کہتا ہون گلا ہوتا ہے

دیگر

ایسی تو نہ دشمن کی بھی قسمت پھوٹے — ایسا تو سہارا نہ کسی کا ٹوٹے
حالت پہ مری روئے نہ غربت کیونکر — گھربار چھٹا اپنے پرائے چھوٹے

دیگر

ہے ایک ہی وہ ظلم و ستم کا بانی — وہ ضد کے مین غضب لائی مجھے نادانی
وہ دن بھی نگوڑے ہین محبت کو ابھی — گھل گھل کے ہوا غم سے کلیجا پانی

دیگر

گو آپ سے روزانہ ملاقات رہی — اور آمد و شد بھی مری نرات رہی
رہنا نہ محبت کا مگر مشکل ہے — نبھ جائے تو جانون کہ بڑی بات ہی

ترجیع بند بر شعر جناب داغ دہلوی

کیا کہین دو ہی نے گردش زمانہ کیا ہے — جتنا سامان ہو اس ہر مین سب ہوکا ہی
اک تماشا سا ہی جو کچھ کہ نظر آتا ہے — منقلب ہتی ہو دنیا کا عجب نقشا ہے

اب نہ وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

دل بھر آتا ہی جو یاد آتے ہین اگلے جلسے — کیسے کیسے تھے مکان لوگ تھے کیسے کیسے

مل گئے خاک میں سب خاک کے پیوند ہوئے
ہم بھی مرجائینگے آخر یہی کہتے کہتے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

ہائے وہ باغ جہاں سیر کیا کرتے تھے
ہائے وہ شور عنادل جو سنا کرتے تھے
ہائے وہ پھول جنہیں توڑ لیا کرتے تھے
ہائے وہ بارہ دری جسمیں رہا کرتے تھے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

بادہ خواری میں بسر ہوتی تھی اوقات مدام
ایک سے ایک یہ کہتا تھا چلے جام پہ جام
کچھ غرض صبح سے رکھتے تھے نہ کچھ شام سے کام
اپنی محفل میں تکلف بھی تھا مشکل آرام

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

غم و رنج و الم و یاس کا مذکور نہ تھا
جسکو دل چاہتا تھا آنکھوں سے وہ دور تھا
سامنے کونسا ایسا بت مغرور نہ تھا
ناز و انداز میں جو رشک دہ حور نہ تھا

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

حال ایسا ہی کچھ اپنا ہے نہ روئیں کیونکر
جان کھوتے ہی بنے جب تو نہ کھوئیں کیونکر
ہاتھ دھونا ہی پڑا سب سے نہ دھوئیں کیونکر
نیند آتی ہی نہیں چین سے سوئیں کیونکر

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمیں رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

کس سے کہئے مے گلرنگ کا ساغر آئے
شکوۂ چرخ نہ کس طرح زبان پر آئے
غم بھلانے کو کہاں سے کوئی دلبر آئے
آنکھیں کیونکر نہ ہون لال اشک کیون بھر آئے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

پہلے سرگرم بیانِ غمِ پنہان کب تھے
پہلے گیسو کی طرح ایسے پریشان کب تھے
پہلے خواہانِ علاج دل سوزان کب تھے
پہلے مانند سحر چاک گریبان کب تھے

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا اور ملاقات نئی

آجکل حال عجب سا ہے بہت ہی ابتر
مین نے پوچھا جو سبب کچھ نہ کہا منہ سے مگر
در پہ غمگین سا وہ بیٹھا تھا جھکائے ہوئے سر
رو دیا پھوٹ کے یہ داغ کا مطلع پڑھکر

ہائے وہ دن کہ میسر تھی ہمین رات نئی
روز معشوق نیا روز ملاقات نئی

تضمین بند بر شعر حضرت درد مرحوم

دوستو سننے کے قابل ہے حکایت میری
غمِ فرقت سے عجب شکل ہے حالت میری
آ گئی ایک پریوش پہ طبیعت میری
دل مین رہ رہ کے چلا اٹھتی ہے حسرت میری

[illegible] ہی یہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونے پائی

حوصلہ دل کا نکلتا کبھی ایسا نہ ہوا
لاکھ احباب نے چاہا کبھی ایسا نہ ہوا

لاکھ دم ہونٹوں پہ آیا کبھی ایسا نہوا
ہوتی پوری جو تمنا کبھی ایسا نہوا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کوئی صورت نہین ملنے کی جو ملتا ہے
ہائے پھر کیا تھا سب ارمان بر آتے دل کے
اپنی آغوش تمنا مین اُسے بٹھلاتے
کہتے رو رو کے گذرتے ہین جو ہم پر صدمے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

سیکڑون بار یہ چاہا کہ مناؤن اُس کو
گر پڑون پاؤن پہ یون آہ پہ لاؤن اُسکو
دل تڑپتا ہوا پہلو مین دکھاؤن اُس کو
کھینچکر ہاتھ کلیجے لگاؤن اُس کو

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک دن اُس سے ملاقات نہونے پائی

جان آنکھون مین ہے مرتے نہین ہم کیا کہئے
یاس سینے سے نکلتا نہین دم کیا کہئے
جیکے دل سہتے ہین جو رنج و الم کیا کہئے
روز و شب ہجر مین کھاتے ہین جو غم کیا کہئے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک دن اُس سے ملاقات نہونے پائی

ہائے کیا کیا ہوئے ہم عشق مین رسوا بدنام
سچ کہا کرتے تھے لوگ کہ بُرا ہے انجام
سو تا راتون کو کیسے کٹتے ہین کیسا آرام
بخت خفتہ نے ہمارے ہمین رکھا ناکام

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل جو آیا تو عجب مین نے مصیبت جھیلی | الاماں کیسے غضب مین نے مصیبت جھیلی
مختصر یہ ہے کہ سب مین نے مصیبت جھیلی | ہائے جس بت کے سبب مین نے مصیبت جھیلی

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

کبھی عاشق سے نہ کی وعدہ وفائی افسوس | دل مین ایسی کبھی بھولے سے نہ آئی افسوس
حال وہ ہے کہ کرے ساری خدائی افسوس | کہی جاتی نہین قسمت کی برائی افسوس

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

دل کو کر ڈالا ہے سوزِ تپِ فرقت نے کباب | اشک خونین سے ہین آنکھین عوضِ جامِ شراب
سخت ناچار ہون کچھ ضبطِ فغانی نہین تاب | دے دیا صبر و تحمل نے بھی اب صاف جواب

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

ابھی دیکھا جو ضیا کو تو عجب حال مین تھا | مین نے پوچھا کہ مزاج اچھا ہے خاموش رہا
پھر یکایک وہ جگر تھام کے بیتاب ہوا | حضرت درد کا مطلع یہ زبان پر لایا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اُس سے ملاقات نہونے پائی

تمام

اے مرے دل کی آرزو مری جان | ہر ادا پر تمھاری مین قربان

بھولی صورت پہ جان و دل صدقے
قد و قامت پہ جان و دل صدقے

گیسوئے عنبریں پہ مین قربان
چاند سی اُس جبین پہ مین قربان

تیغ ابرو پہ جان و دل صدقے
چشم جادو پہ جان و دل صدقے

عیش و عشرت تمھین نصیب مدام
ہے گذارش یہ بعد عرض سلام

دلِ پر غم کی داستان سُن لو
تم سے کہتے ہین مہربان سن لو

داغ الفت جلائے دیتا ہے
سوز فرقت جلائے دیتا ہے

شغل آنکھون کو اشکباری کا
مشغلہ مجھکو آہ و زاری کا

روتے کٹتی ہے صبح سے تا شام
بھرے رہتے ہین اشک کے دو جام

اک ہجوم غم جدائی ہے
جان گھبرا کے لب پر آئی ہے

رات کی نیند ہو گئی ہے حرام
خواب آنکھون مین ہو گیا آرام

کچھ جو لکھون مین دل کا گھبرانا
رفتہ رفتہ ہو ایک افسانا

گاہ گھر مین ہون گاہ باہر ہون
کیا بتاؤن کہان ہون کیونکر ہون

پاس اپنے کوئے نہین آتا
دور ہی دور رہتا ہے سایا

حال اپنا سنائین ہم کسکو
تمسا ہمراز پائین ہم کسکو

دل شیدا کی آرزو تم ہو
یہ اگر پھول ہے تو بو تم ہو

چشم مشتاق کی نظر ہو تم
نہین آنکھون مین ہو جدھر ہو تم

تم سے بڑھکر حسین نہین کوئی
خلد مین کیا کہین نہین کوئی

دے ضیا کی خدا تمھین الفت
رفتہ رفتہ ہو غیر سے نفرت

نامہ دیگر

اے مری روح میری راحت جان — اے مداوائے سوزش پنہان
دلربا دلفریب دل آزار — فتنہ گر جنگجو بت عیار
کرتا ہون آپ سے گذارش حال — یعنی کہتا ہون داستان ملال
سنئے کلکتہ آپ کا جانا — ہوگیا مجھکو ایک سکتہ سا
پھر دن تصویر سان رہا خاموش — اوڑگیا رخ کا رنگ صورت ہوش
کاٹو تو کچھ نہین بدن مین لہو — ڈبڈبا آئے آنکھ مین آنسو
سیر کو جانا چوک پھر کیسا — الٹے ہی پاؤن اپنے گھر پلٹا
گھر پہ پہونچا غرض کسی صورت — اتنے مین غیر ہوگئی حالت
گر پڑا ضعف سے مین بستر پر — پھر تو مطلق رہی نہ اپنی خبر
بدحواسی غضب ہوئی طاری — نہ رہی نام کو بھی خودداری
جسنے پوچھا مزاج کیسا ہے — خاموشی نے کہا کہ اچھا ہے
کئی روز دن یہی رہی حالت — بعد چندے کے پھر ہوئی صحت
مگر اچھا ہوا نہ اچھی طرح — رہا وحشی سا وحشیون کی طرح
بولتا چالتا کسی سے نہین — خواب مین بھی نہ آنا جانا کہین
کچھ جو کھانے کو ملگیا کھایا — نام لب پر نہ بھوکھ کا آیا
ہر گھڑی ہر پہر تمھاری یاد — کیسی یاد اچھی یاد پیاری یاد
اب نئی سنئے واردات ایجان — دل مین اکدن یہ آئی بات ایجان
بیٹھے کبتک اوٹھائیگا رنج — سیر کرنے کو چلئے صاحبگنج
کیسے بیگانے کیسے اپنے لوگ — چھوڑیئے سب کو لیجئے اب جوگ

گھر سے نکلا پہن کے شکل گدا | گیروا لنگی گیروا کرتا
اس گھڑی کا نہ پوچھئے کہرام | خود مین روتا تھا لیکے اپنا نام
دیکھنے کا تھا ہائے وہ عالم | گویا کرتے تھے سب مرا ماتم
میرا اس شکل سے تھا کیا جانا | گھر سے تھا میری لاش کا جانا
دلکو بھاتا نہین ہے طول سخن | آخر الامر پہونچا اسٹیشن
دیکے محصول اور لیکے ٹکٹ | گاڑی آتے ہی چڑھگیا جھٹ پٹ
تھے مسافر ادھر ادھر کے جو اور | میری صورت وہ دیکھتے تھے بغور
اور کہتے تھے ہے یہ بیچارہ | دشت غربت کا شاید آوارہ
پڑ گیا ہے کسی مصیبت مین | چھوڑا ہے گھر کسیکی الفت مین
دل لگا بیٹھا ہے کسی سے ضرور | چوٹ کھا بیٹھا ہے جگر ہے چور
اسکا معشوق اس سے چھوٹا ہے | اسپہ کوہ فراق ٹوٹا ہے
مگر افسوس ہے ابھی کمسن | پیر گردون نے کیون دکھائے یہ دن
سب کی سنتا تھا اور مین چپ تھا | لوگ نا آشنا تھے کہتا کیا
اتنے مین پہونچا اپنے منزل پر | اوترا گاڑی سے مین بدیدہ تر
جانب شہر خاک اوڑاتا چلا | ٹھوکرین آسمان کی کھاتا چلا
دوست احباب گو وہان تھے کثیر | گھر پہ جاتا کسی کے کیا یہ فقیر
کون پہچانتا مری صورت | ہو رہی تھی کچھ اور ہی صورت
کوئی کیا سمجھے اور کیا جانے | اپنا بھید آپ ہی خدا جانے
[illegible] | [illegible]

سوچکر یہ چلا مین آخر کار / دم مین پہونچا قریب تھا بازار
آنکھ اوٹھا کر ادھر اودھر دیکھا / جو کچھ آیا مجھے نظر دیکھا
کہون کس منہ سے تھی سڑک کیا صاف / آئینے سے بھی بڑھکے تھی شفاف
اُمرا کے جو سیکڑون تھے مکان / اُن مین سے ایک ایک رشک جنان
تھین دُکانین سجی ہوئی ہرسو / ہر دُکان کارخانۂ جادو
دیکھا جس بام کو تھا دلکش طور / اور ہر اک حسین غیرت حور
یہ سمان جس گھڑی دکھائی دیا / مین نے اُسوقت دل کو تھام لیا
آسمان کی طرف اُٹھا کے نگاہ / رکھ کے سینے پہ ہاتھ کی اک آہ
یاد اپنے وطن کی آنے لگی / چشم حسرت لہو رولانے لگی
دھیان مین تھا جو آپ کا جلوا / غش نہ کھا کر گرا تو کچھ نہوا
نظر آئے تھے جتنے گلرخسار / میری آنکھون مین کھٹکے صورت خار
جس طرح سے گیا تھا پھر آیا / دل کو کوئی حسین نہین بھایا
تھی تصور مین آپ کی تصویر / ڈھونڈھتا تھا مین ایسی ہی تصویر
نہ تھا ملنا نہین ملے ایجان / تم وہان ہوتے تھا یہ غیر امکان
الغرض بعد دو مہینے کے / واپس آیا وطن کو غربت سے
اور رہتا ہون ایک دوست کے ساتھ / اپنے گھر بار سے اُٹھایا ہاتھ
جی مین آتا ہے زہر کھا جاؤن / مر کے غم سے نجات پا جاؤن
اک نہ اک دن ضرور یہ ہوگا / صدمہ تھوڑا نہین جدائی کا
[illegible] آ گیا تھا الفت سے / ہوا مجبور کچھ طبیعت سے

آپ کے ہاتھ ہے قضا میری
کیا کرے گا کوئی دوا میری

خوف کچھ بھی اگر خدا کا ہے
ڈر اگر پرسش جزا کا ہے

تو بہت جلد اسکا لکھئے جواب
ورنہ دنیا سے ہون ہین پا برکاب

آپکے یاد ہین مجھے احسان
بھول جاؤن وہ باتین غیر امکان

آپنے میرے ساتھ کیا نہ کیا
مین ہون نادم کہ مجھسے کچھ نہوا

وہی باتین تو یاد آتی ہین
اور پہرون مجھے رولاتی ہین

ہائے کیا ہوگیا گھڑی بھر مین
قہقہے چہچہے تھے جس گھر مین

اب اسی گھر مین ہو کا عالم ہے
دل ویران سے کچھ نہین کم ہے

ہائے جس گھر مین مسہری تھی
اب نہین ایک بوریا تک بھی

قدِ آدم تھا آئینہ جس جا
ہے وہ دیوار نقش حیرت کا

ہائے جس جا لگی تھین تصویرین
اب وہان کولے کی ہین تحریرین

لوگون سے یہ بیان سنتا ہون
سر شوریدہ اپنا دھنتا ہون

آپکے دم کی روشنی سب تھی
اب نہین اک چراغ نام کو بھی

پھر خدا جلد آپکو لائے
پھر وہ گھر رشک خلد ہو جائے

اسپہ آمین آپ کہئے گا
ہین مسلمان تو چپ نہ رہئے گا

قطعہ

اے نسیم سحر مزاج نہ پوچھ
رات بھر کے جگے ہوئے ہین ہم

رات بھی کون یعنی ہجر کی رات
ہمنشین بھی نہ تھا کوئی ہمدم

ہر طرف ایک سان تھا سناٹا
سب کے سونے سے ہو کا تھا عالم

اسپہ درد جگر کا بڑھ جانا   کوفت مین جان تھی لبون پر دم
نیند کو ایسی کیا غرض تھی بھلا   آکے ہوتی جو وہ شریک الم
کیا کہون کس طرح کٹی شب بھر   دیکھ لے ہین ہنوز آنکھین نم
زہر ملتا تو کھا کے مر جاتا   زندگی تلخ تھی خدا کی قسم

قطعہ دیگر

حال میرا ہے سننے کے قابل   اک زمانہ وہ تھا کہ لیل و نہار
عیش و عشرت مین کٹتی تھی میری   ہر گھڑی رہتا تھا مین باغ و بہار
روز کپڑے نئے بدلتا تھا   روز جاتا تھا سیر کو بازار
دوست احباب ساتھ ہوتے تھے   ایک سے ایک ان مین خوش اطوار
آنکھین لڑتی جو تھین حسینون سے   کچھ اشارون مین ہوتا تھا اقرار
یونہین کچھ دیر جب گذرتی تھی   ہنس کے کہتے تھے تب مرے غمخوار
ہونگی نظارہ بازیان کب تک   گھر بھی چلئے گا یا نہین سرکار
گھر پہ سامان عیش رہتا تھا   کشتی مے بھی رہتی تھی طیار
جس گھڑی دور جام چلتا تھا   مجھکو پینے سے ہوتا تھا انکار
قسمین دیکر کوئی پلاتا تھا   ڈھال دیتا تھا کوئی لالہ عذار
شب کو آرام کی تھی یہ صورت   تکیہ بنتا تھا میرا زانوے یار
دیکھا جاتا تھا کب یہ گردون سے   کر گیا اپنی گھات آخر کار
کیسا دور شراب کیسا جام   اب نہ احباب ہین نہ وہ غمخوار
کیسی محفل کہان کا عیش و نشاط   گردش بخت کیا کرون اظہار

کل جو آٹھون پہر سکے ہمدم تھے   آج آنکھین نہین وہ کرتے چار
کچھ عجب وقت آگیا ہے ضیا   دوست دشمن ہین مجھسے سب بیزار

قطعۂ دیگر

میرے ہمدم نواز فیض رسان   میرے نواب بحر جود و سخا
ہین تری بندہ پروری پہ نثار   جان ذرہ نوازیون پہ فدا
چمکے تیرا وہ نیر اقبال   جس کے آگے ہو آفتاب اندھا
ناز گردون کو اپنے اوج پہ ہے   تیرا رتبہ ہو اس سے بھی اونچا
دھاک ایسی بندھے ریاست کی   ملکون ملکون جلے چراغ ترا
شب عمر عدو بے نحس گھٹے   دن بڑھے تیری زندگانی کا
دامن صبح عیش تجھکو نصیب   چادر شام غم کا منھ کالا
تیری محفل ہو بزم شاہانہ   عیش جمشید ہو ترا جلسا
ہم غریبون کا تو ہی وارث ہے   ہم غلامون کا تو ہی ہے آقا
تیری مشکل ٹلے بہ لطف رسول   تیری بگڑی بنے بہ فضل خدا
بعد آداب خادمانہ کے   اس طرح ہے غلام عرض رسا
کئی روز دن سے مجھپہ ہے خفگی   نہین معلوم کیا ہوئی ہے خطا
پھر گئی ہے نگاہ جس دن سے   غم ہے برگشتگی قسمت کا
دیکھنے والے دیکھتے ہی ہین   پھول تو ہون مگر ہون پژمردا
نام روشن ہے وہ چراغ تو ہون   ہون کسیکا مگر بجھایا ہوا
اچھا اس سے تو کوئی بحث نہین   خیر کچھ ہی سہی قصور مرا

اب معافی کا خواستگار ہون مین — بخشئے بخشئے برائے خدا
حیف صد حیف مین عتاب مین ہون — عید کا دن قریب آ پہونچا
کوئی ساماں ہوا نہین ابتک — اک تردد ہے چار کپڑون کا
تنگ دستی اگر رہی یونہین — مفلسی کا جو ہے یہی نقشا
کیا عجب ہے کسی سے عید کے دن — قرض لیکر کرون نماز ادا

قصیدہ

ایک گلشن مین نرالے رنگ سے آئی بہار — بے پئے چلنے لگی باد صبا مستانہ وار
فصل گل سے کہہ رہا ہے جھوم کر ابر کرم — ایک تیرے دور مین ہین میکش و پرہیزگار
طرفہ موسم ہے زمانے نے نئی بدلی ہے رُت — قدرت باری سے نخل سرو بھی لایا ہے بار
سنبل تر یا کسی معشوق کی ہے شام زلف — خوشنما سورج مکھی یا آفتاب روئے یار
مستی جوش جوانی کا دکھاتا ہے سمان — سبزہ رنگون کی طرح ہر ایک نخل باردار
رنگ رلیان مچ رہی ہین عاشقون مین ہر پہر — سامنے رکھے ہوئے ہین جام کے پہلو مین یار
اپنے اپنے رنگ مین ہر ایک ہے مست سرور — گل کو گلچین کا نہ کچھ کھٹکا نہ بلبل بے قرار
سرو کو دکھلا رہے ہین چال اترائی ہوئی — ناز کے پتلے حسین پہنے ہوئے پھولون کے ہار
جو صدا آتی ہے کانون مین وہ ہے دلکش صدا — کوئلون کی کوک سنئے یا پپیہون کی پکار
بیخودی سی ہے مگر کچھ ایسا اطمینان ہے — بے تکلف شاخ گل پر چہچہے زن ہین ہزار
آنکھون مین پھولی ہے سرسون دیکھکر رنگ چمن — آئینہ حیرت کا ہے نرگس کی چشم انتظار
طبع رنگین نے کہا اپنی کہ ایسے وقت مین — تجھ سا شاعر اور غفلت سے رہے یون ہمکنار

صفحۂ قرطاس پر کلک گہر افشان سے لکھ — مدحت نواب آصف جاہ والا اقتدار
جسکے فیض جود و بخشش سے زمانہ ہے غنی — کر دیا جسکی عنایت نے گدا کو مالدار
افتاب آسمانِ شوکت و جاہ و جلال — نیر برج خوش اسلوبی و تمکین و وقار
اس طرح وصف سراپا ہو زبانِ کلک پر — جس طرح باتون مین عاشق کھینچدے تصویر یار
رشک ریحان خط عارض غیرت سنبل ہے زلف — لب اگر برگ گل تر ہین تو گل سے ہین عذار
چشم نرگس مد بھری آنکھون پہ سو جی سے فدا — قد بالا پر صنوبر لاکھ جانون سے نثار
تیغ ابرو کی وہ برش جس سے ڈرتی ہے اجل — تیر مژگان وہ جو دشمن کا کرے سینہ فگار
نور کا ٹکڑا جبین وہ جسکو دیکھا چاہئے — چاند سے تشبیہ دیتے جو نہ ہوتا داغدار
لوٹ حورین ہون جو دیکھین خوش لباسی کی پھبن — سادگی پر صنع پر صدقے حسینون کا سنگار
کہتی ہے فکر رسا اک اور بھی مطلع لکھو — کیا عجب ممدوح سے تم داد پاؤ بے شمار

مطلع دیگر

سب امیرانِ جہان سے بڑھکے ہے تیرا وقار — تیرا لوہا مانتے ہین جتنے ہین ذی اقتدار
باعث فخر زمین ہر اک ترا نقش قدم — سرمۂ چشم فلک ہے تیرے مرکب کا غبار
جس پہ ہو ابر کرم تیرا وہ مالا مال ہو — ہُن برس جائے اودھر ہو جسطرف تیرا گذار
وہ ترا رعب ریاست ہے کہ تیرے سامنے — زرد ہو جائین مہ و خورشید بھی بیمار وار
رشک ہے تخت سلیمان کو بساط عیش پر — رنگ محفل پر ترے ہے جشن جمشید بھی نثار
ہمت عالی تری وہ جسکے آگے دہر مین — گو نہین حاتم مگر ہے روح اسکی شرمسار
تیری تعریفین لکھی جائین کہانتک کسقدر — عمر اپنی مختصر اوصاف تیرے بے شمار

...یدہ اس دعا پہ ختم کرتا ہے ضیا — جشن شاہانہ ترا قایم رہے لیل و نہار
...ن چھلکتا رہے جام مے عیش و نشاط — شاہد عشرت رہے آٹھوں پہر زیب کنار
... دشمن جو ہین اُن کو ہاتھ ہی ملتے کٹے — تیری خواہش سے زیادہ دے تجھے پروردگار

ساقی نامہ سال نو

اے ساقی شوخ و شنگ میرے — اے ساقی لالہ رنگ میرے
اے ساقی گلعذار میرے — اے ساقی نوبہار میرے
اے چشم فلک کے تارے ساقی — البیلے انیلے پیارے ساقی
اے غیرتِ آفتاب ساقی — لاثانی و لاجواب ساقی
اے مست نگاہوں والے ساقی — سب ساقیوں سے نرالے ساقی
آ ناز و ادا کے ساتھ ابھی — لا کشتیِ مے کہان ہے لا بھی
ہے بزم طرب کا نام تجھ سے — مے تجھ سے ہے اور جام تجھ سے
کھوتا ہے مزہ ترا تغافل — دل ڈھونڈھ رہا ہے ساغر مل
تھوڑی ہی سہی مگر پلا دے — کچھ دل کی لگی ہوئی بجھا دے
کمبخت بہار کا ہے موسم — اور ابر برس رہا ہے کم کم
تھم تھم کے ہوائین چل رہی ہین — چٹکی سے کلیجا مل رہی ہین
ہے رنگ پہ آجکل گلستان — کھل کھل کے مہک رہی ہین کلیان
لالے نہین ہین یہ ساغر مل — آپس مین ہین ایک بلبل و گل
دلکش ہے سماں نرالی رُت ہے — جس چیز کو دیکھئے اچھی ہے

آغاز ہے بیسوین صدی کا   نیرنگ ہے لطف ایزدی کا
اگلی جو عیسوی صدی تھی   اُس نحس پہ ختم ہر بدی تھی
اُس مین ہوئی سرحدی لڑائی   لاکھون کی جان پر بن آئی
کتنی فوجین جو تھین گرامی   کتنے سردار تھے جو نامی
اس جنگ مین جب وہ کام آئے   نیرنگ جہان نے گل کھلائے
سرکار نے میری فتح پائی   آخر دشمن نے منہ کی کھائی
پھر قہر کا آسمان ٹوٹا   طاعون نے آکے سب کو لوٹا
ویران ہوئین بستیان ہزارون   سنسان ہوئے مکان ہزارون
اب فضل خدا ہوا جو ہم پر   بدلا عالم کا رنگ یکسر
مطلوب جو تھا وہ سال آیا   نیک اختر و نیک فال آیا
یہ سال علاج ہر مرض ہے   سوجھی کہ یہ اک دوا غرض ہے
اب خواب خیال ہین وہ صدمے   جو سال گذشتہ نے دیے تھے
ہر سمت خوشی ہو سال نو کی   شادی یہ رچی ہو سال نو کی
ایسے مین تو جدا ہے مجھسے   کیا جانے کیون خفا ہو مجھسے
یہ دن بھی دکھایا ہائے افسوس   کس وقت ہوئی ہے یاس افسوس
کیا کیجئے چرخ کی شکایت   احسان ہے تیرا اپنی قسمت
ہو سال نیا تجھے مبارک   مجھسے ہین ہزار تیرے گاہک
سب بادۂ عیش سے ہون مسرور   غم چاہے مجھکو مین ہون مہجور
ہے اپنی دعا یہ صبح گاہی   اس سال کے بعد بھی الٰہی
میخانہ رہے پری کی صورت   دیکھا تو کرونگا چشم حسرت

قطعات تواریخ

قطعۂ تاریخ خمسۂ کاملہ مصنفۂ خان بہادر جناب مولوی سید خیرات احمد صاحب احمد گیلانی گیاوی دام مجدہ

این ہمہ خمسہائے مطبوعہ	ہست سوز و گداز حرف بحرف
سال تاریخ خواستم چو ضیا	دل من گفت خمسہائے شگرف ۱۴ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب شاہزادہ محمد یمین بخت بہادر عرف شاہزادہ مرزا ظہیر الدین صاحب ظہیر دہلوی گورگانی شاگرد حضرت شوق نیموی مدظلہ

یہ دیوان شہزادۂ نامدار	ہوا چھپ کے مقبول اہل جہان
ضیا مین نے لکھی یہ تاریخ سال	گلستان اشعار معجز بیان ۱۴ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ ولادت ماہ سپہر احترام محمد عبد السلام موسوم باسم تاریخی حفظ الرحمن ۱۳ھ سلمہ اللہ المنان

تیسوین ۲۳ تھی رجب کی	اور پیر کی صبح نور افزا
مولانا شوق نیموی کو	فرزند دوم خدا نے بخشا
لکھا یہ ضیا نے مصرع سال	خورشید بلند نام زیبا ۱۴ ۱۳ھ

تواریخ تولد عباس علی

۱۹۰۰ء

میرے بھائی وزیر جان صاحب — پاکدین پاک دل نکو سیرت
اُن کا گھر آج ہو گیا روشن — حق نے بخشا جو اک قمر طلعت
مصرع سال اے ضیا لکھو — ماہ برج سعادت و صولت ۱۸ ۱۳

ولہ

حق نے مرزا وزیر جان کو — بخشا فرزند ماہ تمثال
اٹھارہوین تھی مہ رجب کی — تھا پیر کا روز صبح اجلال
عباس علی ہے نام اُسکا — ہو سایۂ حق مین وہ جوان سال
بڑھتی رہے اسکی عمر کی طرح — شاخِ شجرِ ریاضِ اقبال
تاریخ اسکی ضیا نے لکھی — صبحِ امید و مہر افضال ۱۸ ۱۳

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب حاجی حافظ مولوی سید نذر الرحمن صاحب المتخلص بہ حفیظ رئیس عظیم آباد

دل سے کیون بھائے نہ ایسا دیوان — خوش جسے دیکھ کے ہو طبع ملول
واہ ہر شعر کا نقطہ نقطہ — چمنِ حسن بلاغت کا ہے پھول
اسکی تاریخ ضیا نے لکھی — گلستان فصاحت مقبول ۱۸ ۱۳

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان مشفقی جناب شیخ حسین بخش صاحب شرر ساکن گیا

ہین جناب شرر جو میرے دوست — نکتہ رس با کمال و ہنر پرور
ہوگیا جمع کلیات اُن کا — جسکے مشتاق ہین سخن گستر
شعر آتش کے سب ہین پرکالے — نقطہ نقطہ ہے صورت اخگر
کیا عجب شعلہ مصنا ہین یہ — خاک ہو دشمنون کا دل جلکر
اے ضیا لکھدو مصرع تاریخ — ہے یہ جانسوز کلیات شرر

تقریظ جناب حافظ عبد الغنی صاحب عظیم آبادی برادر نسبتی مصنف مرحوم

اس دیوان کے مصنف مرزا علی رضا متخلص ضیا جناب مرزا علی محمد مرحوم چھوٹے صاحبزادے شہر عظیم آباد پٹنہ محلہ شاہ کی املی کے رہنے والے تھے۔ کم سنی ہی مین ان کو شاعری کا شوق ہوا جناب سید عبد السبحان صاحب مائل رئیس کنکیا گود تلمیذ حضرت شوق نیموی کے شاگرد ہوئے۔ اور چند سال تک ان سے اصلاح لیتے رہے۔ جب بعض عوارض کے سبب سے جناب مائل دماغی محنت سے مجبور ہوئے تو مرحوم ضیا اپنے استاذ الاستاذ مولانا شوق نیموی کو اپنا کلام دکھانے لگے طبیعت ایسی موزون خداداد پائی تھی کہ بہت جلد ایسی حیرت انگیز ترقی کی کہ اساتذہ فن بھی قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے جو شعر کہتے درد آمیز و معانی خیز ہوتا جو غزل لکھتے اُسمین سلاست فصاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہوتی جس بزم مشاعرہ مین شریک ہوتے اپنے کلام کی روشنی سے اُسکو چمکا دیتے جسکو اپنی غزل سناتے بیچین بنا دیتے۔ پٹنہ اور صاحبگنج گیا کے مشاعرون مین اکثر انکی شرکت ہوتی

لکھنؤ گئے وہان بھی اپنا رنگ جمادیا۔ ہمیشہ آزادی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ کچھ دنون تک فقیرانہ وضع اختیار کی گیروا لباس پہنتے رہے۔ شادی بھی نہین کرنے پائی تھی کہ بادِ اجل کا وہ سخت جھونکا چلا کہ مرحوم کی شمع حیات یکایک گل ہوگئی۔ سارا گھر اندھیرا ہوگیا ۷ محرم ۱۳۱۹ھ کو ہیضہ کیا اور آٹھوین محرم کو بعد طلوع فجر بیس اکیس برس کے سن مین انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ○ اپنے مکان سے پچھم جانب ربع میل کے فاصلے پر میر فجّو کے مقبرے مین مدفون ہوئے ؎ ملے خاک مین نوجوان کیسے کیسے ٭ زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے ٭ مرحوم ضیا جیسے خوش فکر وخوش گو تھے اسی طرح خوش رو خوش وضع جامہ زیب بھی تھے۔ مرحوم کا یہ مقطع جب یاد آتا ہے دل تڑپا دیتا ہے ؎ ضیا تیرے لاشے پہ کرتی ہے ماتم ٭ تری جامہ زیبی تری وضعداری ٭ مرحوم نے مرنے کے کچھ قبل ایک لاجواب مطلع کہا ہے جو غالباً اُن کی آخری نظم ہے بیاض پر یا کسی پرچے پر بھی نقل کرنے کا اتفاق نہین ہوا۔ اپنے احباب کو سنایا تھا جنکے دل مین نقش کالحجر ہو رہا ہے ؎ اک ٹیس جگر مین اُٹھتی ہے اک درد سا دل مین ہوتا ہے ٭ ہم راتون کو رویا کرتے ہین جب سارا عالم سوتا ہے ٭ مرحوم کا کلیات قدر شناسانِ سخن کی قدر دانی سے چھپکر آج ہدیہ ناظرین ہوتا ہے۔ ٭ ع

رنگ خود بول اُٹھے گا کہ یہ مال اچھا ہے

قطعہ تاریخ طبع

چھپگیا فضل حق سے یہ دیوان	جس سے روشن رہیگا نام ضیا
یک اُٹھا غنی یہ مصرع سال	مطلع نور ہے کلام ضیا ۱۳۲۲ھ

تمت

شکریہ

ہم اون قدردانان سخن و ہمدردان قوم کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھون نے اس دیوان
کے طبع مین مالی ہمدردی کے ساتھ اعانت فرمائی ہے منشی ولی حسن صاحب خوشنویس ساکن شہر پٹنہ
محلہ شاہ کی املی نے اسکی تمام کاپیان نہایت کم اجرت کتابت پر لکھدین۔ اور جناب مولوی محمد عبد الق
صاحب مالک احسن المطابع نے چھ جزو تک زرچندہ سے بکفایت تمام اور آخر کے ڈھائی جز
جناب ظہور خان صاحب سوداگر مالک ظہور پریس نے بلا اجرت چھاپ دئے اور حضرات
ذیل نے زر نقد سے مدد فرماکر اپنی قدردانی و ہمدردی کا نمونہ دکھاکر تمام شائقین دیوان ضیا مرحوم
کو ممنون فرمایا۔

جناب نواب سید حافظ احمد رضا خان صاحب سکندر نواز جنگ بہادر رئیس پٹنہ

جناب خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا

جناب مولوی غلام صمدانی مرحوم متخلص بصمد سررشتہ دار عدالت ججی گیا

جناب سید عبد السبحان صاحب عالی عظیم آبادی

جناب منشی محمد ظہور احسن صاحب بہوی

جناب منشی خدا بخش صاحب طالب ملتانی

جناب منشی معز الدین احمد صاحب تقسیر سب انسپکٹر ساکن پورنیہ

جناب منشی امیر الدین احمد صاحب متنظر ساکن پورنیہ

جناب حکیم محمد جان مرحوم عظیم آبادی

جناب مرزا وزیر جان صاحب برادر اعظم مصنف دیوان

الراقم

خادم الحفاظ محمد عبد الغنی ساکن پٹنہ محلہ شاہ کی املی